

عزیز سیر

نوا نوا



منظر کاظم علی

عراق سیر

ناوا تشنگو

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
ملتان

یوسف برادرز

چند باتیں

اس ناول کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔ کسی قسم کی مجوزہ یا مسمیہ افغانیہ ہوگا، جس کے لئے پیشتر نصف ہزار روپے قلعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محرم قارئین سلام مصنفین علیہ السلام! اس ناول کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک ایسا ایڈیٹر ناول ہے جسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر قدم قدم پر موت کے سائے رہ گئے رہے ہیں۔ اجنبی اور پراسرار جنگلات میں ایک ایسا ہونک کھیل کھیل چلا جا رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی باوجود انتہائی کوششوں کے چند قدم بھی اگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ اس ناول کا ایک ایک لفظ یعنی آپ کو سحر زدہ کر دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر ضرور پورا اترے گا۔ ایسے اب اپنے چہ خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

شہزاد اور سے محمد احمد اور ندیم صادق صاحبان کہتے ہیں۔ وہ آپ کے تازہ ترین ناولوں نے ہیں اس قدر متاثر کیا ہے کہ ہم خط لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ آخر آپ اس قدر دلچسپ انوکھے اور منفرد ناول کس طرح لکھ لیتے ہیں۔ بہر حال ہماری دعا ہے کہ آپ کی طرح دلچسپ اور منفرد ناول لکھتے رہیں۔

محمد احمد اور ندیم صادق صاحبان! خط لکھنے کا بعد شکریہ جہاں تک ناول کس طرح لکھنے کا تعلق ہے تو یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کسی شاعر سے پوچھا جائے کہ آپ شعر کیسے کہہ دیتے

ناشران ----- اشرف قریشی
حکمت ----- یوسف قریشی
پرنٹر ----- محمد یونس
طابع ----- محمد یونس پرنٹرز لاہور
تیت -----



ہیں۔ تحقیق منجانب اللہ ہوتی ہے اور یہ اس کا کرم ہوتا ہے
 درمیں اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں کرم کا انتہائی شکر گزار
 ہوں کہ اس نے مجھے یہ صلاحیت عطا کی ہے۔ آپ کی دعاؤں
 کے لئے بھی بے حد مشکور ہوں۔

کبر و ریاکے عطا الرحمن خان لکھتے ہیں :- آپ کے ناول
 انگلش فلموں سے کہیں زیادہ دلچسپ اور منفرد ہوتے
 ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ناولوں کو فلمایا جائے تو یقیناً یہ فلمیں انگلش
 فلموں سے کہیں زیادہ دلچسپ ثابت ہوں گی لیکن فلم بننے سے
 پہلے آپ سے ایک فرمائش ہے کہ آپ ٹائٹیل پر عمران، جولیا
 اور دوسرے کرداروں کی تصاویر ضرور شائع کریں تاکہ جو بھی فلم
 آپ کے ناولوں پر فلمیں بنائے اسے کرداروں کا انتخاب کرتے وقت
 کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس
 تجویز پر ضرور عمل کریں گے۔

عطا الرحمن خان صاحب ! آپ کی تجویز مبرا لکھوں پر،
 لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصلی تصویریں شائع ہونے
 کے بعد ظاہر ہے انہیں سیکرٹ سرورس سے فارغ ہی ہونا پڑے
 گا کیونکہ پھر سیکرٹ والا معاملہ تو بہر حال ختم ہو جائے گا۔ اب
 آپ خود فیصلہ کر لیں کہ تصویریں شائع ہونی چاہئیں یا نہیں۔ باقی
 رہی میرے ناولوں پر فلمیں بننے کی بات تو میرے خیال میں نادر
 پڑھنے کے بعد اس کی فلم دیکھنے کی ضرورت ہی آپ کو محسوس
 نہ ہوگی۔ کیونکہ اچھا ناول تو وہی کہلا سکتا ہے جو ساتھ ساتھ آپ

کے ذہن میں سچویشن کا منظر بھی اس طرح پیدا کر دے جسے آپ
 پڑھنے کی بجائے اس منظر کو دیکھ رہے ہوں۔ شاید فلم بنانے والے
 وہ حقیقی منظر پیدا نہ کر سکیں جو ناول پڑھتے وقت آپ کے ذہن
 میں اجاگر ہوتا ہے اور پھر آپ یہ کہنا شروع کر دیں کہ فلم میں
 تو وہ لطف نہیں آتا۔ کہ جسے بھی آپ جن مشہور ناولوں پر جنی فلمیں
 دیکھتے ہیں۔ اگر آپ فلم کر سکیں گے پہلے وہ ناول پڑھ لیں تو آپ
 یقیناً اس فیصلے پر یقین نہیں کریں گے کہ اگر اس پر فلم نہ بنی تو بہتر تھا۔
 گورنمنٹ کالج آف کراچی میں ایک لکچر سے محمد فلیل جوہان لکھتے
 ہیں :- آپ کے ناول بے حد پسند آتے ہیں لیکن میرے ایک بات
 کی کمی محسوس کی ہے کہ اب عمران کا مزاج آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا
 ہے اس پر ضرور توجہ دیں :-

محمد فلیل جوہان صاحب ! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد
 مشکور ہوں۔ دراصل عمران کے سامنے اب کشن ہی اس قدر تیز رفتار
 آتے ہیں کہ اس کے لئے مزاج کا وقت مکان ہی مشکل ہو جاتا ہے
 بہر حال جہاں اس کا دائرہ گھماتا ہے وہ جو کہ تو نہیں ہے۔ دعا کریں
 کہ آئندہ سست رفتار مجرم ہی عمران سے ملکر انہیں تاکہ اسے مزاج کا
 زیادہ سے زیادہ وقت ملتا رہے لیکن پھر آپ کو یہ شکایت پیدا
 ہو جائے گی کہ یہ کیسے مجرم ہیں جن میں تیزی اور پھرتی نام کو بھی نہیں
 بس مذاق مذاق میں ناول ختم ہو گیا۔ فیصلہ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
 پرانی جہلم شیعہ گجرات سے عبد الرشید ناز صاحب لکھتے ہیں :-

مجھے عمران سے یہ شکایت ہے کہ وہ اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہے کیونکہ

وہ اپنی بہت سی عادتیں بھول گیا ہے یعنی جو کچھ چنانا اور خس کم
جہاں پاک والا فقرہ استعمال کرنا۔

عبدالرشید ناز صاحب! جو خصوصیات آپ نے جوائن کیلئے لکھی
ہیں وہ واقعی سچے دلچسپ ہیں لیکن یہ خصوصیات تو بڑا حلوں میں بھی
ہو سکتی ہیں اصلی ذہنی نشیبی سے بھی جو کچھ چنانا جاسکتی ہے اور
خس کم وہاں پاک والے معاملے کا استعمال تو سب سے آسان بات ہے۔
اگر ایسی بات ہے تو پھر شاید بڑھا آپ کسی کو بھی نہ کہہ سکیں گے۔
را عمران کے بڑھا ہونے کا مسئلہ تو بڑھا یا دراصل نفسیاتی کیفیت کا
بات ہوتی ہے۔ جن کے دل جوان ہوتے ہیں وہ بڑھے ہوئے ہیں۔
بڑھے نہیں ہو سکتے اور عمران کے دل سے تو آپ واقف ہی ہوں گے
پشاور پشاور سے فواد احمد لکھتے ہیں! آپ کی تصویر ہم پچیس سال
دیکھ رہے ہیں اور تصویر سے جو عمر آپ کی نظر آتی ہے اس لحاظ سے
آپ کی عمر اب کم از کم سترہ سال کے قریب ہوگی۔ کیا آپ کی عمر
واقعی اتنی ہوگی۔

فواد احمد صاحب! آپ نے تصویر دیکھ کر میری عمر کا جو اندازہ لگا
ہے وہ اس لئے غلط ہو گیا ہے کہ آپ نے اس میں تصویر کے بعد کے سال
شامل کر دیئے ہیں حالانکہ یہ تصویر جب میں نے کھینچی تھی تو نو فوٹو گراف
نے کہا تھا کہ میرے میں لفظی کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے اور آپ کی یہ تصویر
تو پچیس سال بعد کی گئی ہے۔ اب عمر کا فیصلہ آپ خود کریں گے۔

مجھے اب اجازت دیجئے

والسلام منظر کلیم ایم اے

عمران ہاتھ دوام سے نکل کر ابھی ناشتے کے لئے بیٹھا ہی
تھا کہ پکس رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران
نے چونک کر ایک نظر فون کو دیکھا اور پھر منہ بنا سے ہوئے
اس نے ریسپور اٹھایا۔

سورجی — رمانی نرخ والی کال کا وقت ختم ہو گیا
ہے۔ اب پورا چارج ہو گا۔ عمران نے ریسپور اٹھاتے
ہی تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسپور رکھ
دیا۔

سیلمان — جلدی ناشتے کے کر پنچو درم یہ سائون بجے
الطینان سے ناشتہ بھی نہ کرنے دے گا۔ عمران نے
اوپر بچے لہجے میں کہا۔

ابھی غیر ناشتہ تیار ہو رہا ہے اور میں آپ سے بھی زیادہ الطینان ناشتہ

کا ہوتا ہے ٹیلیفون کرنے یا سننے کا نہیں ہوتا۔ — عمران نے ریسپورڈ اٹھاتے ہی تلخ دھجے میں کہا۔

”سوری۔ کیا آپ علی عمران بول رہے ہیں؟“ — ایک نامانوس سی نسوانی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”ویری سوری۔ میں علی عمران ہی بول رہا ہوں۔ لیکن آپ میری ہمت کی داد تو دے سکتی ہیں کہ ناشتہ کئے بغیر بول رہا ہوں حالانکہ زبدۃ الحکم کا قول ہے کہ ناشتہ کے بغیر بولنا اپنے آپ کو غلطیوں میں ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے کیونکہ رات کا کھانا قورات سے پہلے ہی ہضم ہو جاتا ہے اور کھانا بھی کیا ہوتا ہے۔ بس ہانہ ہی ہوتا ہے۔ دس بارہ چپاٹیاں — ایک ڈونگہ قور — ایک ڈونگہ جلفرازی — دو مرغ — مسلم — کچھ سلاد — اور کچھ اپار ب آپ خود ہی سوچ لیجئے۔ کہ یہ کھانا کب تک کام آسکتا ہے۔ کھانا سے کھانا کتنا بھی کھائے کی توہین ہے۔ اس کے باوجود میں بول رہا ہوں۔ — دیہے ایک بات ہے کہ ناشتہ اللہ آپ کی آواز میرے نصاب کے لئے اس قدر قوت بخش ہے کہ سلیمان کا حیرہ مقوی نصاب بھی اس قدر مقوی نہیں ہو سکتا۔“ — عمران کی زبانی پوری بات سے چل رہی تھی۔

”میرا نام مس مورتی ہے اور اپنے باورچی کو کہہ دیجئے کہ میرے لئے ناشتہ تیار کر لے۔ کیونکہ میں نے قورات کا کھانا بھی نہیں کھایا اس باوجود میں بول رہی ہوں۔“ — دوسری طرف سے ہنسنے ہوئے ب دیا گیا۔

کرنے کا جائل ہوں۔ میں جب اطمینان سے ناشتہ کر لوں گا اسی کے بعد آپ کا ناشتہ تیار ہوگا ابھی آپ دو تین گھنٹے ٹھوسکتے ہیں۔ کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ارے پتر ہے۔ سات بج چکے ہیں۔ اور طبی اصولوں کے تحت یہ ناشتہ کا صحیح وقت ہے۔ زبدۃ الحکم حکیم جانیوں نے اپنی کتاب میں ناشتہ کا یہی وقت لکھا ہے۔“ — عمران نے غصیلے دھجے میں کہا۔

”آپ کے علاوہ بھی دنیا میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں میں نے بھی یہی وقت پڑھا ہے لیکن اپنے لئے۔ آپ کے لئے نہیں۔“ — سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

”اچھا حکیم ہے سب کو ایک ہی نسخہ دیکھ کر طے دیتا ہے۔ تمہارے لئے تو اُسے خاص طور پر دس نیچے کا وقت لکھنا چاہیئے تھا ٹھیک ہے۔ اب میں خود کتاب لکھوں گا جس میں باورچیوں کے لئے ناشتہ ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔“ — عمران نے اور زیادہ غصیلے دھجے میں کہا۔

”ب آپ کی کتاب کوئی پڑھے گا تو اُسے پتر بھی چلے گا جس طرح کی کتاب آپ نے لکھتی ہے اس کی تو پڑیاں ہی نہیں لگی۔“ — سلیمان نے ترت جواب دیتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے ریسپورڈ اٹھا لیا۔

”کیا آپ نے حکیم جانیوں کی کتاب نہیں پڑھی کہ یہ وقت ناشتہ

دکریں گے۔ اب تجھے آپ والا ناشتہ زہر مار کرنے پڑے گا۔
 — سلیمان نے سامان ٹالی سے اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
 ”ارے یہ ناشتہ ہے۔ تم ایسا ناشتہ کرتے ہو۔“ اودھا
 اٹھ، ایک پیالی چائے۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا۔ کیونکہ
 قاضی منیر نے اودھا اٹھا ہوا اٹھ اور ایک پیالی چائے ہی سلیمان
 ”تو ابھی“
 ”تو ایک غریب آدمی کا باورچی اور ناشتے میں کیا کھا سکتا ہے۔“

سلیمان نے مٹہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”اودھ ویری سیڈ۔“ اودھ یہ تو بہت سنگین معاملہ ہے۔
 ”مجھے تو اتنا بھر پور ناشتہ دیتے ہو اور خود یہ چڑیل جیسا ناشتہ کھاتے
 ہو۔ تم نے اس تک بتایا ہی نہیں۔ اماں بی کہتی ہیں جو خود کھاؤ
 ہی اپنے ساتھی کو بھی کھلاؤ۔“ عمران نے بڑے انصاف سے
 چچھے میں کہا۔
 ”بڑی بیگ صاحبہ نے یہ نصیحت آپ کو کی ہوگی۔ آپ ضرور اس
 عمل کریں۔ میرے لئے انہوں نے دوسری نصیحت فرمائی ہے
 جو ہم کو چاہئے وہ ساتھی کو دے دیا کرو۔ اس نے قبوری ہے۔
 باہی کچھ ہے۔“ سلیمان نے مٹہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
 ”گنگ گنگ کیا مطلب یعنی نکلیا گیا ہے۔“ عمران نے حیران
 دتے ہوئے کہا۔
 ”قبوری ہے۔“ اودھا درجن انڈے۔ تین قیر بھرے پرائٹے۔
 — دو بڑی ٹکیاں مارجرین اور دو گلاس شہد ملے دودھ کے

”مورتی اودھ تو اب مورتیاں میرا مطلب ہے جیسے میں کو
 ناشتہ کرنے لگے ہیں۔ اودھ میں بھی سوچتا تھا کہ آج تک میں اتنی
 فضیلتیں ہوتی ہیں لیکن ہر چیز کا قوط کیوں پڑ جاتا ہے۔ اور
 سلیمان ہر وقت دونا کیوں دوتا رہتا ہے کہ یہ نہیں ہے۔
 وہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ ارے ارے پوری بات تو سن چکے
 عمران نے بات کرنے کرتے چوٹ کر کہا کیونکہ دوسری طرف
 ریسور رکھا جا چکا تھا۔

”سلیمان جتناب سلیمان صاحب اور نہ دونا ناشتہ تجھے۔
 ایک مورتی بھی آ رہی ہے ناشتہ کرنے۔“ عمران نے بڑا
 بنا کر ریسور رکھتے ہوئے تقریباً رو دینے والے لمحے میں کہا۔
 ”جب آپ کو بلے گا تو اس میں سے اُسے بھی حصہ دے۔
 گا۔ فی الحال تو میں ناشتہ شروع کرنے والا ہوں اور رہا
 کرتے ہوئے تجھے ڈسٹرب نہ کیجیے گا۔“ سلیمان کی آواز
 دی اور عمران بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
 دراصل وہ اس پوز میں بیٹھا اس خنجر میں موتی کے بانسے میں سو
 تھا۔ آواز قطعی نامالوم تھی۔ لیکن یہ فخر اس طرح بات
 تھی جیسے ”پھلے جہم سے واقف ہو۔ سوچتے سوچتے جب تو
 سمجھ میں اس کا کوئی حدود و اربعہ نہ آیا تو عمران نے تنگ آکر
 ہی چھوڑ دیا۔

اسی لمحے سلیمان ٹالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔
 ”یہ کیجیے میں اپنا ناشتہ آپ کو دے رہا ہوں۔ آپ“

بلدی کی کچھ نئی سکناسے وی لے آیا ہوں۔“ سلیمان نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

”ہو نہ تو یہ بات ہے۔ میں بھی حیران تھا کہ آدھا اُبل ہوا انڈہ اور ایک پیالی پائے سے اگر تم پر روز بروز جوانی آتی جا رہی ہے تو پھر مجھے تو فاقہ قری کرنا پڑے گا۔“ عمران نے آنکھیں گھمائے ہوئے کہا۔

”اپنے اپنے نصیب کی بات ہے جناب بزرگ کہتے ہیں ہر کوئی اپنے مقدر کا کھانا ہے دوسرے کا گول سٹرخ دیکھ کر اپنے من پر حقیر نہیں مارتا چاہیے۔ ویسے ٹرائی کے چمکے خانے میں بھی کچھ نئی گناہے بزرگ کہتے ہیں اپنے کھانے میں سے مسکینوں، غریبوں کا حصہ بھی نکالنا چاہیے۔ چنانچہ وہ حصہ بھی پڑا ہے۔“ سلیمان نے دروازہ کراس کرتے ہوئے کہا اور غائب ہو گیا۔

”یہ بزرگ بھی ساری باتیں باورچیوں کو بتاتے رہتے ہیں۔“ عمران نے مڑنا تے ہوئے کہا اور اس نے ٹرائی کو گھسیٹ کر اپنی طرف کیا تو ٹرائی ٹرے میں واقعی اس کا بھرپور ناشتہ موجود تھا۔ عمران نے ناشتہ اٹھا کر منہ پر رکھا اور وہ آدھا انڈہ اور پیالی پائے اٹھا کر ٹرائی کی چمکی ٹرے میں رکھی اور ناشتہ شروع کرنے ہی لگا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”ارے سلیمان دیکھنا کوئی تمہاری طرح کا غریب مسکین تو نہیں آگ؟“ عمران نے اُونچی آواز میں کہا۔ ”و ناشتے میں سے حصہ لینے۔“ عمران نے اُونچی آواز میں کہا۔ ”و جلدی بلدی ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے کال بیل دوبارہ

بجی اور اس بار تو مسلسل ہی بجتی چلی گئی۔ شاید کال بیل بجانے والے نے جھٹلا کر ٹرائی سے آنکھی پٹانے کی قسم کھالی تھی۔ عمران نے کوئی توجہ نہ دی اور کان پیسٹے ناشتے میں مصروف رہا۔

”کون بد تیز ہے۔ جسے بزرگوں نے گداب نہیں سکھائے۔“ سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی اور پھر اس کے تیز تیز قدموں کی آواز بیرونی دروازے کی طرف جاتی سنائی دی۔ وہ غصے میں مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔

”ارے پھری تے دم لو کیا اب زیادہ تیز ہو گئی ہے چمکے۔“ سلیمان نے دروازے کے قریب جا کر انتہائی غصیلے انداز میں خالقا باورچیوں والا قاورہ بولتے ہوئے کہا اور عمران ناشتہ کرتے کرتے ابلے اختیار مڑکھا ویا۔

”اب عمران صاحب میں ویسے مشکل صورت لے تو مجھے عمران کی بجائے اس کے دادا جان لگ رہے ہیں۔ کیونکہ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ عمران صاحب بڑے وجہ غریب صورت۔ اور فرمان آدمی ہیں۔“ اسی من عورت کی آواز دروازہ کھٹکتی ہی سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ وہ اب تک اس کے نہ آنے سے بے بسی سمجھ بیٹھا تھا کہ سب نے رنگ قبر ڈال کیا ہے اور عمران (اب) فقرائے سنے کے بعد شرارتناہ ناشتہ والا فقرہ کہہ دیا ہے۔ لیکن اب رنگ قبر تو فلیٹ کے دروازے تک آپہنچا تھا۔

”جی میں عمران صاحب کا ہوتا ہوں۔“ سلیمان نے بڑے بنچیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کو اتنی زور کی ہنسی

”اُسے اُسے میں ہاشتہ تو نہیں کر رہا۔ یہ تو ناشتے کی رہیز سہل ہو رہی ہے۔“ تشریف لائیے۔ آپ کے لئے ٹرائی کی چلی ٹرسے میں سامان ہاشتہ موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اندھ اب سخت ہو کر کشتہ مڑا کاہن چکا ہو گا اور چائے شربت کوفت جان میں بدل چکی ہو گی۔ بہر حال جو کچھ ہے حاضر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تو آپ کے یہاں مڑا اندھے دیا کرتے ہیں۔ واہ کیا انوکھا ملک ہے۔ آپ کے بطن سے کتنے نیچے ہو چکے ہیں۔“ مس مورتی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ اُسی نے کشتہ مڑا کے جڑ کو بڑے خوبصورت انداز میں استعمال کیا تھا۔ اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ کیونکہ اس نے جتنی کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے بھی دو چارے اُسے ہی ہے۔

”اوہ کسوری بطن سے انہیں بلکہ سر سے پیدا ہوتے ہیں نیچے۔ پھر تو عقلی نیچے ہوتے لیکن ایک بات ہے۔ عقل تو جلی گئی بچوں میں باقی کیا بچا۔“ مس مورتی نے عمران کے سر پر ہاتھ رکھتے ہی فورا کہا اور عمران مسکرا دیا۔ مس مورتی واقعی خاصی تیز جاری تھی۔ ”باقی ظاہر ہے صورت بھی نکال سکتی ہے۔ اور مزید ایک درجن کے بعد صورت بھی اس مورتی میں تبدیل ہو گئی ہوگی۔ لیکن آپ کی گنتی تو شاید سینکڑوں میں چل رہی تھی۔ ایسی صورت میں تو اس مورتی کی بجائے بے صد مورتی زیادہ بہتر رہے گی۔“ عمران بھلا کب باڑی بنے ولا تھا۔ اور اس بار اس مورتی بے اختیار قبضہ مار کر ہنس پڑی۔

آئی کر اُسے اچھا سا لگ گیا۔
 ”اوہ تو عمران دادا بھی بن چکا ہے۔ میرے خیال میں پیدا ہونے سے پہلے ہی شادی ہو گئی ہوگی اس کی۔“ اس رگی نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور عمران کے کان پر فقرہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے کیونکہ یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ یہ فقرہ میں موتی خاصی ستم ظریف واقع ہوئی ہیں۔
 ”اب یہ آپ کا اپنا تصور ہے کہ آپ نے اُسے میں دیر کر دی اب تو میں ہی خدمت نکالا سکتا ہوں۔“ سلیمان بھلا کبھی سے کم تو نہ تھا۔
 ”ابھاتو ایک سوچے نمبر یاد رکھیے گا۔ جو سکتا ہے کہ قمر خال آپ کے ہی نام نکل آئے۔“ مس مورتی نے بھی تڑت جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔
 ”اُسے ایک سو سات نمبر تک تو پہنچنے دو اُسے۔ قمر خال انداز ہی تو ہوتی ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔
 ”جانتے قمر میں جانتا ہوں کہ آپ کی قسمت میں ایک سو سات ہی لکھا ہوا ہے۔“ سلیمان نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔
 ”سات تو لگی نمبر ہوتا ہے۔“ مس مورتی نے کہا اور پھر تیز تیز قدموں کی آواز راہداری میں اُبھرنے لگی۔
 ”اچھا تو باوجود کہتے کے آپ نے اکیلے ہی ہاشتہ شروع کر دی۔“
 — دروازے میں سے غصیلی آواز سنائی دی۔

کانوں میں سُرُخ رنگ کے ٹاپس تھے۔ لیکن وہ جس روانی سے پاکشیا کی حکامی زبان بول رہی تھی۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ طویل عرصے سے پاکشیا میں رہ رہی ہے۔ کارڈ پر صرف ایک نمبر لکھا ہوا تھا۔ اور اس کے نیچے کسی کے دستخط تھے۔ عمران نے ٹکٹ پلٹ کر کارڈ کو دیکھا لیکن اس نمبر اور دستخط کے علاوہ اس کارڈ پر اور کچھ درج نہ تھا۔ عمران فوراً دستخط کو دیکھنے لگا۔ لیکن اُسے قطعاً یاد نہ آ رہا تھا کہ یہ کن صاحب یا صاحبہ کے دستخط ہیں۔

”ہپ کی طرح آپ کے دستخط بھی بے حد خوبصورت ہیں لیکن یہ نمبر تو خاصاً طویل ہے۔ اس نمبر تک پہنچنے پہنچنے تو میں واقعی دوا دیا جان بچا ہوں گا۔“ عمران نے مسکرا کر کارڈ واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور ٹکٹ کوئی ایک بار پھر کھلکھلا کر سنس پڑی۔

”آپ دادا جان بن جانے کے باوجود قابل قبول ہو سکتے ہیں۔ بہر حال یہ نمبر تپالی سیکرٹ سروس کے چیف وکرم کا اور یہ دستخط بھی انہی کے ہیں۔ اور میں اُن کی ٹیم کی ایک رکن ہوں۔“

میں مورتی نے ہنستے ہوئے بڑے بے باکانہ ہلچے میں کہا۔ لیکن عمران وکرم کا نام سن کر چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کارڈ دوبارہ اٹھا لیا اور دستخط کو غور سے دیکھنے لگا۔

”یعنی وکرم نے نیا اکاؤنٹ کھول لیا ہے۔ ناما فارورڈ جارہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نیا اکاؤنٹ کیا مطلب۔“ اس بات سن کر مورتی نے حیران ہوتے

”آپ کا یہ خوبصورت جواب بتا رہا ہے کہ آپ واقعی علی عمران ہیں یہ مجھے کارڈ۔“ میں مورتی نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک سُرُخ رنگ کا کارڈ نکال کر عمران کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو کارڈ اب بانٹے جا رہے ہیں اور سیکرٹس کارڈ سے پہلے ہی پورے ہو گئے ہیں وہ پھر تو یقیناً ہزاروں میں جائے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مورتی ایک بار پھر کھلکھلا کر سنس پڑی۔ ”اب میں بھی کچھ بہت ہو گئی ہے۔“ غیبی مراسل بھی بتایا گیا تھا کہ آپ مذاق کرنے میں بے حد تیز ہیں اور یہی آپ کی خاص نشانی ہے اُن نے مجھے ایسے فقرے کہتے پڑے۔“ میں مورتی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یعنی ابھی سے بس ابھی تو آپ نے کارڈ ہی دیا ہے۔ کارڈ کے بعد کے مراسل تو کارڈ بانٹنے کے بعد ہی ملے ہوتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اٹھا لیا۔

”آپ کے لئے نامشعلے ٹکٹوں۔“ اُسی لمحے سیدھا نے دھنسنے پر اگر خاصے مودبانہ ہلچے میں کہا۔

”اوہ شکریہ میں نامشعلہ کر آئی ہوں۔“ میں مورتی نے مسکرا کر کہا اور سیدھا نے خاموشی سے نافٹے کے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔ میں مورتی تپالی ٹکی تھی۔ اس کا رنگ گہرا سا لولہ تھا۔ لیکن اس کے سامنے رنگ میں بھی ایک عجیب سی کشش تھی۔ اب نے جینز اور بٹس کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے آخر وٹ رنگ کے ہال اس کے شانوں تک بڑے نفیس انداز میں ترشے ہوئے تھے

”جوتے مارنے پر کیا مطلب؟“ مس مورتی اور زیادہ تیزان ہو گئی۔
 ”جی اتنی بڑی پرسٹ نہیں تھی کہ آپ کو حیران ہوتا پڑے۔“
 جو غالب علم ٹیسٹ میں فیل ہو جانا اُسے جوتے مارنے کے لئے مجھے
 تعینات کیا گیا تھا۔ اور آپ کے ان چیف صاحب کے سر کے
 بال تو پہلے ہی سال میں اڑ گئے تھے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے
 میں کہا اور ایک بار پھر مس مورتی کھٹکھٹ کر ہنس پڑی۔

”آپ بالکل ویسے ہی ہیں جیسا چیف نے بتایا تھا۔ وہ تو مجھے
 بھی ہی نہ رہے تھے کہتم اُس سے ملنے کے بعد واپس ہی
 نہ آؤ گی لیکن میں نے ضد کی تو مجبوراً انہوں نے مجھے بھیجا۔ اور واقعی
 آپ سے ملنے کے بعد واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔“ مس مورتی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں تو ٹیسٹ میں اول نمبر پاس ہو رہا ہوں۔“ عمران
 نے کہا اور مس مورتی اتنے زور سے ہنسی کہ کمرہ اُس کی مترنم ہنسی سے
 گونگا لگتی۔

”آپ بے فکر رہیں آپ فیل بھی ہو جائیں تب بھی مجھ میں بہ جرات
 نہیں کہ میں آپ کے سر کے بال اڑا سکوں۔“ مس مورتی نے ہنستے
 ہوئے بڑے خوبصورت انداز میں بات کی تو عمران بھی مسکرا دیا۔

”اچھا اب یہ وکرم صاحب ناپالی سیکرٹ سرورس کے چیف ہیں
 اور ان کا عمن نمبر ہے اور نیچے ان کے تازہ ترین دستخط ہیں۔“
 پھر..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ کہ آپ انہیں فون کریں اور ان سے بات کریں۔“ مس مورتی

ہوئے کہا۔
 ”ہمارے ہاں جب ٹیکس بچاتے تھے تو کوئی نیا اکاؤنٹ کھولا جاتا
 ہے تو دستخط تبدیل کر دیتے جاتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا
 اور مس مورتی اس بار کھٹکھٹ کر ہنس پڑی۔

”اوہ تو چیف کے دستخط پہلے اور تھے۔“ اس نے آپ
 انہیں پہچان نہیں سکے۔“ مس مورتی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”اُسے دراصل نئے سے نئے دستخط بنانے کا بڑا شوق تھا۔
 اور انہی دستخطوں کی تبدیلی نے اُسے ایک بار مشکل میں ڈال دیا تھا۔
 اس کے والد نے جب اسکو فورڈ لینڈروسی میں اس کے بینک
 اکاؤنٹ میں خرچ بھیجا تو اس وقت تک وکرم وہ دستخط ہی بھول چکا
 تھا۔ جو اس نے اکاؤنٹ کھلواتے وقت کئے تھے چنانچہ اس نے
 بڑے اطمینان سے تازہ ترین دستخط کر کے چیک بھجوا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا
 کہ بینک والوں نے اُسے جعلی دستخط کرنے پر قانونی نوٹس دیا
 بڑی مشکل سے معاملہ رفع دفع ہو لیکن یہ معاملہ رفع دفع ہونے
 تک اس کے فاقے شروع ہو گئے تھے۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ کیا آپ اسکو فورڈ لینڈروسی میں
 پڑھتے رہے ہیں۔“ مس مورتی نے بے حد حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اُسے کہاں ہمارا ایسی قیمت کہاں کہ ہم اسکو فورڈ لینڈروسی
 میں پڑھ سکیں۔ وہاں تو وکرم جیسے پرسن ہی پڑھ سکتے ہیں۔
 میں تو وہاں جوتے مارنے پر مامور تھا۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا چلو میں وکرم سے سُنیے کا ٹیکس وصول کروں گا ویسے کیا آپ سپاسامہ پیش جسیں کریں گی۔“ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔
 ”سپاسامہ۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“ مورتی نے چونک کر پوچھا۔
 ”بیب کسی ایسے جہان خصوصی کو بلا لیا جاتا ہے جس سے کچھ رقم انبشٹی ہو تو پھر اس کے سامنے سپاسامہ پیش کیا جاتا ہے۔“
 ”جس میں پہلے تو جہان خصوصی صاحب کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد مطالبات کی ایک طویل فہرست ہوتی ہے۔“
 ظاہر ہے وکرم صاحب نے آپ کو جب یہ کارڈ دے کر بھیجا، تو مقصد تھے جہان خصوصی بنانا ہو گا۔ اور ظاہر ہے مطالبات کی بھی جی جی فہرست ہو گی تو کم از کم وہ قصیدوں والا حصہ تو سُن لوں پھر تو تعزیرت بھی بڑل کو۔“ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کا مطلب سمجھ گئی ہوں آپ اس بارے میں کوئی آئیڈیا سُنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں چیف نے آپ کے پاس تجھے بھیجا ہے لیکن عمران صاحب تجھے قلعاً کچھ معلوم نہیں۔“
 کھن صبح پیف نے تجھے کال کیا اور پھر انہوں نے پہلے تو آپ کا تفصیلی تعارف کرایا۔ اس کے بعد تجھے یہ کارڈ دیا۔
 لیکن ساتھ یہ شرط لگا دی کہ میں نے یہ کارڈ اصلی علی عمران کو ہی پہنچانا ہے۔ آپ کا فون جبریاں ہو مل سے میں نے فون کر کے انکار ہی سے بچ چکا ہوں۔ آپ کو کال کیا تو پھر آپ کی تقریر سُن کر تجھے آدھا یقین ہو گیا کہ آپ واقعی علی عمران ہیں۔ اس کے بعد باقی نصف یقین یہاں آکر آپ کی باتیں سُن کر ہو گیا چنانچہ میں نے کارڈ آپ کو

نے مُسکراتے ہوئے کہا اُسی لئے سلیمان شے اٹھائے اندر داخل ہوا۔
 شے میں کافی کی ایک خوبصورت اور نفیس سی پیالی موجود تھی۔ اس نے کافی کی پیالی مس مورتی کے سامنے رکھ دی۔
 ”اوہ مُشکریہ۔“ مس مورتی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان مُسکراتا ہوا واپس مڑنے لگا۔

”سلیمان ٹیلیفون کا بل کتنا آیا ہے اس جیسے۔“ عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس جیسے۔“ پہلے کچھ مہینوں سے نہیں آیا۔“ سلیمان نے مڑ کر مڑبنا تے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن تم تو ہر جیسے جگہ سے بل وصول کریتے ہو۔“ عمران نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

”وہ تو میں اپنے فون کا بل وصول کرتا ہوں آخر آپ بھی تو کال اُسی فون پر سنتے ہیں۔ اس لئے سُنیے کا ٹیکس تو آپ کو ہی دینا چاہیئے۔“ سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ مس مورتی بڑی دلچسپ نظروں سے ان دونوں کو مڑتے رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ بڑے اطمینان سے کافی کی پیکیاں لے رہی تھی۔

”آپ نے سُن لیا جس مورتی۔“ عمران نے منہ بند تے ہوئے کہا۔

”سو ری میرے پاس سُنیے کا ٹیکس دینے کی رقم نہیں ہے۔“ مس مورتی نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران کو کھکھک کر ہنس پڑا۔ مس مورتی واقعی بے حد مزہ دین اور مزہ جواب لڑتی تھی۔

دے دیا۔" مورتی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ شکریہ ہے۔ ورنہ میں تو واقعی گھبرا گیا تھا۔ کچھ کل برٹس بڑا مندا جا رہا ہے۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیسا شکریہ؟" مورتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 "میرا مطلب ہے۔ آپ ہوٹل میں پھری ہوئی میں پھر ٹھیک ہے ورنہ سیلمی نے مجھے بیوقوفی کا نوٹس دے دیتا تھا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا کھنڈہ اٹھایا۔
 اور مورتی ہنس پڑی۔ اس کے چہرے سے غم و غصہ ہوتا تھا کہ وہ واقعی علی عمران کی باتوں سے محفوظ ہونے لگا ہے۔

"میں انٹواری پلیز۔" چند لمحوں بعد سیلمی سے اہمیری کی آواز سنائی دی۔

"ناپال ڈائریکٹ کال کرنے کے لئے کوڈ نمبر کیا ہے؟" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اسے کبھی ناپال فون کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی تھی۔ ویسے وکرم اس کا آکسفورڈ میں کلاس فیور ہا تھا وہ ناپال کے شاہی خاندان کا فرد تھا۔ اس نے آکسفورڈ سے سائنس میں ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی تھی اور اس کے بعد وہ واپس اپنے وطن چلا گیا تھا۔ اس کے بعد عمران سے اس کی ملاقات شاید دس بارہ بار انگریز کیا کے مختلف ہوشوں میں اچانک ہی ہوتی تھی اور تب عمران کو اس نے خود بتایا تھا کہ وہ ناپالی سیکریٹ سروس کا چیف ہے اور اس نے ہی بتایا تھا کہ اس کے پاس عمران کے کارڈز

کی پوری فائل موجود ہے لیکن ظاہر ہے عمران نے اسے ہنس کر ٹال دیا تھا لیکن اب اسی وکرم نے اس پر اصرار انداز میں اس کو قیصریت اور ذہین لڑکی کو عمران کے پاس بھیجا تھا تو لازماً اسے کوئی خاص مشکل پیش آگئی ہوگی۔ وہ دراصل مورتی سے اس مشکل کے بارے میں کوئی آئیڈیا لینا چاہتا تھا تاکہ اس کے مطابق وہ وکرم کو ڈیل کر سکے لیکن مورتی نے جس انداز میں جواب دیا تھا اس سے عمران کو شوک ہوا تھا کہ واقعی مورتی اس بارے میں کچھ نہیں جانتی اس لئے مجبوراً عمران کو براہ راست فون کرنا پڑ گیا تھا۔ عمران نے انٹواری سے کوڈ نمبر معلوم کر کے وہ نمبر ڈائل کئے اور سمجھ کر ڈپر کھنکھاتا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔
 "میں وکرم سیکرٹنگ۔" رابطہ قائم ہونے ہی وکرم کی غصہ و کشت کی آواز سنائی دی وکرم کی آواز شروع سے ہی ایسی تھی، جیسے کوئی پہاڑی کوٹا بول رہا ہو۔ اس کی آواز سن کر یہی غم و غصہ تھا کہ جیسے کوئی انتہائی ظالم اور مفاک آدمی بول رہا ہو لیکن عمران جانتا تھا کہ وکرم بے حد نفیس ذوق کا مالک ہے۔
 "یاد رہے آج تک اپنا ساؤنڈ باکس ہی ٹھیک نہیں کلا سکے۔ بس مورتی سے ٹھیک کرا لینا تھا۔ اس کے گلے میں تو بڑی مہترم گارایاں بٹ ہیں اور تمہاری گارایوں کو تو یوں لگتا ہے جیسے صدیوں سے تیل ہی نہ ملا ہو۔" عمران نے کہا اور مورتی عمران کی بات سن کر مسکرا دی۔

"اوہ عمران تو مورتی تم تک بخریت پہنچ ہی گئی ہے مجھے تو بڑی جگہ تھی۔" دوسری طرف سے وکرم نے ہنسنے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا بھائی خاندان بچھڑ دو۔ گریٹ لیڈ کے ایک بادشاہ نے بھی تو بھائی کیا تھا۔ اور تم تو خالی فرد جو بادشاہ بہر حال نہیں رہو۔“

”نہیں اس قدر پسند آگئی ہے تو تم بات کرو بچے خوش ہو گی۔“

”پھر میں بات کر لیتا ہوں بات کرنے میں کیا حرج ہے۔“

شاہی خاندان نہیں چھوڑنا پڑے گا بچے نہیں۔“ عمران نے اس کی بات اس پر ہی پلٹتے ہوئے کہا۔

”اچھا چھوڑ دو ان باتوں کو۔“ بچے بتاؤ کہ کیا تم دوستی کے نام سے میرا ایک کام کرو گے یہ دیکھ لو کہ میں نے بڑے اعتماد سے دوستی کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔“

”تمہارا اعتماد قائم رہے گا اچھی اہل بی کی نصیحتیں غلطے یاد ہیں اور جب بھی کوئی نصیحت مجھ کوئی کوشش کرتا ہوں تو اس کو جوتیل پیرا کر فوراً اُسے یاد دلادیتی ہیں۔“

”اور تم غلط کچھ ہو۔ میرا یہ مقصد نہ تھا۔“ بچے تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہے بچے اچھے طرح علم ہے کہ تمہارا کردار کتنا بلند ہے ویسے اگر نہیں میری معلومات پر یقینی نہ آ رہا ہو تو ایک مثال دے دیتا ہوں تم نے دو ماہ پہلے ہی برائے تنقید کے خلاف جو کام کیا ہے اس کی پوری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔“

”میں نے ابھی فور سے دیکھا تو نہیں ویسے تم کہتے ہو تو خود تو ملایا لیتا ہوں۔“

”کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔“ دوسری طرف سے وکرم نے پٹھانی لہجے جوئے لہجے میں کہا۔

”یار دیکھنے سے ہی تو پتہ چلے گا کہ خالی دوستی ہے یا اس کے ساتھ جان اور بے جان جھگڑا جاسکتا ہے اور اہل بی کوئی ہیں کہ ناخام و کیوں نہ دیکھنا گناہ ہے ہاں پہلی نظر معاف ہوئی ہے اب یہ دوسری بات ہے کہ پہلی نظر ہی اتنی طویل ہو جائے کہ دوسری اور تیسری کی قربت ہی نہ آئے لیکن اب بھائی پر اتنی طویل پہلی نظر تو نہیں ڈالی جاسکتی۔“

”بھائی کا مطلب وہ تو تم اُسے میری بیوی سمجھ رہے ہو۔ یہ بات نہیں ہے وہ میری بیوی کی سب سے ذہین ممبر ہے۔ اور اس نے میں نے اُسے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ تم تک بھرتیت پہنچ جائے۔“

”اچھا تو خالی دوستی میرے پاس روانہ کر دی اور خود جان سے شادی رچا بیٹھے ہو۔“

”یار یہ تو دوستی کے آداب کے خلاف ہے۔“

عمران نے قدر سے قہقہے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو یہ ارادے ہیں ویسے عمران اگر میرے سامنے اس شاہی خاندان والی بیچ نہ ہوتی تو یقیناً کروڑوں دوستی کو ہی ترجیح دیتا۔“

وکرم نے کہا اور عمران کھلکھڑا ہنس پڑا۔ دوستی جوڑ بیچنے کا کوشش بیٹھی ہوئی تھی۔

اور عمران کی آنکھیں پھیل گئیں۔ واقعی یہ حیرت انگیز بات تھی کیونکہ سن بڑے تنظیم کے خلاف اس نے مشن حال ہی میں مکمل کیا تھا اور یہ فالسٹا پاکیشیا کا مسئلہ تھا۔ اس کی تفصیلات وکرم تک کیسے پہنچ سکتی تھیں۔

”اسے تم نے نجوم تو نہیں سیکھ لیا اگر ایسی بات ہے تو دروازہ بٹانا کر میری شادی کب ہوگی“ عمران نے کہا۔

”نجوم کی بات نہیں۔ تم میرے آئیڈیل ہو اس نے میں تمہاری کارکردگی سے واقف رہنے کے لئے بڑی جدوجہد کرتا ہوں اور فی الواقع ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کارکردگی تمہاری نہیں میری ہے۔ وکرم کے لہجے میں بے پناہ غلوں تھا اور عمران بے اختیار ہنس کودیا۔ وکرم کے غلوں نے واقعی اسے متاثر کیا تھا۔

”بھلا سپاسا نے کا پہلا عقد تو مکمل ہو گیا اب معلومات کی فراہم باقی رہ گئی ہوگی وہ بھی سنا دو۔“ عمران نے مشکلا کر مورتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور مورتی ہنس کودی۔

”سپاسا مر کیا مطلب میں سمجھ نہیں۔“ وکرم نے حیران ہوئے ہوئے کہا۔

”وہ تمہیں مورتی سمجھا دے گی میں پہلے اُسے سمجھا چکا ہوں۔ تم بتاؤ مسئلہ کیا ہے۔“ عمران نے مشکلاتے ہوئے کہا۔

”مورتی تمہارے پاس موجود ہے۔“ وکرم نے کہا۔

”میرے پاس تو نہیں البتہ کمرے میں موجود ہے۔“ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو وکرم جھٹک کر کہنے پڑا۔ اور مورتی کا

چہرہ بھی گھٹا سا ہو گیا۔

”اُسے فون دو۔“ وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے ریسپورڈ مورتی کی طرف بڑھا دیا۔

”میں چیف۔“ مورتی نے ریسپورڈ دیتے ہوئے بڑے مودبان لہجے میں کہا۔

”مورتی اپنے ہینڈ بیگ کی اندرونی سطح جو دائیں طرف ہے۔

اس کی سائڈ پر ہمیں ایک ٹین نظر آئے گا۔ اس ٹین کو کھینچ کر وہ سطح مکمل جائے گی۔ اس کے اندر ایک لحافہ موجود ہے وہ عمران صاحب کو دے دو۔“ وکرم نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو مورتی کے چہرے پر یکدم بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”میرے ہینڈ بیگ میں مگر..... مورتی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

”میں فون بند کر رہا ہوں عمران صاحب کو کہو کہ وہ لحافہ میں موجود انفذات کو اچھی طرح پڑھ لیں اب میں خود انہیں فون کروں گا۔“

وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اگلا چونکہ عمران کو بھی سنائی دے رہی تھی اس لئے اس کی نظروں میں بھی تجسس کے آثار ابھر آئے۔

ویسے مورتی جس طرح حیران ہوئی تھی اس سے عمران وکرم کی ذہانت پر فاضا خوش ہوا تھا کہ اس نے مورتی جیسی بھیڑی لڑکی کو بھی یہ پتہ نہ چلتے دیا کہ اس کے ہینڈ بیگ میں کوئی خاص انفذات موجود ہیں۔

”کمال ہے۔ میرے ہینڈ بیگ میں۔“ مورتی نے ریسپورڈ کر ٹیل پر

کر دی گئیں۔ اتفاقاً اس نے نرم پلاسٹک کا بنایا گیا تاکہ آپ کو اس کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے چنانچہ آپ کو اس کا تصور نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس نے آپ نے کسی قسم کا خیال بھی نہ کیا ہوگا ویسے اس بات نے وکرم کی عزت میرے دل میں بڑھا دی ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وکرم صرف شاہی خاندان سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہی سیکورٹ سروسز کا چیف نہیں ہی گیا بلکہ اس میں ایسے جراثیم بھی موجود ہیں۔“ عمران نے اتفاق کو لیتے ہوئے کہا اور مورفی نے سر ہلا دیا۔

”بالکل ایسا ہی ہوا ہوگا۔“ مورفی نے کہا اور عمران نے اتفاق سے کاغذ نکالے تو یہ انتہائی باریک اور نرم رانس پیپر تھے جن کی تعداد چار تھی لیکن رانس پیپر ہونے کی وجہ سے نہ ہی ان کا حجم کم ہوتا تھا اور نہ ان میں عام کاغذوں کی سختی تھی۔ رانس پیپروں پر مرنے کی سیاحت سے باریک الفاظ ثابت شدہ تھے۔ عمران نے ان کاغذوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ بیسے بیسے وہ کاغذات پڑھتا جاتا تھا اس کے چہرے پر دلچسپی کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ یہ وکرم کی طرف سے ذاتی خط کی صورت میں بھیجے گئے تھے۔ اس میں وکرم نے لکھا تھا کہ نپال سے اوپر تہات کی سرحد کے اندر مقصود قبائل بستے ہیں جنہیں شرپا قبائل کہا جاتا ہے پوری سرحد میں انہی قبائل آبادیاں ہیں لیکن یہاں انتہائی گھنے جنگلات بھی دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ شرپا قبائل اپنے رواج کے مطابق ان جنگلات میں داخل نہیں ہو سکتے البتہ ان قبائلیوں کا سرحد سے تاوا کہتے ہیں وہ

رکھ کر انتہائی حیرت بھرے دلچسپی میں مصروف رہا ہوا اپنا ہیڈ بیڈنگ اٹھاتے ہوئے کہا اس نے ہیڈ بیڈنگ کھولا اور اس کے ذریعہ جاننے لگی پھر شاید اسے وہ بین نظر آ گیا۔ اس کے چہرے پر مزید حیرت ابھری اور چند لمحوں بعد جب اس کے بیڈ سے پلاسٹک کا ایک بڑا سا لفافہ برآمد ہوا تو اس کی شکل واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ ”ویسے آپ حیرت کے دوران زیادہ خوبصورت لگنے لگ جا ہیں اس نے شاید وکرم نے یہ کھیل کھیلا ہے۔“ عمران نے مشکورانے ہوئے اس سے اتفاق لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب یقین کریں یہ ہیڈ بیڈنگ میرا ذاتی ہے۔ میں نے ایک لمحے کے لئے بھی اسے اپنے سے علیحدہ نہیں کیا ہے اس کے اندر بین، تختہ قاتل اور لفافہ واقعی میں سخت حیرا ہو رہی ہوں۔ پھر مجھے اس لفافے کا احساس تک نہیں ہوا۔“

مورفی نے کہا۔ ”جب آپ کو کال کیا گیا تو کیا یہ ہیڈ بیڈنگ آپ کے پاس تھا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن یہ میرے کمرے میں تھا اور کمرے کو مخصوص نمبر والا تالا لگا ہوا ہے۔“ مورفی نے کہا۔

”سارا کھیل تو انہی نمبروں کا ہے۔ میں مورفی بہر حال یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے جس سے آپ جیسی ذہین شخص کی اس قدر حیران آپ کو کال کیا گیا اور اس دوران آپ کے کمرے میں موجود آپ کا ہیڈ بیڈ بدل دیا گیا۔ آپ کی چیزیں البتہ اس میں محفوظ

ہے ایسے لوگ سمجھے جاتے ہیں جو انتہائی حقیر ہوں جس طرح کا خرمی
میں کھنڈی اعلیٰ ذات اور خود ریخ ذات کے سمجھے جاتے ہیں بہر حال
کہا شرپا قبل اس کے خود ہوئے ہیں یہ کہا جیت بھوک سے تنگ
آجاتے ہیں تو پھر یہ اکثر تپال کی مردوں کے اندر مردی کرنے
پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک کہہ سائے ہمیں ایک اہم اطلاع ملی کہ اس
سال جب وہ لکڑی کاٹنے گیا تو اس نے اس جنگل میں ایک سفید
قام عورت کو دیکھا جو تاؤ سے باتیں کر رہی تھی وہ وقت کہا کے سونے
کا تھا اور سارے کہا تھا کہ بارگاہی نیند سو رہے تھے لیکن یہ کہا
نجانے کیوں نہ سوسکا۔ بہر حال اس نے اس سفید قام عورت کو
تاؤ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بے حد حیران ہوا۔ اس نے
اپنے کان ان کی باتوں پر لگا دیئے لیکن وہ کوئی بات نہ سمجھ سکا کیونکہ
وہ کسی اجنبی زبان میں باتیں کر رہے تھے لیکن اُسے خون سی ہو گئی
اس نے بچ دوسرے کہا صاحبوں سے بات کی تو ان میں سے ایک
نے اُسے سرگوشی کے انداز میں بتایا کہ اس نے چار سفید قام مردوں
اور ایک عورت کو ایک ایک جھاڑی کے اندر غائب ہوتے دیکھا
ہے۔ پھر تاؤ ان کی کڑی تنگاری کرتا تھا اور لکڑی بھی کاٹی جاتی
تھی اس نے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ جب تجھے یہ اطلاع ملی
تو میں نے چند خاص ایجنٹ اس جنگل میں بھیجے تاکہ معلوم کیا جا
سکے کہ یہ سفید قام لوگ کون ہیں اور کیوں ان جنگلوں میں موجود ہیں
لیکن ان میں سے صرف ایک ٹراسمیر پر اہم اطلاع دے سکا اس کے
بعد شاید اس کا بھی فائدہ کر دیا گیا۔ بہر حال اس نے جو اطلاع دی

ان جنگلات کا ہی محافظ ہوتا ہے اور اس کی سرپرستی میں سال میں
ایک بار ان جنگلات میں پائی جانے والی انتہائی قیمتی عورتی لکڑی کاٹی
جاتی ہے۔ یہ لکڑی کہا مردوں سے کٹائی جاتی ہے اور انہیں اس کا
معمولی سامعوضہ دیا جاتا ہے لیکن رواج کے مطابق کہا مردوں کی
آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں جنگل میں پہنچا دیا جاتا ہے اور پھر جب
تک لکڑی مکمل طور پر نہیں کاٹی جاتی اس وقت تک یہ لوگ اس
جنگل کے ایک خود علاقے سے باہر نہیں آسکتے۔ کئی مکمل ہونے
کے بعد دوبارہ ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں جنگلات سے
باہر لایا جاتا ہے۔ یہ رواج صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ تاہم کا یہ
علاقہ شوگران میں شامل ہے لیکن شرپا قبل آزاد ہو گئے جاتے ہیں۔
وہ سوائے اپنے سردار تاؤ کے اور کسی کی بات نہیں مانتے۔ اور
شوگران حکومت بھی ان کی اس آزادی کا احترام کرتی ہے۔ اس نے
شوگران حکومت کا کوئی اندران کے علاقوں میں نہیں جانا۔ البتہ یہ لکڑی
انتہائی سستے داموں حکومت شوگران اس تاؤ سے خرید لیتی ہے اور
تاؤ کو اس کی باقاعدہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ تاؤ شرپا قبل کی سرحدوں
سے دوسرے لکڑی پہنچا کہ اس کا سودا کرتا ہے اور رقم لے کر آتا
ہے۔ یہ رقم شرپا قبل کے مذہبی پیشوا سے لاء کے پاس جمع
کرا دی جاتی ہے اور بڑا لاء اس سے اپنے عیال و خوالوں کا خرچہ
چلاتا ہے اور اسے عزیز شرپا قبلوں کی فلاح و بہبود کے لئے
بھی نفع کیا جاتا ہے۔ شرپا جن کی اس علاقے میں کثرت ہے اپنے
آپ کو اعلیٰ ذات کے لوگ سمجھتے ہیں جب کہ کہا کی یہاں اقلیت

رہے ہیں اور کافرستانوں کو ناپالیوں سے سب سے زیادہ جگہ ٹھیکہ
ہے اور اگر یہ اڈہ ناپالیوں کی بجائے شوگران کے خلاف سے تو چھ توہائی
مرہنی کہ تم اپنے طور پر شوگران کو اخراج کر دو۔ وہ اتنی طاقت بہر حال
رکھتے ہیں کہ روسیادہ اور کافرستان سے ٹھکے لے سکیں لیکن ناپال اتنی
طاقت نہیں رکھتا اس لئے وہ تمہارا سہارا نہ رہا ہے۔
خط یہاں اگر ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر
کاغذات بند کر کے اس نے میز پر رکھ دیئے۔ اُسی لمحے ٹیلیفون کی
خفتنی بج اٹھی۔

”یس علی عمران سپیکنگ“ — عمران نے اس بار سنجیدہ دلچسپی
میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ قرآن و کرم کی طرف سے ہی آوگا۔
”و کرم بول رہا ہوں۔ تم نے وہ خط پڑھ لیا ہوگا۔ تجھے یقین ہے
تم ہماری مدد ضرور کرو گے لیکن تم اگر ایسا نہ کرنا چاہو تو میں تمہیں
سس کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ پھر جو ناپالیوں کی قسمت میں ہوگا جنگ
میں گئے۔“ و کرم نے کہا اور عمران مسکرایا۔
”جب تم جبری کرنے کے لئے اوجھٹ رہاں بیچھ سکے ہو تو اس
نصے کو تباہ کرنے کے لئے ہم کون نہیں بیچھ سکتے۔ یہ بات میری کچھ
سائینس آئی۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ دلچسپی میں کہا۔
”ہم بھی بیچھ سکتا ہوں لیکن میری ٹیم کے پاس ایسی کوئی ٹریننگ
نہیں ہے کہ کسی سائنسی اڈے کو تباہ کر سکیں۔ ہمیں چونکہ ناپال میں
بھہ کبھی چکر سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا۔ اس لئے میری ٹیم تو رہاں
سائنسی سلامتی کے خلاف عام سی سازشوں کے خلاف ہی کام کرتی رہتی ہے

ہے اس کے مطابق یہ سفید فام لوگ روسیادہ ہیں اور ان کے ساتھ
کچھ کافرستانوں کو لگتی ہیں یہ جنگل کے نیچے زیر زمین کوئی اہم اڈہ
بناد رہے ہیں یا بنایا ہوا ہے۔ یہ اطلاع ہمارے لئے یہ حد تک یقین ہو
تھی کہ چونکہ کافرستانوں اور روسیادہ کی وہیں موجودگی ناپال کی
آزادی کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ کافرستان اور روسیادہ
ناپال کے ہمیشہ خلاف رہے ہیں اور ناپال کی آزادی کے خلاف
سازشیں کرتے رہتے ہیں لیکن اس بار انہوں نے جو سازش کی ہے
وہ انتہائی خطرناک ہے کیونکہ کوئی ناپالی کسی طرح بھی شریا قیام نہ
نہ جاسکتا ہے۔ یہ لوگ ناپالیوں کی موجودگی اپنے علاقے میں کسی صورت
میں بھی برداشت نہیں کرتے۔ وہ انہیں قوتاً قتل کر دیتے ہیں۔
نے اس پر سوچا کہ شوگران کو اس کی اطلاع دے دی جائے لیکن شوگر
نے تجھے جواب دے دیا کہ انہوں نے مکمل انکار ہی کر لی ہے۔
کوئی اڈہ یہاں موجود نہیں ہے تجھے یقین ہے کہ چونکہ وہ شریا
میں جائیں سکتے اس لئے انہوں نے لازماً کسی پیشرو کے ذریعہ
انکار ہی کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن ظاہر ہے روسیادہ اس
مصلحت میں بے حد تیز ہیں اس لئے وہ تو نے پہلے سے اس
انتقام کر رکھی ہوگی۔ بہر حال بہت سوچا سوچ کر تجھے تمہارا خیال
گیا اور میں یہ خط بحیثیت دوست تجہیں لکھ رہا ہوں۔ تجھے یقین
کہ اگر تم چاہو تو کم از کم یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اڈہ کس کے خلاف
بنایا جا رہا ہے۔ اگر ناپال کے خلاف ہے تو پھر یقیناً تم ہم ناپالیوں
مدد کرو گے کیونکہ کافرستان کی عبادتے پاکیشیادہ ناپال کی تھیں۔

اس نے میں غور ہوں۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے میں پہلے اپنے طور پر انکوائری کروں گا اس کے بعد اگر میں نے ٹکس کی کاروائی ایسا کوئی اڈہ ہے تو پھر میں لازماً اس اڈے کے خلاف حرکت میں آؤں گا کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اڈہ ناپال کی بجائے دراصل پاکیشیا کے خلاف ہی بنایا جا رہا ہو۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب باقی میرا کام ہے۔“

عمران نے کہا۔

”اوہ بہت بہت شکریہ۔ ایک بات اور بتا دوں جو میں نے جان بوجھ کر اس خط میں نہیں لکھی کیونکہ مجھے خطہ تھا کہ میرے خجروں کو وہاں پکڑے جانے کے بعد لازماً انہوں نے اس سے یہ بات اگھوالی ہو کہ ناپال سیکورٹ سروسز کو اس اڈے کا علم ہو گیا ہے۔ اور ہو کہ ہے کہ وہ ہماری کڑی نگرانی کر رہے ہو اور جب مورتنی پاکیشیا جاے تو وہ چونک پڑیں۔ حالانکہ مورتنی نے اپنی فوغری کا زمانہ پاکیشیا میں گزارا ہے۔ اس کا والد یہاں گریٹ لینڈ کی فوج میں ملازم تھا۔ بہرحال وہ مورتنی کے پاکیشیا چانک جانے سے چونک سکتے تھے اور ہو سکتا کہ وہ مورتنی سے یہ خط حاصل کر لیتے۔ اس خطرے کے پیش نظر با نے خط میں وہ اہم ترین بات نہیں لکھی کیونکہ اس طرح انہیں مک یقین ہو جانا کہ مجھے اس اڈے کے بارے میں اہم ترین اطلاع حاصل اور وہ یقیناً سب سے پہلے ہمارا تعلقہ کرنے کی کوشش کرتے اور ہے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“ وکرم نے کہا اور عمران نے ر دیا کیونکہ وہ مجھے سمجھتا تھا کہ ناپال سیکورٹ سروسز کی طرف سے

یا کہ فرستانی ایجنٹوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

”وہ اہم بات تو بتاؤ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ اہم بات یہ ہے کہ میرے ایجنٹ نے بتایا کہ اس اڈے کے اندر بچاس فٹ لمبے ڈیو بیگل راکٹ لانچر نصب کئے جا رہے ہیں اور ان کا رُخ مغرب کی طرف ہے۔ اتنے بڑے لانچروں کی تعویب سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ پورے ناپال کو تباہ ویراؤ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس قدر طاقتور راکٹوں کا تو ظاہر ہے مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

وکرم نے کہا۔

”تمہارے ایجنٹ کو اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا کیا وہ اڈے کے اندر گیا تھا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں اس نے بتایا کہ ایک سفید تمام اچانک جنگل میں اس کے ہستے چڑھ گیا تو اس نے اس پر فصوص ناپالی انداز میں خوفناک تشدد کر کے اس سے یہ ساری باتیں معلوم کی ہیں لیکن اس کا ل کے بعد پھر نہ ہی اس کی کال آئی اور نہ وہ واپس آیا۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”یہ کال کتنا عرصہ پہلے تھیں موصول ہوئی تھی۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ ہفتے پہلے۔“ وکرم نے جواب دیا۔

”اوہ کے تحقیق ہو۔ اب باقی کام میں کروں گا۔ تم مطمئن ہو۔“

عمران نے کہا اور وکرم اس کا شکریہ ادا کرتے لگا لیکن عمران نے

سکراتے ہوئے دیکھ دیا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔ میں جاسکتی ہوں۔“ مورتنی نے جو

اس دوران خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "بٹھو جیسے یہ بناؤ کہ تم کبھی تباہات یا ان شراب قابض میں گئی ہو۔"
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہنسیں۔ میں تو کبھی نہیں گئی لیکن آپ کو یہ سن کر شاید حیرت ہو
 کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت شراب بھی جو مال ہی میں فروخت ہوئی
 ہے وہ رشتے میں میری چچی لگتی تھی۔ وہ پرنسپل ہے اولاد دہی اس
 لئے وہ بچے سے بے حد محبت کرتی تھی۔ میرے رشتے کا بچا اور اس کا شوہر
 تپال سے تباہات چلا گیا تھا اور وہاں وہ ملازم کا خدمت گزار بن گیا
 اور لاہر اس پر بے حد اعتماد کرنے لگے۔ پھر ایک بار ایک لاد اسے
 اپنے ساتھ شراب قابض میں لے گیا۔ میرا وہ بچا جس کا نام ڈھاکم تھا شراب
 قابض میں کافی عرصہ رہا۔ لاد کی وجہ سے وہ اسے رکھنے پر مجبور تھے۔
 وہیں اس کی اور میری چچی کی محبت ہو گئی لیکن چونکہ شراب کبھی برداشت
 نہ کیتے تھے کہ کوئی شراب عورت کسی ناپاکی مرد کے ساتھ شادی کرے۔
 حالانکہ شراب خوردگی، رواج کے مطابق عمل آزاد ہوئی میں لیکن معاملہ دورا
 تھا چنانچہ ڈھاکم اس شراب عورت کو ساتھ لے کر فرار ہو گیا اور بڑی
 جدوجہد کے بعد کسی نہ کسی طرح بچھا بچھا ہوا تپال پہنچ گیا۔ اس طرح
 وہ شراب عورت ہمارے خاندان کا ایک فرد بن گئی۔ ڈھاکم یہاں پہنچنے
 کے بعد جلد ہی ایک خوفناک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا لیکن شراب عورت
 زندہ رہی وہ ابھی حال ہی میں فوت ہوئی ہے۔ وہ مجھے بڑی تفصیل
 سے شراب قابض، ان کے رواجات اور وہاں کے علاقوں کی کہانیاں سناتیا
 کرتی تھی۔ اس لئے مجھے ویسے شراب قابض کے متعلق کافی معلومات حاصل

ہیں لیکن ظاہر ہے میں وہاں جا تو نہیں سکتی کیونکہ وہ لوگ تپالیوں
 کے اب جانی دشمن ہیں شاید ایسا ڈھاکم اور اس شراب عورت کے
 مزار ہونے کے بعد ہوا ہو۔ بہر حال بات ایسی ہی ہے۔"

مورتی نے بڑی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "ہو نہ ہو ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ ابھی فی الحال کچھ دن یہاں
 رہو اور خوب سیر و تفریح کرو۔ میں اس دوران کچھ ابتدائی کام
 مکمل کروں اگر اس کے بعد میں نے ضرورت فحوس کی تو ہو سکتا ہے
 اس مثنی میں نہیں ساتھ لے جاؤں۔" عمران نے سنجیدہ
 لہجے میں کہا۔

"لیکن عمران صاحب میں تو تپالی ہوں میں نے.....
 مورتی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اس بات کی فکر نہ کرو یہ ہادو فحے آتا ہے۔ میں تمہیں
 شراب پانا دوں گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مورتی نے
 سر ہلادیا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ بہر حال مجھے آپ کے ساتھ کام
 کرتے ہوئے انتہائی محنت ہوگی لیکن ایک بات اور ہے میں یہاں
 اکیلی کیسے سیر کروں گی۔ لگ آپ اس سلسلہ میں میرا ساتھ دیں تو"
 مورتی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارا تعارف اپنے ایک دوست سمنزل
 انٹرنی چٹس کے سیرنڈنٹ فیاض سے کرا دوں گا۔ اس کے بعد
 تم دانا حکومت کی ملکہ بن جاؤ گی۔ میرا وہ پارک بس ذرا عاشق مزاج

واقع ہوا ہے۔ لیکن بہر حال اس کا کردار خراب نہیں ہے۔
عمران نے کہا۔

”اوہ پھر تو زیادہ لطف رہے گا۔ عاشقوں سے تو مجھے ویسے بھی دلچسپی ہے۔“ مورتی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیپور اٹھایا اور خبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”فیاض سپرنٹنڈنٹ سنٹرل اینٹی جینس بیورو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔
”سپرنٹنڈنٹ صاحبہ گھر پر ہیں۔“ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کون کون۔“ کس کی بات کر رہے ہو۔ کون ہو تم۔“ سوپر فیاض نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ان کی بات کر رہا ہوں جو اصل سپرنٹنڈنٹ ہیں لیکن عبوری یہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کی مزنٹ تجھے نہیں آتی۔“ عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ عمران تم۔ یہ کیا بھوکس ہے۔“ سوپر فیاض نے عمران کی آواز پہچانتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو اب بھابھی سلی بھوکس ہو گئی ہے۔“ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں انہیں فون۔ میں نے سوچا کہ تم سے پہلے پوچھ لوں ورنہ کل کو تم لکھ کر وگے کہ میں مورتی کو پہلے تجھے بلا نا تھا۔ گھر کیوں بھجوا دیا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں مورتی۔ کون میں مورتی کس کی بات کر رہے ہو۔“

سوپر فیاض نے بڑی طرح چونک کر پوچھا۔

”ناپال سے آئی ہوئی جہان ہے۔ ویسے وہ ہوٹل میں رہ رہی ہے میں نے سوچا کہ بیچاری خواہ خواہ ہوٹل کے بھاری اخراجات ادا کرتی رہے گی۔ پھر وہ سیر و تفریح کی بھی بڑی شوقین ہے اس نے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اُسے سلی بھابھی کے پاس بیٹھ دوں۔ سلی بھابھی اس سے مل کر بے حد خوش ہوگی اور پھر وہ نہیں کہہ سکتی ہے کہ مورتی کو سیر و تفریح کراؤ اور تم جو کہ سلی بھابھی کو ہی بھوکس بھوکس کہہ رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”کہتے ارے میرا یہ مطلب نہ تھا۔ ویسے میں مورتی ہے کون اس کا حرد و دار ہے۔“ سوپر فیاض کے لہجے میں پیدا ہونے والی چمک ناپال تھی اور عمران مسکرا دیا۔

”ناپال کی ملکہ جتنی ہے اور تجھے یقین ہے کہ ورلڈ کی ملکہ جس میں منتخب ہو جائے گی۔ ویسے بڑی شوق۔“ ذہین۔ خوبصورت اور فحش باتیں کرنے والی لڑکی ہے۔ سلی بھابھی ضرور اس سے مل کر خوش ہوں گی۔“ عمران جان بوجھ کر آخر میں سلی بھابھی کی تیج لگا دیتا تھا۔
”ارے چور زو وہاں گھر میں بیچاری بور ہوگی۔ ہوٹل کے اخراجات کی فکر نہ کرو۔ کس میں جرات ہے کہ ہماری جہان سے مل وصول کر سکے اور سیر و تفریح بھی ہو جائے گی۔ بس ایک بات ہے کہ تم اپنی بھابھی سے کوئی بات نہ کرو گے۔“ سوپر فیاض عمران کی توجہ کے لیے حقائق پر بڑی پرجلدی چٹھہ اڑایا۔ مورتی مسکرا رہی تھی۔

کر کہا۔

”ارے نہیں۔ ابھی وہ تابوت بنا ہی نہیں جس میں مجھے ڈالا جائے گا۔ میرے کچھ اپنے ذرائع ہیں تصدیق کے جنہیں میں استعمال کروں گا۔ سوپر فیاض سے بچے جوڑے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنا تعارف خود ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیمان کو بلا کر اسے سوپر فیاض کے بارے میں ہدایات دیں اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں یہی آئیڈیا تھا کہ وہ شوگرلن سیکرٹ سروس کے چیف سے بطور ایکٹو اس اسٹے کے بارے میں بات کرے گا کہ صحیح صورت حال سامنے آ سکے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر وہ کم نے شوگرلن حکومت کو اطلاع دی ہوگی تو وہاں کی سیکرٹ سروس نے لازماً اس کی تصدیق کر لی ہوگی۔

”ارے وہ تو میں ہیٹل کے احزابت کی وجہ سے کہہ رہا تھا۔ یاد تم سے اب کوئی پردہ نہیں ہے۔ تم جانتے تو ہو۔ کوئی کا زمانہ سے سیمان نے پہلے دو ماہ سے غے گزشتہ دو سالوں کی تنہا ہوں۔ اوٹا ٹی۔ اے۔ ڈی اے کی ادائیگی کا قانونی نوٹس دے رکھا ہے۔ ایسے حالات میں جہاں۔۔۔ اب ظاہر ہے تم سمجھا رہے ہو تو ہمیں سنسنل ایٹل جنس یورو کے سپرنٹنڈنٹ کا جلدہ جلیدہ تفویض کیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ارے بیورو اس جلیدہ جلیدہ کو مورفی کی بات کرو کہاں ہے وہ اس وقت۔“ سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

”میرے فلیٹ میں موجود ہے لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر دوسرے کمرے میں بٹھایا ہے تاکہ میرا بھرم نہ کھل جائے۔ تپال کے شاہی خاندان سے اس کا تعلق ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں آ رہا ہوں۔“ فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریبور رکھ دیا گیا۔

”آپ کے یہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کچھ بیوقوف سے لگتے ہیں۔“ مورفی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ بڑا شاطر اور تیز آدمی ہے۔ لیکن دل کو بڑا نہیں۔ بڑا شخص دوست ہے۔ اب تم بیٹھو میں تمہارے چیف ہاس کی اطلاع کی تصدیق کروں۔“ عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب آپ تاہات بار ہے ہیں۔“ مورفی نے حیران ہو

ان کا ہی انتظار تھا۔

”یار بیٹے یہ بتاؤ ناشتے کے لئے کیا انتظام کیا ہے تم نے۔“

برہان نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ناشتہ فائیسٹر ہوٹل سے آئے گا۔ بس جو یا اور باقی ممبر آ

یا نہیں پھر فون کروں گا اور ناشتہ آجاتے گا۔“ تنویر نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

بلک بات قربت و تنویر۔ کیا تم واقعی میں جولیہ سے شادی

نا چاہتے ہو۔ تم نے آج تک سنجیدگی سے ہمیں کچھ بتایا

نہیں۔ آخر ہم تمہارے ساتھی ہیں، اگر ایسی بات ہے

ہم سب مل کر کوشش کرتے ہیں۔“ صدیق نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

”یہ ہمیں بیٹھے بیٹھے کیسے سوچہ گئی ہے۔ خواہ مخواہ اور

کرو۔“ تنویر نے منہ ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔

”سوچ لو تنویر۔ ایسا نہ ہو کہ تم بات ہی نہ کرو۔ اور

بڑیاں کھیت چلک جائیں۔“ حصار نے بھی گفتگو میں حصہ

لے لیا۔

”چلک کر تو دیکھیں۔ میں گولی نہ مار دوں انہیں۔“

دیر نے بے اختیار غصیلے بلے میں کہا اور اس کی اس

ت سے بولنا کمرہ ہتھیوں سے ٹوٹا اٹھا اور تنویر بے اختیار

نرمزدہ ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اور چوہان جو

چونچکے آج کل سیکرٹ سرکس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس

لئے سیکرٹ سروس کے سارے ممبران سمیت گپ شپ اور شہر میں

تفریح کرنے کے اور کچھ نہ کرتے تھے۔ گزشتہ ایک ہفتے سے انہوں نے

ایک نیا معمول بنالیا تھا کہ روزانہ سارے ممبران کسی ایک قبر کی رہائش گاہ

پر اکٹھے ہوتے اور پھر وہاں اس قبر کی ذمہ داری ہوتی کہ وہ ممبران

کے لئے کیا پروگرام بنانا ہے۔ آج تنویر کی باری تھی اس لئے صبح سے

سارے ممبران تنویر کے فلیٹ پر اکٹھے ہو رہے تھے۔ سیکرٹ سرورس

کے باقی ممبر چھوٹے فلیٹوں میں رہتے تھے لیکن تنویر نے گزشتہ دو سالوں

سے ایک رہائشی پلازہ میں فلیٹ لے رکھا تھا، اس فلیٹ کے بڑے

کمرے میں اس وقت آدھے سے زیادہ ممبر اکٹھے ہو چکے تھے۔ حصار،

کیپٹن شکیل اور چوہان تو کافی پہلے آگئے تھے جب کہ صدیقی بعد میں

آیا تھا لیکن انجی جو یا، نعمان اور عابد نہ پہنچے تھے اور سب کو

”ڈٹ کر کھایا تھا مِس جو لیا۔ لیکن تجھے کیا بات ہے۔ میرا ہاتھ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز بلکہ یوں کہو کہ عمران بننا چاہا ہے۔“
صدیقی نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قبضوں سے گونج اٹھا۔

”عمران اگر ہماری محفل میں شریک ہوتا تو یقیناً لطف دو بالا ہو جاتا۔“
صدیق نے شکایتی ہوتے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو فون پر شاید ناشتہ کا آرڈر دینے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہو رہا تھا۔

”اُسے چوڑو اُس کا نام مت لو۔ خواہ خواہ موڈ آف ہو جاتا ہے۔“
تنویر نے بڑا سا منہ بٹاتے ہوئے کہا اور سارے صبح ایک بار پھر ہنس پڑے۔ جویا بھی مسکرا رہی تھی۔

”اُسے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے خیر ملکی لڑکیاں آج کل اس کی ہمان بنی ہوئی ہیں۔“ غاور نے کہا تو باقی نمبرز کے ساتھ ساتھ جویا بڑی طرح چونک پڑی۔

”خیر ملکی لڑکیاں کیا مطلب؟“ جویا نے بے اختیار ہنک پڑا۔
”کوئی تپیل لڑکی ہے۔“ مودی۔ وہ ہمان ہے۔ میں ادھر آنے لے لے فلیٹ سے اتر کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک مارکیٹ کے سامنے سیماں نظر آ گیا۔ چونکہ تجھے معلوم ہے کہ وہ صرف

ہفتے کے روز شاپنگ کرتا ہے اُس نے آج خلاف معمول اس کے ہاتھ میں سامان والا تھیلا دیکھ کر مِس چونک پڑا۔ میرے پوچھنے پر مِس نے بتایا کہ کوئی انتہائی خوبصورت نوجوان اور بے باک لڑکی مودی کے گھر سے لڑان کے فلیٹ میں موجود ہے اور عمران نے خاص طور پر اُس کی ہمان ڈانز کے لئے آرڈر دے دیے ہیں جس کی وجہ سے اُسے فوری خریداری

دروازے کی طرف بیٹھا تھا اُنھوں نے دروازہ کھولنے چل پڑا۔ اُس نے دروازہ کھولا تو نمبانی اور جویا اُس کے اندر داخل ہوئے۔

”اُپ نے بڑی دیر کر دی مِس جویا۔“
تنویر نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

دیر کیسے تنویر۔ اچھا بچے کا وقت تھا اور ابھی اُٹھ بیٹھے ہیں دس منٹ رہتے ہیں۔“ جویا نے شکایتی ہوتے

کہا۔
”اوہ ہاں میں تو جھول گیا تھا بہر حال تشریف رکھیں۔ یہ غاور نے کہاں رہ گیا ہے۔ وہ اُسے تو میں ناشتہ منگواؤں۔“

تنویر نے قدر سے جھینپتے ہوئے اُلجھے میں کہا اور اُس کی جو کھلا مٹ پر سادے قہرے کے بیوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اُسی لمحے کال بیل کی آواز ایک بار پھر گونجی اور چوبان ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے باورِ غاور ہی تھا۔

”یار جلدی آؤ۔ تمہاری وجہ سے ہمیں ناشتہ نہیں مل رہا۔“
جھوک سے بیٹھ میں چو سے ہڈاں تو ایک طرف اونٹوں کا ونگل ہو رہا ہے۔“ صدیقی نے اونچی آواز میں کہا اور سانس مبراں کے قبضوں سے ہال گونج اٹھا۔ جویا بھی ہنس دی۔

تو کیارت کو کچھ نہیں کھایا تھا۔“ جویا نے ہنستے ہوئے صدیقی سے کہا

”ہو نہہ تو تم جہاں ہو عمران کی۔ یہ عمران خود کیوں بات نہیں کرتا بلاؤ اُسے فون پر اُسے کہو کہ جو لیا سے بات کرے۔“ بولیلے نے ہتھائی درشت لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ عمران صاحب ابھی اٹھ کر کہیں گئے ہیں اگر وہ میری موجودگی میں واپس آئے تو میں آپ کا پیغام دے دوں گی لیکن آپ جس لہجے میں بات کر رہی ہیں اس سے تو ظہر ہوتا ہے کہ آپ اس کی اشد ہیں یا بھڑنگم۔“ دوسری طرف سے مولیٰ نے کہا۔

”شٹ آپ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم جیسی آوارہ لڑکیوں کو جو جہاں کے نام پر ہر مرد کے گلے پڑھاتی ہیں۔“ جولیانے شخص سے بیچتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے مضمر نے آگے بڑھ کر جولیا کے ہاتھ سے لہجہ سہا لیا۔

”ہیلو مِس مولیٰ۔ میں عمران صاحب کا دوست خضر بول رہا ہوں آپ پلیران کے باورچی سلیمان سے میری بات کرادیں۔“ مضمر نے ہاتھ کے اشارے سے جولیا کو ایڑی ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے بڑے حقیق سے لہجہ میں کہا۔

”جی میں نے بتایا تو ہے کہ وہ ابھی چند منٹ پہلے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور مجھے علم نہ ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ سلیمان کو اللہ میں بلادیتی ہوں۔“ جس مورتی نے کہا اور چند لمحوں بعد ریسپونڈ پر سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میں سلیمان بول رہا ہوں مضمر صاحب۔“ سلیمان کا لہجہ مونہانہ

کرتی پڑھتی ہے۔ سلیمان بتا رہا تھا کہ قحزم مورتی کی گھنگھو سے ایسے گلے ہے جیسے وہ عمران کی صدیوں پہلی واقف بلکہ ہمراہی دوست ہو۔“ غلام نے نمک مرچ لگا پوری تفصیل سنائی۔

”ہوگی کوئی آوارہ گرد لڑکی۔ عمران کی تو یہ عادت ہے کہ ذرا غلو بھڑوڑ لڑکی دیکھی اور پھل پڑا۔“ تنویر نے مزہ بناتے ہوئے کہا لیکن جولیا کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کے چہرے پر غامضہ شخصے اور کشیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔

”میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔“ جولیا سے جب نہ رہا گیا تو وہ آواز کر اس میز کی طرف بڑھ گئی جس پر فون رکھا ہوا تھا۔

”رہنے دیں مِس جولیا یہ عمران کا ذاتی معاملہ ہے۔“ تنویر نے جولیا کو اور زیادہ غصہ دلانے کیلئے کہا۔

”نہیں اس قسم کی بدکرداری ذاتی معاملہ نہیں ہو سکتی۔ میں بحیثیت ڈپٹی چیف اس کی جواب دہی کر سکتی ہوں۔“ جولیا نے ریسپونڈ لٹھا۔ ہونے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ریسپونڈر اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ عمران صاحب تو موجود نہیں ہیں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مترقم سی آواز سنائی دی۔

”تم کون ہو۔ اور عمران کے قیامت میں کیا کر رہی ہو۔“ جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میرا نام مُندقی ہے۔ اور میں عمران صاحب کی جہاں ہوں آپ کون ہیں۔“ دوسری طرف سے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا گیا۔

سامانی سے ٹال دوں گا۔“ چوہان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی چوہان کی تیز آواز سنائی دی۔

”ارے عمران صاحب کپ، آئیے آئیے۔“ چوہان نے کہا اور جویا کا چہرہ تو کھل اٹھا لیکن تصویر نے ہنسنے لگے۔

”واہ بڑے مزے ہو رہے ہیں۔ ٹھنک خوروں کی مجلس جمی ہوئی ہے۔“ عمران نے کمرے کے دروازے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”دیکھو عمران اگر تم ابھی گئے ہو تو پھر تیز سے بات کرو۔ میں اپنے فلیٹ میں کوئی بد قسمتی برداشت کرنے پر تیار نہیں ہوں۔“ تصویر نے تیز دلیجے میں کہا۔

”بد قسمتی کو تم نے اپنے ساتھ بٹھایا ہوا ہے۔ لیکن یہ پارٹی اضر کس خوشی میں ہو رہی ہے۔ کیا تمہارا حقیقہ وغیرہ ہو رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہ مورتی کون ہے۔“ جویا جواب تک نامور کش بیٹھی تھی یکھلت پھٹ سی پڑی۔

”مورتی۔ ارے ویسے کہو میں جویا۔ واہ مت پوچھو ایسا ناپالی شخص ہے کہ اس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تو یہاں آیا اس نے تھا کہ تصویر کو جینچ کر سکوں کہ آؤ دیکھو اسے کہتے ہیں غلیو کوئی نہ بیچارہ خواہ خواہ سڑی لٹی لکڑیوں کو خوبصورت کچھ کر دال چپکاتا پھرتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

سے نکلتے ہوئے قدرے ہنسنے لگا۔ ”جیہ میں کہا اور جویا دروازے کے قریب سے ایک جھکے سے ٹھڑی۔ اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ موجود تھی لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ مسکراہٹ جبری ہے۔

”اوہ آئی ایم سوری تصویر۔ واقعی مجھے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا کہ آؤ ناشتر کریں۔“ جویا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تصویر کا چہرہ قریط شہریت سے بڑی طرح کھل اٹھا۔ اس کے لئے شاید اتنا ہی کافی تھا کہ جویا نے اس کی بات مان لی تھی۔

”ناشتے کی میز پر ایک بار پھر ہنسی مذاق شروع ہو گیا اور اس طرح چٹکنی کا شکار ہو جانے والا ماحول ایک بار پھر شہریت بھرے قہقہوں اور ہنسی سے پُر ہو گیا۔

”اچھا اجنا ناشتے کے بعد کیا پروگرام ہے۔“ تصویر صاحب۔“

کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے خود کوئی پروگرام نہیں بنایا، جیسا آپ کہیں ویسا ہی پروگرام بنی جاسے گا۔“ تصویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پروگرام پر زور شور سے بحث ہونے لگی۔ کوئی کسی جگہ جاکر کچنک منانے کے حق میں تھا تو کوئی نہیں بیٹھ کر کارڈز کھیلنے کے حق میں تھا۔ ابھی یہ بحث جاری ہی تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور سب چونک پڑے۔

”اس وقت کون آسکتا ہے۔“ تصویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں اگر کوئی غیر متعلق آدمی ہوا تو میں اسے

”پھر وہی جو اس چلو نکلو یہاں سے گٹ آؤٹ“۔ تنویر عمران :
 کے اس فقرے سے ہنسنے سے گھڑ گیا۔

”سن لیاً تم نے حضور اور کیپٹن شکیل برٹے سینئر نمبر بنے پھر
 ہیں آپ سیکرٹ سروس کے یہ عزت ہے آپ کی“۔ عمران نے
 اپنی بات حضور اور کیپٹن شکیل پر اُٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

”تنویر کیا تم عام اخلاق بھی چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس طرح کسی گھر
 آئے ہوئے سے بات کی جاتی ہے۔“ جولیا جو عمران پر غصہ نکال
 رہی تھی تنویر کی بات سن کر اس پر چھ دوڑی۔ ظاہر ہے اُسے
 عمران پر کتنے غصہ ہی بھی بہر حال وہ اپنے سامنے اس کی کوئی نئی
 صورت بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔

”تم جس جولیا آپ نے عمران کی بات نہیں سنی“۔ تنویر جولیا
 کے اس طرح یککلفت بدل جانے پر بے اختیار گڑ بٹا گیا۔

”وہ میں نے سنی ہے لیکن تم تو اس وقت نہیں ہو“۔ جولیا
 نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ آئی ایم سوری۔ سوری عمران“۔ تنویر نے فوری معذرت
 کہتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ جولیا کو تو ناراض نہ کر سکتا تھا۔

”اوہ ابھی کوئی بات نہیں تنویر۔ یہ حضور اور کیپٹن شکیل فولانہ
 تم پر سینئر ہونے کا رُعب بٹھا رہے ہیں حالانکہ یہ کیپٹن شکیل تو

بہت بعد میں سیکرٹ سروس میں شامل ہوا ہے جب کہ تم تو پہلے
 غلیظ ہو“۔ عمران نے مشکل دے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہ شرائط
 سے کب باز آ سکتا تھا اس لئے آخری فقرے میں وہ تنویر پر ایک

ہنر کر گیا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ میں سینئر ہوں“۔ کیپٹن شکیل نے

شکارتے ہوئے کہا۔

”تم اس سینئر جو نمبر کے چکر کو چھوڑ دو یہ مورتی ہے کون“۔

جولیا نے کہا۔

”سو پر فیاض کی جہاں ہے۔ ناہال میں شاید سو پر فیاض کا اس

سے تعارف ہوا۔ فیاض نے ڈر کے مارے اپنے گھر کا پتہ بتایا نہیں۔

میرے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔ چنانچہ حقیر مدین ہی صبح آوارہ ہوئی۔ خواہ

خواہ میرا ناشتہ بھی معاذ ہوا۔ اب ظاہر ہے کوئی جہاں آجاتے تو

تنویر کی طرح اُسے گٹ آؤٹ تو نہیں کہہ سکتا چنانچہ میں نے اپنا ناشتہ

اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر میں نے سو پر فیاض کو اس کی آمد کی

اطلاع دی۔ وہ چونکہ خواہ مخواہ جسے بے تکلف ہونے کی کوشش کر

رہی تھی اس لئے میں تو اُسے کہ فلیٹ سے ہی چلا گیا۔ تم جانتی تو ہو

حقیر مردوں سے اس طرح بے تکلف ہو جانے والی لڑکیوں سے

میں کتنا الگ ہوں۔ لیکن میرے لئے ایک اور مسئلہ بن گیا۔

جلدی میں جیب میں بٹوم رکھا ہی تھا۔ اور محنت میں مجھے ناشتہ کوئی

کرانے سے رہا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے بار تنویر کے فلیٹ

پر چلتے ہیں وہ بڑا جہاں توانہ آدمی ہے۔ ضرور مجھے اس ناشتہ کرائے

گا۔ لیکن بہر حال ٹھیک ہے۔ بچہ بات ہے کہ آدمی کا پیٹ

بھرا ہوا ہو تو اُسے ہر جگہ کھانے کی آفر ہوتی ہے لیکن بٹوم کے کو

کوئی مڑ بھی نہیں پوچھتا۔“ عمران نے کہا اور اس کا منہ اس طرح

میری اہمان ہے۔ اس نے وہ چل پڑا ہوگا شاپنگ کرنے۔“ گلریں نے کہا اور جو لیا کا چہرہ ایک بار پھر نارمل ہو گیا۔

اتنی دیر میں عمران کا ناشتہ آ گیا۔ ناشتہ خاصا ہیوی تھا لیکن عمران تو پہلے ہی پھر پور ناشتہ کر چکا تھا۔ اس نے ظاہر سے ڈبل ناشتہ تو وہ کر نہیں سکتا تھا۔ لیکن اب اگر وہ ناشتے سے انکار کر دیتا تو لانا تنویر اور جو لیا دونوں ہی تجھے چڑھا کر اس کے پیچھے پڑ جاتے۔

”میں اکیلا ناشتہ نہیں کروں گا کہ تم سب منہ دیکھتے رہو اور میں ناشتہ کرتا رہوں اس لئے یا تو سب کے لئے ناشتہ آئے گا یا پھر میں بھی نہیں کروں گا۔“ عمران نے منہ دباتے ہوئے کہا۔

”ہم تو ابھی ناشتہ کر چکے ہیں تم نے نہیں کیا اس لئے تم کو۔“ جو لیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”چلو ایک اور صورت ہے کہ اس ایک ناشتے کو ہم سب مل کر کرتے ہیں تمہیں تو معلوم ہے کہ میں تو درویش منشی آدمی ہوں۔ ایک آدھے انڈے سے میرا گزارہ ہو جاتا ہے اب میں تم لوگوں کی طرح بھاری تنخواہیں تو نہیں لیتا کہ ایسے شاندار ناشتہ کرنے کی عادت ڈالوں چلو شروع ہو جاؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک ایک سلاشیں سب میں خود ہی بانٹ دیا۔ ایک انڈہ خود کھایا اور باقی زبردستی دوسروں کو کھلا دیتے۔

”اگر تمہیں بھوک نہیں تھی تو پھر خرچہ کیوں کرایا۔“ تنویر نے لال پیٹے ہوتے ہوئے کہا۔

”کتنا بل آیا ہے تمہارا سب کو ناشتہ کرانے میں۔“ عمران نے

لنگ گیا جیسے وہ واقعی صدیوں سے بھوکا ہو۔
”ہر شے منگو او تنویر فدا تمہیں اب تک منگو لینا چاہیے تھا۔“

جو لیا تنویر پر اٹ پڑی۔ اس کا چہرہ اب تجھے کی بجائے مرثیہ سے چمک رہا تھا جیسے اسے عمران کے اس اعلیٰ کردار پر ایسے حد تک ہو رہی ہو جب کہ باقی ساتھی ہونٹ بیچنے اپنی مسکراہٹوں کو روکنے کی شدید جدوجہد کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ عمران کی کسی شے سے واقف تھے۔ ”رہتے دو میں جو لیا۔ کوئی بات نہیں۔ میں اب چلتا ہوں۔“

میں نے خواہ خواہ آپ کی ابھی خاصی فضل کو ڈسٹر ب کیا۔“ عمران نے بڑے اندرہ سے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

”ناموشی سے بیٹھ جاؤ۔ پہلے ناشتہ کرو گے پھر کوئی اور بات ہو گی۔“ جو لیا نے مصنوعی غصے سے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور

عمران اس طرح بیٹھ گیا جیسے واقعی صرف حکم کی تعمیل کے لئے بیٹھ رہا ہو۔ تنویر کے ہونٹ جھنجھتے ہوئے تھے لیکن بہر حال اسے ناشتے کا اہر ڈر تو دینا ہی تھا۔ اس نے وہ ریسپونڈ کیا کہ بوسل والوں کو اڈر دینے لگا۔

”لیکن عمران صاحب سلمان تو اس میں مدتی کے لئے شاپنگ کتا پھر رہا تھا اور آپ کہتے ہیں کہ وہ سپر سٹورٹ فیض کی جہان تھی۔“
— خاندان سے نہ رہا گیا تو یوں ہی بڑا۔ اور جو لیا قادیان کی بات سن کر نیکیزٹ چمک پڑی جیسے اس بات کا تو اسے خیال ہی نہ رہا ہو۔
”بس اب کیا کروں۔ یہ سارے باوجود ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ذرا سا بہانہ ملے تو خرچہ کرنے میں پڑتے ہیں۔ اس نے ہی سمجھا کہ شاید عورتی

بڑے سنجیدہ دلچسپی میں کہا۔
 "فائوسٹار ہوٹل سے منگوا رہا ہے۔ کسی ایسا خیر ہوٹل سے نہیں
 آیا۔ پلوچے ایسے رہے ہو جیسے انہی ہل ادا کر دو گئے۔" تو میرے کو بھی
 غصہ ہو گیا تھا۔
 "تم ناشتے کی بات کر رہے ہو۔ میں تم سب کے ڈنر کا بل بھی
 ادا کر سکتا ہوں۔ بولو بھر دوں۔" عمران نے جلیجھ کر نالے
 دلچسپی میں کہا۔
 "اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے بھر دو مجھے معلوم ہے کہ تم
 نے سوپر فائن کو کہا ہے۔ تمہارے پلے کیا ہے۔" تو میرے
 غمزہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔
 "سوپر فائن کو کیوں کہوں گا۔ میں یہ تاوان تمہارے اس چھوٹے
 پاس پر کیوں نہ ڈالوں؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "باس۔ اوہ کبھی نہیں وہ تو زندگی بھر پہلے ادا نہ کرے گا
 — جو لیا نے غمزہ مانتے ہوئے کہا۔
 "اچھا پھر دیکھو کیسے نہیں مانتا۔ اگر وہ میری بات نہیں مانتے
 گا تو پھر میں بھی کل اس کی بات ماننے سے انکار کر دوں گا پھر
 ہاتھ جوڑتا پھرے گا میرے پیچھے۔" عمران نے بڑے فخرانہ
 انداز میں کہا۔
 "ہوں باس اور ہاتھ جوڑتا پھرے تمہارے پیچھے۔ کبھی شک
 دیکھی ہے اپنی۔ یہ تم ہی ہو جو چار ٹکوں کی خاطر اس کے پیچھے
 دم ہلاتے پھرتے ہو۔" جو لیا نے بھڑکتے ہوئے دلچسپی میں کہا۔

واقعی عجیب فطرت کی مالک تھی۔ چیف باس کی بے عزتی کسی صورت
 بھی برداشت نہ کرتی تھی چاہے ایسا کرنے والا عمران ہی کیوں نہ ہو
 اور عمران کی بے عزتی بھی اس سے برداشت نہ ہوتی تھی چاہے
 وہ ایک گھوڑی کیوں نہ کرے۔
 "اچھا یہ بات ہے تو پھر دیکھو کہ کون کس کے پیچھے دم ہلاتا ہے"
 — عمران نے بڑے غصیلے دلچسپی میں کہا اور اٹھ کر ٹیلیفون کی طرف
 بڑھ گیا۔
 "رہتے دیکھتے عمران صاحب خواہ مخواہ شرمندہ ہونے کا کیا فائدہ
 دیتے ہیں یقین ہے کہ فائوسٹار ہوٹل کا منیجر تو کیا مالک بھی آپ
 کا نام سُن کر بل جھوڑ دے گا۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "ابیں صفدر میری انا کا مسئلہ ہے اور تم ہانتے ہو کہ فوڈ میں کچھ مری
 خون دوڑ رہا ہے۔ میں تو صرف ملک کی خاطر دیکھنے کا تا پھر تا ہوں
 ورنہ ایک ٹیو جیسے کتنی حریف کار ڈالوں۔" عمران نے پہلے
 سے زیادہ غصیلے دلچسپی میں کہا۔
 "بس بس بچو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جو لیا غصے
 سے پچھٹ پڑی۔

"بس جو لیا آپ اسے کیوں منع کر رہی ہیں اور یہ باس سے
 جھاڑ کھاتے گا تو دم دبا کر اور مزہ لیکر کر بیٹھ جائے گا۔" تو میرے
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ تو یہی چاہتا تھا کہ عمران چیف
 باس سے جھاڑ کھائے اس طرح اس کی نفسیاتی تسکین ہو جاتی تھی۔
 عمران نے لکسور اٹھا کر تیزی سے بھر ڈال کر نالے شروع کر دیئے۔

تم نے وہ کیا ہے یا نہیں۔“ اکیسٹو کا بوجہ انتہائی سخت تھا۔
 ”ایک صورت میں وہ کام ہو سکتا ہے کہ آپ معاوضہ دین دیں ورنہ
 میں کام نہیں کروں گا۔“ عمران نے بھی صاف جواب دے دیا۔
 ”تمہیں پہلے ہی تمہارے کام سے زیادہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ عوام اس
 نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ٹیکس ادا نہیں کرتے کہ اُسے اس طرح
 لٹا یا جائے۔ بلکہ کام کرنا ہے یا میں بھی اور کے قسے لگاؤں۔“
 اکیسٹو نے اُسے بڑی طرح چٹا کرتے ہوئے کہا۔

”جی کرنا تو بہر حال پڑے گا۔ لیکن دیکھیں جناب اس قدر سختی بھی
 اچھی نہیں ہوتی۔ بہر حال ٹیکس ہے جیسے آپ کی مرضی۔“ عمران نے
 بڑی طرح مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر کا چہرہ عمران کو اس طرح
 شکست خوردہ دیکھ کر گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”زیادہ منہ لٹکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیے لیے آدمیوں سے
 سخت ضرورت ہے جو معمولی معمولی باتوں پر اس طرح مایوس ہو جاتے
 ہیں۔ تمہارا پچھلے کس کا کیونسی ابھی تک غلط ہے۔ اس سے ہل ادا ہو جائے
 گا۔ اور تم۔“ اکیسٹو نے اسے بارزوم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 لابلہ ختم ہو گیا۔

”دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ تمہارا ہاں کیسے نہیں ادا کرے گا بلکہ آخر اُسے
 شکست مانتی پڑی تھی۔“ عمران نے بڑی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا اور
 سب کھٹکھٹا کر منس پڑے۔

”کیا مطلب تم ہنس کیوں رہے ہو تمہارے سامنے ہی تو اس نے کہا
 ہے کہ میں ادا ہو جائے گا۔“ عمران نے بڑے حیرت بھرے انداز میں

”اکیسٹو۔“ لابلہ قائم ہوئے ہی دوسری طرف سے اکیسٹو کی
 فصوص آواز ابھری۔

”میں عمران پول رہا ہوں۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا
 ”کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے۔“ اکیسٹو کا بوجہ پہلے سے نیا
 سرد ہو گیا۔

”کیا آپ میری خاطر پوئل غایتوں سٹار کا ناشتہ اور ٹرنگر کا بل ادا
 کیتے ہیں۔ میرا اور تنویر کا تیلنگ ہو گیا ہے۔“ عمران جھجکتے ہوئے دلا
 میں بولا۔ اور اُسے جھجکا دیکھ کر تنویر اور جو لیا کا چہرہ کھل اٹھا
 جب کہ باقی سارے ممبروں کے چہروں پر سکھلاہٹ ریشٹے لگی۔

”سواری میں ایسے فضول چیزوں کا قائل نہیں ہوں ہاں تم اس وقت
 فون کہاں سے کر رہے ہو۔“ اکیسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”تنویر کے فلیٹ سے۔ اس وقت سارے ممبر وہاں موجود ہیں
 اور میری بے عزتی ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو اتنا خیال بھی نہیں آ
 کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر حکومت کے حزانے سے اٹھ دس ہزار روپے
 ہماری خاطر خرچ ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”تم سیکیورٹ سروس کے ممبر نہیں ہو۔ اس لئے تم پر تو ایسے مجھ
 کوئی سروکار ہی نہیں ہو سکتا اور جہاں تک دوسرے ممبروں
 تعلق ہے۔ انہیں تحفظ کے علاوہ ہر قسم کی سہولیات پہلے سے ملتی
 ہیں اور عزت بے عزتی کا مسئلہ صرف اپنے تک خود درکھا کرو۔ نیچے
 کسی کی اس ٹائپ کی عورت، بے عزتی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔
 تم یہ بتاؤ۔ کہ میں نے شریا کے سلسلہ میں جو کام تمہارے ذمے لگا

ایک بات ہے کہ وہ اپنے علاقے میں کسی اپنی کی موجودگی پسند نہیں کرتے۔
— صدر نے فوراً کہا۔

"پہلے یہ تو تیرے چلے کر چلے گیا ہے۔ ہم خواہ مخواہ کی بحث میں الجھ گئے ہیں۔" — رئیس نے شکریں ادا کر کے ہاتھ دھو کر کہے۔

"چلو کیا ہوتا ہے کیونکہ یہ شکیل یہ تو قدر کی بات ہے۔ رشتے تو آسمانوں پر طے ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ مشرق یا قبا میں کوئی ایسا رشتہ میرے انتہا میں بیٹھا ہو یا میرا جو۔ جو میرے قدر میں لکھا جا چکا ہو بہر حال ناشیے کا شکریہ۔ اب تک یقیناً وہ سو پر قبا میں اپنی جان کو لے گیا ہوگا یا اس نے اجازت۔" — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اُسے روکنا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اس بار تنویر نے ریسور اٹھایا۔

"تنویر بول رہا ہوں۔" — تنویر نے کہا۔
"ایکسٹرمیٹنگ۔ کیا عمران ابھی تک تمہارے فلیٹ میں ہے۔"

ایکسٹرنے سر دلیجے میں پوچھا۔
"جی ہاں۔" — تنویر نے موڈ بانہ دلجے میں جواب دیا اور ریسور

عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"جی فرماتے۔" — عمران نے ریسور لیتے ہی بڑے موڈ بانہ دلجے

میں کہا۔
"عمران۔ شوگران سے ضروری کاں لگتی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں بھی ایسے شواہد ملے ہیں کہ وہاں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ لیکن وہ اس

معاہدے میں قانع نہیں ہیں اور ساتھ ہی وہ مشرق یا قبا میں کو سیاسی وجہ پر ناراض بھی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس طرح سازقابات ان کے خلاف مذہبی بیادوں پر اٹھ کھڑا ہوگا اور کافرستان دانوں کو موقع مل جائے گا اس لئے انہوں نے بھی باقاعدہ درخواست کی ہے کہ اگر ہم اس سلسلہ میں کوئی کام کریں تو وہ مشکور ہوں گے۔" — ایکسٹرنے ٹرائی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے۔ میرے لئے چیک کا سکوپ بن گیا ہے۔ دوسری کمرہ۔" — عمران نے بے طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جولیا کو فون دو وہ بھی یقیناً وہیں ہوگی۔" — ایکسٹرنے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات کر دی۔ اور جولیا نے پنا نام

ستے ہی جلدی سے عمران کے ہاتھوں سے ریسور جھپٹ لیا۔
"جولیا بول رہی ہوں یاں۔" — جولیا نے موڈ بانہ دلجے میں کہا۔

"جولیا۔ تم سب قبری کٹر کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ قہرے تباہات میں مشن پر ٹیم بھیجی پڑے۔" — ایکسٹرنے غصوں دلجے میں کہا۔

"یہں یاں۔" — جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رالابطہ ختم ہو گیا۔

راکت کو ٹوکر کے غائر کئے جاتے ہیں ان کی ریٹک بے حد کوسین ہوتی ہے اور نیپال تو بالکل قریب ہے اس کے لئے اتنے بڑے لانچر فٹ کرنا سراسر حماقت ہے اور غیر روسیہ اور کافرستان والے صرف نیپال جیسے کمزور اور چھوٹے ملک کے لئے اتنی بڑی دروسری کہاں مول جیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا رن مغرب کی طرف ہے تو مغرب کی طرف نیپال اور کافرستان کا بالائی حصہ کراس کرتے ہوئے پاکیشیا کا وہ حصہ ٹارگٹ میں آتا ہے جہاں پاکیشیا کی ایک بکبار مری ہے اور بے تباہ کرنے کے لئے یہ لوگ اب تک ایڑی پھونک کا زور لگاتے رہے ہیں۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اے اگر ایسی بات تھی تو پھر شوگران سے تصدیق کرانے کی کیا ضرورت تھی؟ — بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”شوگران والوں سے بات کرنا اس لئے ضروری تھا کہ بہر حال تباہی کا علاقہ شوگران کی حدود میں ہے اور وہاں ہمارا کوئی بڑا سارا مشین شوگران اور پاکیشیا کے حد میاں پیچیدہ گیاں اور انہیں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ اب وہ لوگ اس بارے میں مطمئن رہیں گے۔“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اڈہ شوگران کے خلاف استعمال ہونے کے لئے بنایا جا رہا ہو۔ ایسی صورت میں تو شوگران کو خود حرکت دینا چاہیے تھا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”فرار و تباہ کا نقشہ اٹھاؤ۔“ ابھی بات سمجھ میں آجائے گی۔“

عمران نے منگرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اٹھ کر لابیئر کی طرف بڑھ گیا۔ تصویر ڈیرا بعد وہ نقشہ لے لیا اور اس نے اسے میز پر پچھا دیا۔

عمران صاحب۔ میرز کی موجودگی کی وجہ سے میں کھل کر بات نہ کر سکا شوگران والوں کی طرف سے انتہائی اہم اطلاع ملی ہے۔“ آپریشن میں عمران کے داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

”یہی اطلاع ملی جو کہ اگر یہ اڈہ ہے تو نیپال کی بجائے پاکیشیا کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اطلاع تو یہی ہے لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ ان کے سپیکر سروس کے چیف نے تو جو سے بات کی ہے۔“ بلیک زیرو نے بے حیرت بھروسے لہجے میں کہا۔

”میں وکرم کی بات سننے ہی صورت حال سمجھ گیا تھا اس لئے تو میں نے اس سے اجازت لی تھی۔ کیونکہ پچاس فٹ لمبے راکٹ لانچروں پر جو

نے حیرت سے اُنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

”اب دیکھو اگر اس ایشگل کو تھوڑا سا بدل دو تو پھر یہ راکٹ
کا فرسٹان کے علاقے میں گرتے ہیں اور افغانستان روسیاہوں سے مل کر
اس نئے توڑ ڈھ نہیں بناسکتے ہوں گے کہ اپنے ہی ملک کو ٹارگٹ بنائیں
۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے سو فی صد درست اندیشہ لگایا ہے یہ اڑھ
ہر صورت میں پاکیشیا کی ایشگل لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کیا دیکھا جا
رہا ہے۔“ بلیک زبر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب دیکھو ان کی منصوبہ بندی اگر آگے لڑے گا کہ افغانستان میں بننا تو لزما
ہمارے ہیئت اس کی ہو سکتی ہے۔ پھر اڑھ تباہ کر دیا جاتا۔ ناپال میں
ویسے نہیں بنایا جاسکتا تھا کیونکہ ناپال کے ہمارے ساتھ انتہائی دوستانہ
تعلقات ہیں۔ شوگران کے کبھی اور علاقے میں اسے تعمیر کیا جاسکتا تھا
کیونکہ خاہر ہے شوگران ایسے اڑے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ علاقہ
شوگران کی حدود میں شامل ہونے کے باوجود مقامی، مذہبی رواجات کی
بنیاد پر عملی طور پر شوگران کے کنٹرول سے باہر ہے۔ شراب قمار کسی اپنی
کی موجودگی سوائے مذہبی پیشواؤں کے اپنے علاقے میں براداشت نہیں
کر سکتے۔ اس لئے اگر جنگل کے اندر کوئی خفیہ اڑھ بنایا جائے تو لازماً
یہ خفیہ رہے گا اور پاکیشیا کے ایجنٹوں کی یہاں موجودگی کا تو تصور بھی
نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے اب تم خود سوچو کہ یہ اڑھ کس قدر محفوظ ہے
یہاں سے اگر راکٹ فائر کر کے پاکیشیا کی اچھی تحصیلات کو تباہ کر دیا جائے
تو پاکیشیا کس پر الزام لگائے گا شوگران پر یا ناپال پر۔ اب یہ تو شاید

عمران اس نقشے پر ٹھک گیا۔ اس نے میز پر موجود سٹرن پمیل اٹھا کر
”یہ دیکھو یہ ہے تباہات کی وہ بٹی جو ناپال کی سرحد کے قریب
جہاں یہ جنگلات واقع ہیں۔“ عمران نے پمیل سے نشان لگا
ہوئے کہا۔

”اب دیکھو شوگران کا دار الحکومت یا نگ میاں سے کس قدر
پر ہے۔“ عمران نے یا نگ کے گرد دائرہ لگاتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ تو بہت طویل فاصلہ ہے۔ پورا شوگران کراس ہو تا ہے
۔۔۔ بلیک زبر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اور تم جانتے ہو کہ ایسے خفیہ اڈوں کا مقصد زیادہ سے زیادہ
کوئی خاص ٹارگٹ تباہ کرنا ہوتا ہے اور شوگران کے اہم ترین دفاعی
ٹارگٹ یا نگ کے ارد گرد کے علاقے کے اس سلسلے درمیانی حصہ میں
کوئی ایسا ٹارگٹ نہیں ہو سکتا اور پچاس فٹ لمبے یا پھر تو ایک طرف
سو فٹ لمبے یا پھر سے جو راکٹ فائر ہو وہ یا نگ تک پہنچتی تو ایک طرف
شوگران کے کسی اہم ترین دفاعی علاقے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اب
آؤ اس طرف پاکیشیا اور ناپال دونوں جنگلات سے مغرب کی طرف
ہیں ناپال بالکل ہی عورت سا علاقہ ہے۔ اس کے بعد کہ افغانستان کا
تھوڑا سا علاقہ آتا ہے اور پھر پاکیشیا آتا ہے۔ اب دیکھیں یا نگ
لگتا ہوں کہ اگر ان جنگلات میں موجود کسی اڑے سے انتہائی دور مار
راکٹ فائر کیا جائے تو اس کا ٹارگٹ پاکیشیا کا کوئی سا علاقہ بن سکتا
ہے۔ یہ دیکھو۔“ عمران نے نقشے پر باقاعدہ لائن لگاتے ہوئے کہا
”اوہ۔ یہ تو بالکل ایشگل لیبارٹری کا علاقہ بنتا ہے۔“ بلیک زبر

قدرت پاکیشا پر ہر بان ہے کہ اس اڈے کی ٹہن گن جب وکرم کو ملی۔ تو
اس کے غمروں نے اس کے بارے میں جو اطلاعات دیں اس پر وکرم
یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ روسیائی اور کافرستانی ناپال کو تباہ کرنے
کی سازش کر رہے ہیں اور چونکہ میں اس کا انجیل میں ہوں اس لئے اس
نے میری طرف رخ کیا۔ اس طرح ہمیں اس کی اطلاع بھی مل گئی ورنہ
تو یقیناً اس خوفناک سازش سے ہم مکمل طور پر بے خبر رہتے۔“
عمران نے کہا۔

”اب میں کچھ گیا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر
حرکت میں آنا ہوگا ورنہ وہ لوگ اس اڈے کو کسی بھی وقت استعمال
کر سکتے ہیں لیکن یہاں ایک بات ہے کہ آخر اتنا بڑا سائنسی اور دفاعی اڈہ
بنانے کے لئے تو بھاری مشینری وہاں پہنچی ہوگی اور اندر گراؤنڈ تعمیرات
بھی ہوتی ہوں گی پھر شوگر لائن والوں کو اس کی اطلاع کیوں نہ ہو سکتی کیونکہ
ان کا کہنا ہی ہے کہ سب ناپال سے اس کی انہیں اطلاع ملی تو انہوں
نے سیٹلائٹ سے اسے چیک کر لیا لیکن کسی اڈے کی موجودگی کی شہادت
نہ مل سکی تھی پھر ہم سے اشارات فرد سٹے ہیں کہ ایسا امکان ہو سکتا
ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم نے فتنہ خود سے نہیں دیکھا کافرستان کا بھی کافی علاقہ بات
کی اس سرحد سے ملتا ہے اور یہ جنگلات ناپال کے ساتھ ساتھ کافرستان
کے علاقے میں بھی جاتے ہیں اس لئے یقیناً اس اڈے کی تعمیر کے لئے
ساری مشینری وغیرہ کافرستان سے ان جنگلات میں پہنچائی گئی ہوگی شرابا
قیامل کا تو رواجی طور پر داخل ان جنگلات میں مقرر ہے صرف سال

میں ایک بار گشتی کے لئے لوگوں کو وہاں لے جایا جاتا ہے اور وہ بھی صرف
پہنچ دین کے لئے اور وہ بھی شرابا قیامل کے ان لوگوں کو جو وہاں
بے حد حقیر سمجھے جاتے ہیں لیکن ان شرابا قیامل کو جہاں تک میں نے حالہ
کیا ہے۔ ایک چیف وہ ہوتا ہے جو صرف قیاملی علاقوں میں نظم و نسق
قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایک اور چیف ہوتا ہے جو جنگلات
کا قیالہ ہوتا ہے۔ اسے ناواکشیٹھو کہتے ہیں اور بعض اوقات ناوا
کشیٹھو ایک وقت جنگل اور شرابا قیامل دونوں کا چیف ہوتا ہے۔

بچے یقین ہے کہ روسیاء اور کافرستان کی اس سازش میں کسی ناواکشیٹھو
کا ہاتھ متروک ہے کیونکہ اس کے بغیر کسی طرح بھی اس جنگل میں یہ
اڈہ تعمیر نہیں کیا جاسکتا۔ اگر یہ صرف کشیٹھو ہوتا یعنی جنگل کا قیالہ تو پھر
سال کے بعد جب گاؤں کا قیالہ ناوا لوگوں کو گشتی کے لئے وہاں لے جاتا
تو لازماً یہ اڈہ ٹھہر ہو جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ کافرستان میں نے اسل ناواکشیٹھو
کو ختم کر کے اس کی جگہ میک اپ میں اپنا آدمی تعینات کر دیا ہو اس
طرح ان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اگر ایسی بات ہے عمران صاحب تو پھر تو ٹیم کی وہاں موجودگی کا
ان لوگوں کو فوراً علم ہو جائے گا اور ٹیم کے لئے کام کرنا بے حد مشکل
ہو جائے گا۔“ بلیک زیرو نے انتہائی تشویش سے بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں میں نے ان مشکلات پر غور کیا ہے میرے ذہن میں دو چیزیں
ہیں ایک تو یہ کہ ہم پہلے تاہات جائیں اور وہاں مذہبی پیشواؤں اور
قادیان کا عجیب بدل کر شرابا قیامل میں باہر لیکن مسئلہ یہ ہے کہ لاہنگل
میں سرے سے داخل ہی نہیں ہوتے۔“ عمران نے کہا۔

دیہ کریش لینڈنگ والی بات تو ناممکن ہے عمران صاحب اس طرح تو پوری ٹیم ہی موت کا شکار ہو جائے گی۔ ایسا نہیں ہو سکتا اگر آپ ہمارے راستے براہ راست ان جنگلوں میں داخل ہو جائیں۔ اس طرح شریا قبائل والا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا اور آپ براہ راست ان جنگلوں میں پہنچ جائیں گے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”نہیں یہ جنگل بے مدد وسیع، گھنے اور خوفناک ہیں اور شریا قبائل ان جنگلوں سے لکڑی کٹتے ہیں وہ جنگلات شریا قبائل کی آبادی کی طرف واقع ہیں۔ ہمارے ان طرف جنگلات میں ہمارے لکڑی نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر ہم ناپال کی طرف سے داخل ہوں تو ہمیں وسیع اور نظراک جنگلوں کو عبور کر کے ان علاقے کو لکڑی والے جنگلوں تک پہنچنے میں بیسوں ملک جائیں گے اور ہو سکتا ہے ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ پائیں اور راستے میں ہی انتہائی خوفناک درندوں کا شکار بن جائیں۔ علاقے لکڑی والے جنگلوں میں درندے اول تو ہوتے ہی نہیں اگر ہوتے بھی ہیں تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جب کہ دوسرے جنگلوں میں ان کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ لازماً ہمیں بڑے تندر کاٹریوں میں بچ کر جانا پڑے گا اس لئے ہمیں جانا تو لازماً شریا قبائل کی طرف سے ہوگا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ خود ہی کوئی تجویز سوچیں۔ میری تو عقل کام نہیں کرتی۔“ بلیک زبرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے کہ پہلے تمہاری عقل کام کرتی تھی اب کام کرنا چھوڑ گئی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زبرو نے یہ جملہ

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہاں تک پہنچنے کے بعد آپ شریا قبائل کے چند آدمی اٹھا کر کے ان کا روپ دھالیں۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”نہیں کس طرح وہ لاما اپناک غائب ہو جائیں۔ اور شریا قبائل میں اتنے لاماؤں کے اپناک غائب ہو جانے سے تمہکے متح جانے کا کہیں اگر ایسا بھی ہو جائے تو مسئلہ یہ ہے کہ شریا تو سرے سے جنگل میں جاتے ہی نہیں۔ جنگل میں کٹائی کے لئے صرف کھمبا جاتے ہیں جنہیں یہ شریا انتہائی تعزیر سمجھتے ہیں اگر ہم کھمبا کا روپ دھالیں تو پھر بھی ہم قصور وقت میں ہی جا سکتے ہیں اور چونکہ ابھی حال میں کٹائی ہو چکی ہے اس لئے مزید ایک سال انتظار کرنا پڑے گا تب تک یہ لوگ اڑے کو مکمل کر کے اس سے کام بھی لے چکے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے لیکن آپ نے دوسری تجویز نہیں بتائی۔“ بلیک زبرو نے مرہلاتے ہوئے کہا۔

”دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم ایک جہازیں اڑائے، ہوسے وہاں جہاز کی ضروری ظاہر کر کے کریش لینڈنگ کریں اول تو یہ انتہائی خوفناک مسئلہ ہے کیونکہ وہ سارا بھاری علاقہ ہے۔ کریش لینڈنگ کا مطلب مزید موت ہے اور اگر کریش لینڈنگ ہو جائے اور ہم مجبوراً وہاں شریا قبائل کے پاس پناہ لے لیں۔ کیونکہ شریا قبائل کسی مجبوری کی بنا پر آئے ہوئے انتہیوں کی خاص خدمت کرتے ہیں تو اڑے والوں کو یقیناً علم ہو جائے گا اور پھر ناواشننگٹن کا آدمی ہونے کی وجہ سے ہمیں جنگل سے باہر ہی ختم کرنے یا روکنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح مسئلہ اور اچھ جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

ہنس پڑا۔

”میں ذرا لاتبریری میں بیٹھ کر ان شرابی قباہل کے متعلق تفصیل سے پڑھ لیا شاید کوئی اچھی صورت نکل آئے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران تقریباً ایک گھنٹے تک لاتبریری میں موجود تھا وہ مواد پڑھ رہا جس میں شرابی قباہل کے متعلق تفصیلات دی گئی تھیں اور وہ صرف ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کچھ بات بنی۔“ بلیک زیرو نے عمران کے دوبارہ آپریشن میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”اگر بات بن جاتی تو سب رات بندھا ہوا ہوتا۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”ایک پیالی چائے گرم مل جائے تو میں ضرور بات بنا لوں گا۔“ اُن جھل چائے پر بڑے بڑے مسائل ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھا اور چائے بنانے کے لئے ایک طرف بٹے ہوئے کچن کی طرف چلا گیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور کرسی کا پشت پر سر ٹکا دیا۔

”یہ بھیجیے چائے۔“ بلیک زیرو نے پیالی عمران کے سامنے رکھ دی ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا کر آنکھیں کھول دیں۔ بلیک زیرو نے لے بھی چائے لے آیا تھا۔ وہ پیالی تھے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”ایک ہی صورت سمجھ میں آتی ہے وہی کریش میڈنگ والی۔ میں تفصیل نقشہ دیکھا ہے۔ شرابی قباہل جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں

کچھ خاصے پر ایک ایسی داری موجود ہے جہاں ایسا رنگ لیا جاسکتا ہے کیونکہ شرابی قباہل اور اس نامور اشگو کی تکرر تکرر صرف اسی طرح ممکن ہو سکتی ہے۔“ عمران نے چائے کی چمکی پیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے خیال میں دنیا کا کوئی بھی پائلٹ اس پر تیار نہ ہوگا۔“ بلیک زیرو نے ہنست چاتے ہوئے کہا۔

”میں موجود ہوں ہر قسم کے خطرات مول لینے کے لئے۔ میں ذرا میرا چپک بھاری بنا دینا۔ اُنکا کہ کم از کم میں سیدھا ان کی ایک ماہ کی خواہ تو دے سکوں۔“ عمران نے مشکلتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس ٹپا۔

”لیکن عمران صاحب وہ علاقہ کبھی بھی طرح مسافر جہازوں کا دھڑ نہیں ہے پھر اس علاقے میں جہاز کیسے جاسکتا ہے اس طرح تو سارا معاملہ ہی مشکوک ہو جائے گا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”مسافر جہاز تو نہیں جاسکتا لیکن بین الاقوامی جغرافیائی سرورسے کرنے والوں کا قصور جہاز تو جاسکتا ہے اور ہماری ٹیم ویسے بھی بین الاقوامی نوعی ہی جاتے گی جب جو لیا۔ جو خوف اور جوتا بھی اس میں شامل ہوں گے اور پھر حکومت شومگراں کی طرف سے قصور ایازات ہماری موجود ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”سوچ لیجئے۔“ بلیک زیرو شاید ذہنی طور پر ابھی تک اس کے لئے تیار نہ ہو سکا تھا۔

”چائے ختم ہو گئی۔ اس لئے اب مزید تو سوچ ہی نہیں سکتا۔ اوکے تم ٹیم کو الٹ کر دو ہیں کا اخذات کے ساتھ ساتھ ایسے جہاز کا بھی

بند رہت کر لوں اور باقی تیاریاں بھی مکمل کر لوں پھر روانگی کا وقت دے دوں گا۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا پوری ٹیم ساتھ جائے گی؟" — بلیک زیرو نے پوچھا۔
 "نہیں۔ زیادہ ایشیائی ہوتے تو معاملہ مشکوک ہو سکتا ہے۔ اس لئے صرف کمپین تشکیل چوایا تو میر۔ اور صفدر کو ساتھ لے جاؤں گا۔ پورے اور جو ان کے ساتھ ساتھ مورچی بھی ساتھ ہوگی۔ اس طرح واقعی ایک بین الاقوامی ٹیم تشکیل پا جائے گی۔" — عمران نے کہا۔
 "اس مورچی کو ساتھ لے جانے کا مقصد؟" — بلیک زیرو نے

پوچھ کر پوچھا۔

"مورچی کو شرطِ قابل کی مخصوص زبان بھی آتی ہے اور وہ ان لوگوں کے متعلق ہم سب سے زیادہ جانتی ہے۔ میں اس سے یہ زبان بھی سیکھ لوں گا اور پھر جویب کو سیٹ رکھنے کے لئے بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا عمران صاحب کہ اس مضمین میں آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ بویا کو یہاں چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ باقی لمبروں کے ساتھ مل کر کوئی مسئلہ ہوا تو آسانی سے سنبھال لے گی۔" — بلیک زیرو نے کہا۔
 "نہیں۔ اس مضمین میں وقت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ کافی فوجیں غاصہ لگ جائے۔ اس صورت میں ہم دونوں کی دوا محکومت میں عدم موجودگی کی خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔" — عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا کیونکہ عمران کی بات واقعی درست تھی۔ عمران اٹھا اور پیچھے تیز تیز قدم اٹھاتا پیچھے رہنے کے بعد بیڑی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک اور بیلے سائز کا ایک خاصا جدید جہاز اس وقت شوگران کے علاقے شینگ کے اوپر خاصی بلندی پر ٹھہر رہا تھا۔ پائلٹ سیڈ پر عمران موجود تھا جب کہ بیوی گیٹر کے فرائض صفدر سر انجام دے رہا تھا۔ باقی سیٹیں پر جویا۔ مورچی۔ تنویر۔ کیپٹی شکیل۔ جوزف اور جوانا موجود تھے۔ جہاز پر بیٹنی الاقوامی جغرافیائی سروے شعبے کا مخصوص نشانہ لکھا۔ ٹورپر بنا ہوا تھا۔ اور جہاز کے اندر ایسے آلات بھی موجود تھے جس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ واقعی یہ ٹیم جغرافیائی سروے کرتی پھر رہی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی میک آپ میں نہ تھا۔ مورچی اور جویا کے درمیان شروع سے ہی گاڑھی چھین رہی تھی کیونکہ مورچی نے اپنی ذہانت سے جویا کی نفسیات سمجھ لی تھی۔ اس لئے اس نے اس کے سامنے عمران کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے ناپال میں اپنے منجیڑ کے قیدی پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ ظاہر ہے اس پر جویا نے مکمل طور پر مطمئن ہو

ہوتے جیسے کہا۔

”میرا مقدر ہی ایسا ہے کہ میری بات صفت ہارک کو سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ اگر یسین نہ آئے تو جویا سے پوچھ کہنے سالوں سے لے بھانسنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر اسے سمجھ میں آجاتی تو اب تک جہاز چلائی جیڑوں بھرا ہوا ہوتا۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔

”بھو اس صفت کو تو ہمیں بات کرنے کی تیز ہی نہیں دہی۔“ جویا نے انتہائی غصے سے کہنے میں کہا اور مورٹی جواب تک خاموش بیٹھی۔ عمران کی بات کا مطلب سوچ رہی تھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اوہ میں سمجھ گئی۔ میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ جیڑوں چلاؤں سے یا مطلب یا ہے آپ نے۔“ مورٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کو بھی“ حضور مبارک ہو۔ مہدی سے چھلنگ لگا دو اور جا رہو ہارے لے آؤ۔ مورٹی کی سمجھ میں بات آئی تھی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس بار مورٹی اور زیادہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ جب کہ جویا کے ہونٹ بڑی طرح جھنجھو گئے اور غصے کی شدت سے انگوٹھوں سے شرارے سے تلکے لگے۔

”پھر وہی بھو اس یہ تم مردوں کو کیا مصیبت ہے۔ جہاں کوئی صورت نظر آئی اور قہاری رمال چکھنے لگی۔“ جویا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”مارے مرد نہیں ہیں۔ میں تو پائلٹ ہوں۔ لیکن ایک بات دوسرے خیال میں جہاز میں بیٹھنے کے بعد سے اب تک تو ہمیں کوئی ٹورٹ

غری نہیں آئی پھر رمال دھچکدی کیسے ٹپک سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

بانا تھا۔ ویسے بھی عمران نے روانگی سے پہلے مورٹی کا اصل تعارف کروا دیا تھا کہ مورٹی ٹاپال سیکورٹ سروس کی رکن ہے اور ٹاپال سیکورٹ سروس نے اس کے ذریعے اس اہم مشن کے بارے میں تفصیلات ان تک پہنچائی ہیں۔ عمران نے اس آڈے کے بارے میں بھی تفصیلات بتادی تھیں تاکہ اس اہم مشن کے دوران ہر نمبر اپنے طور پر پوری طرح چکر لگا رہے۔ ان کا جہاز ساؤتھ آسٹریلیا سے اڑا تھا اور اب تک مسلا چھ گھنٹے کی پرواز کے بعد وہ یہاں تک پہنچے تھے ابھی ہیں جگہ انہوں جانا تھا وہاں تک ایک گھنٹے کی پرواز باقی تھی۔

”عمران صاحب اس علاقے میں کوئی ایر پورٹ تو ہے نہیں۔ پھر یہ جہاز آپ کہاں اتاریں گے۔“ مورٹی نے اچانک عمران سے غلبہ ہو کر پوچھا اور اس کی بات سن کر واقعی سب چونک پڑے کیونکہ اب تک انہوں نے اس پہلو پر تو غور ہی نہ کیا تھا۔

”ایئر پورٹ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لینڈ پورٹ ہی کافی ہے۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔

”لینڈ پورٹ وہ کیا ہوتا ہے۔“ مورٹی نے چونک کر پوچھا۔

”ایئر پورٹ تو جا رہے خلائی جہازوں کے لیے ہی بناتے جاتے ہوں گے تاکہ وہ ہوائیں پورٹ کر سکیں۔ یہ خلائی جہاز تو زمین سے لینڈ پورٹ یعنی زمین پورٹ پر ہی لینڈ کرے گا۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور مورٹی کا چہرہ درحقیقت سوائیڈا بن گیا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھ نہیں آپ کی بات۔“ مورٹی نے حیرا

”تو کیا ہم دونوں ہمیں چڑھیں نظر آتی ہیں“ — جولیا نے بڑی طرا
جھجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے تم عورتیں ہو۔ لالوں ولا قوتہ۔ میں اب تک تمہیں ڈر گیا
سمجھ رہا۔ میرا خیال ہے اب تجھے اپنی نگاہ چیک کرانی ہی پڑے
گی کہ پھیلی ہوئی چیزیں سکڑتی ہوئی نظر آنے لگ گئی ہیں۔“
عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور اس بار مورقی کے ساتھ ساتھ
مضمر اور کپٹن شکیل کا بھی توتہہ نکل گیا۔

”بس اسے بکواس کرنی ہی آتی ہے۔ زبان اس طرح چلتی ہے کہ
میرٹھ کی چیغی بھی شراب جانتے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”مال اس وقت پیچتی ہے جناب تنویر صاحب جب وہ ساڑ
ہو۔ جب چیل رہی ہو تو پچنے کا بچاری مال کو موقع ہی نہیں ملتا۔
عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تنویر صاحب تو انتہائی خریف اور باوقار آدمی ہیں۔ آپ خولہؔ
ان پر الزام تراشی نہ کیا کریں۔“ اس بار موندتی تے تنویر کی حمایت
کرتے ہوئے کہا۔

”بہوئی کمال ہے۔ اب تمہاری بھی نگاہ ٹھٹھ کرانی پڑے گی
تمہیں یہ آدمی نظر آ رہا ہے۔ حد ہو گئی۔“ عمران نے کہا اور جا
ایک بار پھر تہمتوں سے گونج اٹھا۔

”مضمر صاحب۔ اسے سمجھالیں پھر آپ گلہ کریں گے۔ اگر اس
بکواس اسی طرح جاری رہی تو میں اسے ٹوٹی مار دوں گا۔“ تنویر
نے بڑی طرح جھڑپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ کو کئی بار سمجھا یا ہے کہ بائس کے بارے میں سوچیں کچھ
کربات کیا کریں سرٹ تنویر۔“ یککھٹ پچھل سیدٹ پر خاموش بیٹھے
ہوئے جوزف نے غراتے سوتے کہا۔

”اور میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ میرے منہ مدت لگا کر۔“
تنویر نے پلٹ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور جوزف یککھٹ ایک
جھٹکے سے گھڑا ہو گیا۔

”بیٹھ جاؤ جوزف۔“ یککھٹ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو
جوزف بس کا بھرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا
ایک ہٹکے سے واپس اپنی سیدٹ پر بیٹھ گیا۔

”تنویر تم اب خاموش رہو گے کچھ میں غصے کے دوران اس قسم
کی تلخی پسند نہیں کرتی۔“ جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

”لیکن میں جولیا۔ اب اس عمران کو بھی سمجھالیں یہ میرے متعلق بات جا
کیوں کرتا ہے کیا کپٹن شکیل اور مضمرؔ کے جہز نہیں ہیں ان کے
متعلق ایسی بات کیوں نہیں کرتا۔“ تنویر نے بڑی طرح جھلاتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

”کپٹن شکیل اور مضمرؔ تو بچا ارے بے ضرر سے لوگ ہیں انڈیا
کی گاتے کی طرح سیدھے سادے۔“ عمران نے ٹسکتے ہوئے کہا۔

”تم بھی خاموش رہو عمران۔ میں تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں
دے سکتی کہ تم ہر وقت تنویر کا مذاق اڑاتے رہو۔“ جولیا نے
کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کا سخت

زیادہ اونچائی پر ہی کام کر رہے ہیں۔ کم بلندی سے اگر چھلانگ لگائی جائے تو جب تک پیراشوٹ کھلے گا آپ زمین پر استراحت فرما رہے ہوں گے۔“ عمران نے غصہ بناتے ہوئے کہا اور مصدّر اس بار واقعی ہینپ گیا۔

”اوہ واقعی چلے اس بات کا تو خیال ہی نہ آیا تھا لیکن عمران صاحب جبرائیلی سروے والا جہاز بھی تو خراب ہو سکتا ہے۔“ مصدّر نے جھنجھٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر تو یہ ہوا میں یکھوت پھٹ جائے گا۔ پھر تو چاہے پیراشوٹ ہوں یا نہ ہوں بات ایک ہی ہے کیونکہ ان کے استعمال کی قیمت ہی نہ اُسنے کی لیکن اگر ایسی خرابی ہو جس میں کچھ دیر جہاز نہ اُڑتا رہے تو پھر اسے کہیں پر اُتانا جا سکتا ہے۔ یہ جہاز سرک متبجی چڑھائی پر بھی اُتر جاتا ہے۔“ عمران نے کہا اور مصدّر نے سر ہلا دیا۔

”لیکن تم اسے یہاں کہاں اُتارو گے۔ یہاں تو کوئی سرک نہیں ہے۔“ جویا نے کہا۔

”کوئی بات نہیں میں اسے کسی درخت کی چوٹی پر اُتار دوں گا۔ یا کبھی پہاڑی چٹان پر۔ اُتارنا ہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اگر ٹرانسپورٹ پہلی کا پٹر استعمال کیا جاتا تو زیادہ بہتر نہ تھا۔“ کپٹن شکیل نے کہا۔

”جتنا فاصلہ یہ جہاز طے کر آیا ہے اتنا فاصلہ پہلی کا پٹر تو مسلسل طے کر سکتا تھا۔“ عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے بھی سر ہلا دیا۔

”وہ شرط قیائل کی حدود ابھی کتنی دور ہے۔“ سونٹی نے پوچھا۔

جھنجھلایا ہوا سا چہرہ جویا کی یہ بات سُن کر ٹھنکت نمار مل ہو گیا۔

”ٹھیک ہے ٹائم ٹھیل بنا کر دے دو۔“ عمران نے بڑے مصمم لہجے میں کہا۔

”ٹائم ٹھیل۔ کس کا ٹائم ٹھیل۔“ جویا نے حیران ہو کر کہا۔

”تمویر سے مذاق کرنے کا خود تو کہہ رہی ہو کہ ہر وقت اجازت نہیں دے سکتی۔“ عمران نے اسی طرح مصمم لہجے میں کہا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔“ جویا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اُجاؤں گا۔ بلکہ سر کے بل آؤں گا۔ تم اجازت تو دو۔“ عمران نے کہا اور اس بار جویا۔ یکھوت ہینپ کی گئی اور سونٹی کھڑا کر جویا کو دیکھنے لگی۔

”عمران صاحب۔ جب ادھر جنگلات اور پہاڑیاں ہیں تو ہم جہاز سے نیچے کیسے اتریں گے۔ کیا پیراشوٹوں کے ساتھ۔“ مصدّر نے مضموناً بدنے کی نظر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”پیراشوٹ ہیں تمہارے پاس۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ واقعی پیراشوٹ تو ہیں نہیں۔ کیا مطلب جہاز میں پیراشوٹ کیوں موجود نہیں ہیں۔“ مصدّر نے بڑی طعنہ چڑھتے ہوئے کہا اور مصدّر نے ایک کیپٹن شکیل، تمویر اور جویا سمیت سب چونک پڑے۔ البتہ جو زلف اور جواہر بدستور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں اس بات کی کوئی پروا ہی نہ ہو۔

”مشرانڈیاں کی گائے۔ یہ جھڑپائی سروے کرنے والا شخص جہاز ہے اس لئے یہ زیادہ اونچائی پر پہنچا نہیں کر سکتا اور پیراشوٹ صرف

یہ تو شریہ قبائل سے ہی پلچتا پڑے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مورتی ہونٹ پیچ کر خاموش ہو گئی۔

”کیا ان اڈے والوں کو ہماری آمد کا علم نہ ہوگا۔“ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”بہرحال چکا ہو گا اور وہ اس قبائل کے لئے پھولوں کے گیش تیار کرنے اور بیڑا بنانے کے انتظامات میں مصروف ہوں گے۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ جہاز پر فائر کھول دیں گے۔“ جولیا نے بڑی حرج پوچھتے ہوئے کہا۔

”وہ جہاز بد بھی فائر کر سکتے ہیں۔ تم سے قائم پیل تیار کرانے کے تو پابند نہیں ہیں۔“ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے تم آج عرصے کیوں چبا رہے ہو۔ ہر بات کا جواب طنزیہ انداز میں دے رہے ہو۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اُس نے جس جولیا کہ تم لوگ اس مشن کو جیتا آسان سمجھ رہے ہو یہ آٹا آسان نہیں ہے۔ ہم کلک منانے نہیں جا رہے۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ ہم کلک منانے جا رہے ہیں۔“ جولیا نے تھکاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”تم لوگ باتیں ہی ایسی کر رہے ہو۔ یہ تو وقت کھرچنے کا ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں جہاز آسانی سے اُتارنا جاسکے

ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ اس پلانٹ کے مد نظر اڈے والے بھی مطمئن ہوں گے کہ ہم لوگ لاڈلا آگے نکل جائیں گے ورنہ وہ اب تک ہم پر کوئی نہ کوئی مداخلت فائر کر چکے ہوتے۔ یہاں انہیں کس نے پلچنا ہے۔ اس لئے میں نے اس بار جو فیصلہ کیا ہے اس میں زندہ رہنے کا چانس بے حد کم ہے۔“

جولیا نے اپنا کمرش لینڈنگ کرنی پڑے گی تاکہ اس سے پہلے کہ وہ لوگ کچھ بھیجیں جہاز زمین پر پہنچ چکا ہو۔ اس طرح بخار جہاز تیار ہونے سے بچ جائے گا۔ اور اگر اس جگہ پر کمرش لینڈنگ کرنے کے بعد ہم زندہ بچ گئے تو پھر انہیں مطمئن کیا جاسکتا ہے کہ ہم واقعی بین الاقوامی سروے کے لوگ ہیں اور جہاز کی اپنا ٹکنڈا کی وجہ سے ہمیں قبوڑا یہاں اُترنا پڑا ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ تو صریحاً خود کشی ہے۔ یہاں کمرش لینڈنگ کے بعد تو ہم کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکیں گے۔“ مورتی نے بڑی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں اس طرح مرجانے والوں کو شہید کہا جاتا ہے اور شہید زندہ ہوتے ہیں۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔

”جس جولیا کیا جو کچھ عمران صاحب کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔“ مورتی واقعی عمران کی بات سن کر کمرش طرح گھبرائی تھی۔

”خاطر ہے عمران غلط بات تو نہیں کر سکتا۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”لیکن یہ تو خود کشی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے یہ کام کرنا تھا تو مجھے کیوں ساتھ شامل کر لیا۔“ مورتی نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

ہیں میں مر جاؤں گی یہاں تو کوئی چائیں میں۔ جہاز نیچے اُترے گی پھٹ جائے گا۔“ مورتی نے کہا۔

”بس مورتی۔ جو صدر کریسی کیٹ سروس تو ہے ہی موت زندگی کا کھیل اور آپ تو سیکرٹ سروس کی رکن ہیں۔“ صدر نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”مہم لم۔ میں نے ایسی سیکرٹ سروس کبھی نہیں دیکھی جو اس طرح خود ہی موت کے منہ میں پھلانگ لگا دے۔“ مورتی نے چیختے ہوئے کہا۔

”جوزف۔“ یکلخت عمران نے عزتے ہوئے کہا۔

”میں باس۔“ جوزف نے ایک پھٹکے سے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”بس مورتی کو اٹھا کر جہاز سے باہر پھینک دو تجھے بزدلوں سے

شدید نفرت ہے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔“ عمران نے انتہائی

سرد لہجے میں کہا۔

”میں باس۔“ جوزف نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور

یکلخت وہ بس مورتی پر جھپٹ پڑا۔ مورتی کے حلق سے چیخیں نکلتی گئیں

وہ بڑی طرح ہاتھ پیر مارنے لگی۔

”مت پھینکو میں اب کچھ نہیں کہوں گی۔“ مورتی نے بڑی

طرح چیختے ہوئے کہا۔

”جوزف۔“ چنگھے ہٹ جاتی۔ میں ذمہ دار ہوں اب یہ نہیں کہہ سکتے

گی۔“ جولیانے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے حمزف بیٹھ جاؤ۔“ عمران نے کہا اور جوزف خاموشی

”بس مورتی آپ مطمئن رہیں۔ عمران کی صرف زبان ہی غلط چلتی ہے دماغ اور ہاتھ غلط نہیں چلتے۔ اگر اس نے یہ فیصلہ کیا ہے تو خاہر ہے سوچا کچھ کر کیا ہوگا۔ ویسے بھی موت تو ایک دن آتی ہی ہے۔ وہاں پاکشیا اور تپال میں نہ ہی یہاں تپات میں ہی بھی۔“ منویر نے کہا اور مورتی حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگی۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ تم بھی عمران کی حمایت کرنے لگے۔

”بس مورتی۔ اگر آپ مرنے سے ڈرتی ہیں تو میں جہاز کو نیچے لے جا کر جوزف کو کہہ دوں گا کہ وہ آپ کو اٹھا کر کسی نرم جگہ پر پھینک دے گا۔ میں صرف ہڈیاں توٹیں گی۔ زندہ آپ بہر حال رہیں گی۔“ عمران نے شکلاتے ہوئے کہا۔

”بہنیں نہیں یہ ظلم ہے۔ یہ زیادتی ہے۔ پلیز جہاز واپس لے چلو میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔“ مورتی نے بڑی طرح تجھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور جسم موت کے خوف سے کانپنے لگ گیا تھا۔

”ارے ارے اگر صرف موت کے تصور سے اتنا خوف کر رہا ہے تو موت کے وقت کیا حال ہوگا۔“ عمران نے طنز پر لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ سب یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ مورتی نے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر بڑی طرح رونا شروع کر دیا۔

”ارے ارے مورتی رو کیوں رہی ہو۔ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ فکر نہ کرو جہان بھی لینڈ کر جائے گا اور ہم میں سے کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔“ جولیانے اُسے پکڑ کر گلے سے لگا کر ہتھکڑی دیتے ہوئے کہا۔

جھٹکا کھایا۔ وہ ذرا اوپر کو اٹھا لیکن اس وقت خوفناک گھر مگر سیٹ
کی آواز جہاز کے چٹنے جھٹنے سے سنا دی اور اس کے ساتھ ہی ایک
خوفناک اور کان بھاڑ دھماکا ہوا۔ اور وہ سب اپنی ہی موت نصیب
اپنے بلکے بے اختیار ان کے جسم موت کے بیٹوں میں ڈوب گئے۔ مورقی
کے حلق سے طویل جرح نکلی لیکن دوسرے لمحے فضا یکلخت پُر سکون ہو
گئی اور زمین پر رنگ دکھا کر دوڑتا ہوا جہاز رگ گیا۔

”بس مورقی کا پتہ کرو وہ تباہات کی جگہ تباہت میں تو نہیں پہنچ
گئی۔“ عمران کی شک کا قیاس ہی نہ تھا، موتی اٹھتا ہی اس کی آواز سنا دی۔ اور
مورقی یکلخت ہو کھاتے ہوئے انداز میں سیدھی ہوئی اور حیرت سے
ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار لمحے لمحے سانس
بیتے لگے۔ ان کے پیروں تلے سے جہاز کی باڑی تقریباً غائب ہو چکی
تھی اور انہیں ایسے شوشس ہو رہا تھا جیسے وہ صرف زمین پر کھڑے ہوں۔
”کیا۔ کیا مطلب ہم زندہ ہیں کیونچہ سلامت ہیں۔“ مورقی نے
یکلخت شہرت بھرے انداز میں چیخ مارتے ہوئے کہا۔

”بس مورقی جب آدمی موت سے ڈرتے تو موت جھپٹ لیتی ہے
لیکن جب وہ خود موت پر چھٹنے لگے تو پھر موت اس سے بھاگتی
ہے۔“ عمران نے شک کرتے ہوئے کہا اور اپنی بیلٹ کھول کر اٹھ
کھڑا ہوا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے اس
خوفناک کرش لیڈنگ کے باوجود بالکل صمیم سلامت زندہ لگ جاتے
یہ شرط شہرت سے جگمگا اٹھے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئے اور پھر

سے پیچھے سیٹ کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔
”مورقی اب جولیہ کے ساتھ لگی آٹکلیں بند کئے خاموش بیٹھی ہوئی تھی
لیکن اس کا چہرہ ہلکی سی طرح زرد پڑا ہوا تھا۔
”اپنی بیٹائیں باندھ لو۔ ہم شہر پہنچنے کی حدود میں پہنچنے والے ہیں
اور میں کسی بھی جگہ کرش لیڈنگ کروں گا جلدی کرو۔“ عمران نے
یکلخت تیز لہجے میں کہا اور سب چونکا ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے
تیزی سے اپنی بیلٹیں باندھنی شروع کر دیں۔

”بیلٹ باندھ لو مورقی اور بالکل بے فکر ہو۔ ہم سب بحیرت
رہیں گے۔ عمران جیسے تو پہاڑ کی چوٹی پر جہاز بحیرت اتار رکھا ہے۔“
جولیہ نے مورقی کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا اور مورقی نے جلدی سے
بیلٹ باندھ لی اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے
اور نیچے کی طرف جھک گئی۔ اس کا چہرہ تباہ تھا کہ وہ اب ذہنی
طور پر مرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔

یکلخت جہاز نیچے کی طرف جھکا اور پھر تیزی سے جھکا ہی چلا گیا۔
یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ٹوک کی بل پوری رفتار سے چٹانوں سے جا
ٹکرائے گا۔ جولیہ سمیت سب لوگوں کے چہرے اس قدر سخت دکھائی
دے رہے تھے جیسے پتھر کے پتے ہوتے ہوں۔ جوزف بار بار اپنے
سینے پر صلیب کا نشان بتا رہا تھا۔ عمران کی نظریں دھڑک سکیں سے
چھپکی ہوئی تھیں اور جہاز مسلسل نیچے گرتا جا رہا تھا۔ جہاز کے اس طرح
تیزی سے نیچے گرنے سے ان سب کو یوں شوش ہو رہا تھا جیسے ان
سب کی آنکھیں ان کے حلق میں آ کر بیچیں۔ دوسرے لمحے جہاز نے ایک

ہو جاتے۔ ہم بھی کہیں گے کہ کریش لینڈنگ کے اصول کے مطابق پڑھوں
ہیں گے انا پڑھا۔ دوسری بات یہ کہ جہاز کی باڈی کے نیچے اور انجن والے
حصے کے گرد ایسا کیمین خصوصی طور پر لگوا دیا گیا تھا کہ رگڑ اور مزب
کے باوجود آگ کو پیدا نہیں ہونے دیتا کیونکہ آگ لگ جانے کے بعد
مذوقاتی سیریس ہوتا۔ میں تو خیر نکلیں ہی جاتا لیکن مِس مودتی کو کون
نکلاتا۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سب نے سر ہلا دیا۔
اُسی لمحے انہیں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور وہ
سب چونک پڑے۔

”بلدی کرو جوزف اور جونا جہاز سے سامان نکال کر اپنے کاندھوں
پر لادو۔ کچھ لوگ آکر رہے ہیں۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوزف
اور جونا دوبارہ جہاز کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد وہ کیڑوں کے
پڑے پڑے تھیلے اپنی نشت پر لادے باہر آ گئے۔ ان تھیلوں میں بٹا ہر
تو جزائیشیل سروے کے آلات اور مختلف کاغذات بھرے ہوئے تھے۔
لیکن دراصل ان کے خفیہ خاؤں میں عمران نے خفیہ طور پر اسلحہ
بھر رکھا تھا۔

”میں ان سے بات کروں گی۔“ مِس مودتی نے چونک کر کہا۔
”نہیں تم خاموش رہو گی۔ تجھے اب شرپازاں کا کافی اگٹ ہے۔ تیر
خود بات کروں گا۔۔۔“ عمران نے اُسے سخت لہجے میں روکتے جیسے
کہا اور پھر مودتی سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز میں اب کافی قریب سے سنائی دینے لگی
تھیں۔ پہاڑی علاقے کی وجہ سے گھوڑے نیچے اتر اور اوپر چڑھتے

مورتی تو ایک طرف تقریباً سارے ہی سامنے انتہائی سیرت بھرے انداز
میں جہاز کی حالت دیکھ رہے تھے۔ جہاز کا اگلا انجن والا حصہ بڑی
طرح ٹوٹ بھوٹ کرتا ہوا چٹکتا۔ یوں لگتا تھا جیسے جہاز کسی پتھان
سے پوری رفتار سے دوڑتا ہوا ٹکرایا گیا ہو۔ نیچے کا حصہ خوفناک رنگ
کی وجہ سے غائب ہو چکا تھا اور جہاز پانچ لکھ زمین کے ساتھ چپکا کھڑا
”اوہ اوہ! بھئیہ بیہوں کے کریش لینڈنگ۔“ اسس بار مورتی کا
علق سے بڑی طرح چیخ نکلی گئی۔

”اگر میں پیہیہ کھوں دیتا تو پھر کریش لینڈنگ کی ضرورت ہی کیا ہوتی
اور انجن اس لئے تیار کر دیا تاکہ وہ لوگ کہیں چپکنگ نہ کریں کہ ان
میں واقعی خرابی ہوئی بھی تھی یا نہیں۔ اب یہ چپکنگ نہ ہو سکے گی اور
پیہیہ بھی نہ کھل سکے اس لئے جیوڑا ایسا بیک لیا پڑا۔ اب یہ اللہ کا
کرم ہے کہ اس نے منجھوہ دکھا دیا اور ہم زندہ اور صحت سلامت
آ گئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کم از کم میں اس قدر خوفناک لینڈنگ کا تصور بھی نہ کر سکتا۔ یہ علم
صاحب آپ کا ہی کام ہے۔“ صدر نے بے اختیار ہمو کر کہا۔

”لیکن اس قدر خوفناک رگڑ اور پھیر انجن کے تیار ہو جانے کے بعد
جہاز میں آگ کیوں نہیں لگی۔“ کپٹن کی شکایتیں نے کہا۔ اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ چاہے تو آگ کو گھنڈا رکھی بنا سکتا۔
اور چاہے تو لگتے بھی نہ دے۔ بہر حال اصل بات یہ ہے کہ میں نے
ٹینکوں میں پٹرول ہی اتنا رکھوایا تھا کہ یہاں تک پہنچتے ہوئے تقریباً

منظرب دکھائی دے رہی تھی۔ وہ لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے
گرد و دھارے کی صورت میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دور
داہستہ آہستہ آگے بڑھا۔
”کون ہو تم؟“ ناوا نے انگریزی زبان میں پوچھا اور عمران

لٹکا دیا۔
”ہمارا تعلق اقوام متحدہ کے جغرافیائی سروے ڈیپارٹمنٹ سے
ہے۔ ہمارے جہاز میں اچانک خرابی ہو گئی۔ انجن فیل ہو گئے اور بجلی
بام ہو گئی۔ اس لئے تجویز ہمیں بغیر پیہلوں کے کریش لینڈنگ کرنی پڑی
درجہ کوئی معجزہ ہی ہوا کہ ہم زندہ سلامت بچ گئے۔ آپ کون صاحب
ہیں؟“ عمران نے بھی انگریزی میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

”ہوں۔ واقعی یہ معجزہ ہے کہ تم صبح سلامت کھڑے ہو۔ ورنہ جس
طرح یہ جہاز تباہ ہوا ہے تھمادی لاشیں بھی نہ ملنی چاہیے تھیں لیکن ہم
وہاں پہنچا نہیں دے سکتے کیونکہ تم شربا غلاتے میں ہو اور شربا اپنے
مٹنے میں کسی اجنبی کی موجودگی برداشت نہیں کرتے“ اس ناوا نے
بڑا اور تلخ لہجہ میں کہا۔

”ہم میں سے چار کا تعلق ایشیا سے ہے اور ہم اس علاقے کے
ہستے والے ہیں جہاں ہما تمباکھ نے گیان حاصل کیا۔ ہم نے وہ زیارت
لو ہوئی ہیں اور ہم ہما تمباکھ کی تعلیمات سے واقف ہیں۔ ہما تمباکھ
کے ماننے والے کبھی کسی پریشان حال آدمی کو پناہ دینے سے انکار نہیں
کر سکتے“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ہما تمباکھ کا ایک اشوک

تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی
بعد سامنے والی پہاڑی کی چٹان پر ایک گھڑ سوار نمودار ہوا۔ وہ
قد کا آدمی تھا۔ اس نے سرخ رنگ کا جھنڈا پہنا ہوا تھا۔ اس کے
موردوں کی طرف لیے لیے بال اس کے شانوں پر لٹک رہے تھے۔
کے اندر اس نے پتلون قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین
تھی اور اس کا میگزین اس کے سینے پر بلیٹ کی صورت میں بندہ
ہوا تھا۔ وہ کافی لمبے چوڑے اور ٹھوس جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا
چہرے پر بے پناہ سختی اور درشتی تھی۔ وہ بڑے نورسے جہاز اور
اند اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے پانچ اور گھوڑ سوار
اس کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنز
لیکن انہوں نے عام پتلون اور قمیض پہن رکھی تھیں۔ ان میں سے
کسی نے چوڑا نہ پہنا ہوا تھا۔
”یہ جھنڈے والا ناوا ہے۔ سرخ چوڑا ناوا کی نشانی ہے۔“

نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں جیسے معلوم ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی
وہ چہ کے چہ گھوڑ سوار یکلخت پیچھے اور عجیب عجیب آوازیں
ہوئے گھوڑے دوڑاتے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ اب قوس کی
میں ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی مشین گنز ان
طرف اٹھائی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ کسی بھی لمحے ان
گھوڑوں کی بوتھاڑ کر دیں گے لیکن چونکہ عمران اطمینان سے کھڑا تھا
لئے باقی ساتھی بھی اطمینان سے کھڑے تھے البتہ موردی بڑی طرز

دیا جس میں کہا گیا تھا کہ جب کوئی قبیلہ مغلوں، انہیوں، مسافروں اور پریشان حال ان لوگوں کو پناہ دیتا ہے تو آسمانی باپ ان پر انجیل کے حقوق کا نزول کرتا ہے۔

”اوہ۔ اوہ تم جہاں تمہارے شلوک جانتے ہو اور پڑھ بھی سکتے ہو۔ تم ان کے گلیان والے علاقے سے تعلق رکھتے ہو جو تو تمہارے لئے مقدس ہو۔ ہم انہیں سلام کرتے ہیں اور پناہ دیتے ہیں کیونکہ صرف ان کو جن کا تعلق جہاں تمہارے علاقے سے ہے۔“ ناوانے چونکہ کر کہا۔

”جہاں تمہارے انہیوں کو بھی پناہ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ جب کوئی انہی جہاں تمہارے ماننے والوں کی پناہ میں آتا ہے تو وہ ان کے شلوک کو دیکھ کر جہاں تمہاری عظمت کو سمجھنے لگتا ہے اور اس طرح اس کے جا میں وہ آگ میں اٹھتی ہے جو اسے کسی بھی وقت جہاں تمہارے چرنوں میں لے جاسکتی ہے۔“ مگر ان نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ تم تو مقدس لاموں میں رہتے ہو۔“ ٹھیک میں بطور ناوا سارے شرپا قباصل کی طرف سے ہمیں پناہ دینا ہوں۔“ ناوانے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ وہ وہ گھوڑے سے اتر گیا۔ اس کے گھوڑے سے اترتے ہی اس کے سارے ساتھی بھی گھوڑے سے اتر آئے۔ لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ یقیناً وہ انگیزی نہ جانتے تھے اس لئے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ آختر ناوا ان لوگوں کو ہلاک کر دینے کا حکم دینے کی بجائے ان کا احترام کیوں کر کر رہا ہے۔

”سُو یہ مقدس لاموں کی طرح ہمارا کے غلام ہیں اس لئے میں نے انہیں تمام شرپا قباصل کی طرف سے پناہ دے دی ہے۔ ناوا اور فوراً سب سے بڑی حویلی ان کے لئے خالی کراؤ اور ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کراؤ۔ میں انہیں نے کر رہا ہوں۔“ ناوانے یلکھت چمکتے ہوئے شرپا زبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے تمام ساتھیوں نے مرجھائے اور جبرون مڑ کر بجلی کی سی تیزی سے گھوڑوں پر چڑھے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے واپس پہاڑیوں میں غائب ہوئے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازوں کا کافی دیر تک سنائی دیتی رہیں پھر مدھم مدھم ہوتے ہوئے ختم ہو گئیں۔

”میرا نام پامو ہے اور میں ناوا اشتگو ہوں۔ سارے شرپا قباصل اور سارے جنگجوؤں کا حافظہ اعلیٰ۔ یہاں میرا حکم جلتا ہے۔“ ناوا اشتگو نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب میں اپنا در اپنے ساتھیوں کا تعارف کرا دیا۔ اس نے سب کے نام اصل بتائے تھے۔

”اوہ تم واقعی بین الاقوامی گروپ ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔“ ناوا ٹھونے کہا اور اچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ عمران اس کے ساتھی اس کے پیچھے پیدل چلتے گئے۔

”ناوا اشتگو تم نے یہ انگیزی زبان کہاں سے سیکھی ہے۔“ عمران گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

”تم شاید سمجھ رہے ہو کہ میں کبھی ہندو دنیا میں نہیں گیا۔ تمہیں یہ مار حیرت ہوگی کہ میرا باپ یہاں کا ناوا اشتگو تھا۔ اس کا ایک پادری

”ہم نے آج تک شراب کے متعلق سنا اور پڑھا تو بہت کچھ تھا لیکن آج ہم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم لوگ خوش قسمت ہو کہ میں نے تمہیں پناہ دے دی ہے ورنہ تو ہم انہیں کو مار ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم لوگوں نے یہاں کوئی ایسی حرکت کی جو ہمارے رواج کے خلاف ہو تو پھر ہم ایک لمحے میں تمہیں مار ڈالیں گے اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے رواج کے مطابق پناہ صرف تین دن کے لئے ہوتی ہے۔ تین دن بعد تمہیں جانا ہوگا۔“ پامو نے اس بار سخت ہلچلے میں کہا۔

”تھیک ہے نہیں کیا ضرورت ہے تمہارے رواجوں میں مداخلت کرنے کی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گھول کے حدود میں داخل ہو گئے اور وہاں گاؤں کے تمام مرد اور عورتیں ان کے گرد اکٹھے ہو گئے اور وہ سب حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ شاید زندگی میں پہلی بار وہ اجنبی افراد کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے ان کی آنکھوں اور پیروں پر عجیب سا غور کیا اور حیرت کے تاثرات پھاتے ہوئے تھے۔ ناؤ شتگو نے اونچی آواز میں انہیں پناہ دینے کی بات کی اور پھر وہ انہیں سے جوتے ایک بڑی سی مورتی میں پہنچ گیا جس کے ایک طرف جوتے چھوٹے چھوٹے جوتے کی صورت میں پہنے ہوئے تھے۔

”ہمارے ہاں رواج ہے کہ ایک آدمی سے زیادہ کسی کمرے میں نہیں رہتا بشرطیکہ کوئی جوڑا نہ ہو۔ تم میں دو عورتیں بھی موجود ہیں۔

دوست بن گیا۔ وہ بھی اس طرح راستہ بھول کر ادھر اٹھکا تھا چونکہ اُسے رواج کے مطابق تین دن تک پناہ دے سکتے تھے۔ اس نے تین دن وہ میرے باپ کی پناہ میں رہا۔ وہ بہت اچھا اور نیک آدمی تھا۔ اس نے میرے باپ کو کہا کہ پامو کو میرے ساتھ ہندو دنیا میں بھیج دو۔ میں اسے تعلیم دلا دوں گا اور اچھی چھٹی باتیں سکھا دوں گا اور اس نے اپنے مقدس باپ کا حلف دیا کہ وہ مجھے اپنے مذہب پر نہ لائے گا چنانچہ میرا باپ راضی ہو گیا اور میں انہیں میں بنی اس کے ساتھ چلا گیا اور پھر میں نے گریٹ لینڈ میں تعلیم حاصل کی۔ اور کے بعد میں واپس آگیا اور جب میرا باپ مر گیا تو رواج کے مطابق میں ناوا شتگو بن گیا۔“ پامو نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلایا وہ اب ساری بات سمجھ گیا تھا کہ روسیائیوں اور کافرستانوں نے اسے کوئی بڑا لالچ دے کر اسے اپنے ساتھ بلایا ہوگا ورنہ یہاں مقامی رہنے والا ناوا شتگو کبھی اپنے رواج سے بغاوت نہ کرتا۔ انہیں کبھی طرح بھی جنگ میں داخل نہ ہونے دیتا۔

اونچی نیچی چٹانوں سے اترتے ہوئے انہیں تھوڑی سی دیر گزر گئی کہ دور سے انہیں ہر طرف تنگ اور ایک دوسرے سے بالکل ہوتے پتھروں کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکانات کا طویل بند نظر آنے لگا۔

”یہ چاکو گاؤں ہے۔ شراب علاقے کا سب سے بڑا گاؤں۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں تو بہت دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔“ پامو نے اس گاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے

یہ قسم میں سے کسی کی بیویاں تو نہیں۔“ ناواشنگو نے عملی میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”نہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو ناواشنگو نے سر ہلا دیا اور پھر انہیں ایک ایک کمرہ دے دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہر کمرے میں کھانا پہنچا دیا گیا۔

”ہم یہاں سیر کرنا چاہتے ہیں کیا ہمیں اس کی اجازت مل جائے گی۔“ عمران نے ناواشنگو کے ملازم سے اشاروں میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ ان پر یہ ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان کی زبان جانتا ہے ملازم نے اسی انداز میں انکار میں سر ہلا دیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران خاموشی سے زمین پر بیٹھے ہوئے گھاس پر لیٹ گیا۔ اس کے منہ کا ایک مہلکہ بخیر و خوبی طے ہو گیا تھا۔ اس نے وہ ڈا پر لیٹ کر اب آئندہ مرنے کے بارے میں سوچ بچار کر رہا تھا لیکن پھر غجائے میوں اُسے یکھت گہری نیند کا خمار سا خمیہ پر چھانا ہوا قوسر ہوا۔ اور اُس نے بھی سمجھا کہ کرٹش لینڈنگ کی وجہ سے چونکہ اس کے اعصاب پر بے پناہ دباؤ پڑا تھا اس لئے اُسے نیند آ رہی ہے اس نے اپنے ذہن کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے وہ گہری نیند سوچکا تھا۔

ایک بڑے سے کمرے کے اندر دفتری میز کے نیچے ایک موسیٰ کرسی پر بیٹھا کسی غافل کے مٹانے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور وہ موسیٰ کرسی پر جھٹک پڑا۔

”میں کم ہاں۔“ اس نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک موسیٰ کرسی پر فوجی اندر داخل ہوا۔

”کیا بات سناؤں کیوں آئے ہو۔“ اخیر عمر نے ہتھیاری سخت لہجے میں پوچھا۔

”ہاں ایک اہم اطلاع دینی تھی۔“ فوجیوں کا نام نارف تھا نے بڑے سادہ دہانے میں کہا۔

”اہم اطلاع کیا مطلب۔ کہیں اطلاع۔“ ہاس نے چونک کر پوچھا۔

”ہاس آلات نے ایک چھوٹے جہاز کو شریا گاؤں سے کچھ دور فضا میں کم بندی پر پرواز کرتے ہوئے چبک کید جہاز پر بین الاقوامی خرابی

”یہ بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی باس۔“ ناروف نے جواب دیا۔
 ”اس نانا شنگو کو فوری کال کرو تاکہ اس سے تفصیل معلوم کی جاسکے۔“
 باس نے کہا۔

”باس فوری طور پر تو ایسا نامکن ہے۔ کیونکہ ہم میں سے تو کوئی جا نہیں سکتا اور کہہ سکتا تو کوئی اور بھیجا گیا تو اسے طویل چک کاٹ کر جانا ہوگا کیونکہ وہ جھگن کے راستے تو جا نہیں سکتا۔ اسے ایک مہینہ لگ جائے گا۔“
 ناروف نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں سپیشل پنجر بھیجنا ہوگا کیونکہ یہ لوگ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔“ باس نے کہا۔

”باس۔ میرا تو خیال ہے کہ چھان بین کرنے کی بجائے ہم انہیں چیک کرتے رہیں اگر یہ لوگ مشکوک معلوم ہوں تو پھر ان کو حتم لکھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر یہ رواج کے مطابق تین دن بعد کر چلے جاتے ہیں تو پھر ہم ان کو اپنے آپ کو خواہ خواہ اور ان کریں۔“ ناروف نے کہا۔

”جو نہ بات تو خشک ہے لیکن ذرا کرشن کو بلاؤ۔ مجھے تمہاری ایک بات انتہائی مشکوک لگ رہی ہے۔ میں الا قوامی سروے ٹیم میں ایک وقت چار ایشیائیوں کی شرکت کچھ عجیب سی لگتی ہے عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔“ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ناروف سر ہلانا ہوا واپس شرا۔ اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ناروف ایک کافرستانی فوجیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

”میں باس۔“ اس کا فرسائی نے بڑے عود بانہ لہجے میں کہا۔

سروے کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اور یہ جبباز شوگر ان کے وسط علاقوں کی طرف سے آرہا تھا۔ ہم اس نے فاعوش رہے کہ جب اسی طرف اڑتا ہوا آگے نکل جائے گا لیکن پھر اپنا لگ اس جہاز میں حتمی پیدا ہوگئی اور وہ نوک کے بل چٹانوں کی طرف آئے لگا۔
 کا پائیکٹ بے حد ماہر تھا۔ اس نے عین آخری لمحات میں اسے سنبھال لیا۔ اس کے پیچھے نہ کھل سکے اور وہ پیریز ہیول کے زمین سے رگڑ کھاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ راستے میں ایک پھوٹی سی پٹا سے وہ خوفناک انداز میں ٹکرایا اور اس کا انجین بڑی طرف فورٹ پھوٹ گیا لیکن اس کے باوجود جہاز حیرت انگیز طور پر کامیاب کریم لینڈنگ کرتے ہوئے ڈگ گیا۔ اس میں اس خوفناک ٹھکانا اور کراہ لینڈنگ کے باوجود آگ نہ لگی۔ اس میں سے چھ مرد اور دو عورتیں با آغوشیں۔ ان میں سے ایک افریقی تھا، ایک اسیجیوین، ایک سٹرا لڈی، ایک ناپالی لڈی اور باقی چار مرد ایشیائی تھے۔ پھر نانا شنگو اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔ ہم نے ہی کہا کہ وہ رواج کے مطابق انہیں ہلاک کر دیے گائیں اس نے انہیں احترام دیا۔ ہم ان کے درمیان ہونے والی باتوں کو نہ سن سکتے تھے لیکن ہم نے اسے احتراماً گھوڑے سے اترتے دیکھا پھر اس کے ساتھی پیچھے گاؤں میں آگئے جب کہ وہ انہیں ساتھ لے کر آیا اور انہیں بڑی حتمی میں ٹھکانا لیا ہے۔“ ناروف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ یہ تو انتہائی حیرت انگیز خبر ہے۔ نانا شنگو نے انہیں پناہ دی ہے۔“ باس نے انتہائی تعجب سے لہجے میں کہا۔

”میٹھو کرشن اور ناروف تم اپنی افزاد کی فلم لے کر آؤ۔ میں یہ ہے۔“ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناروف کی فلم کرشن کو دکھانا چاہتا ہوں۔“ باس نے کہا۔

”میں باس۔“ ناروف نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کیسے اپنی اور کسی فلم باس۔“ کرشن نے اچھلی ریت مہر سے لہجے میں کہا۔

”تمہیں کا فرستانی حکومت نے سیکورٹی کے تحت یہاں بھیجا ہے اور تمہارا تعلق کا فرستان کی طرہی دشمنی جنس سے ہے۔“ باس نے

اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے آگے کی طرف دھنکے ہوئے کہا۔

”میں باس۔ لیکن یہ سب کچھ قومی فاکس میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں۔ کیا آپ مجھے مشکوک سمجھ رہے ہیں۔“ کرشن نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں یہ بات نہیں ہے میں اس نے کہہ رہا تھا کہ اگر کا فرستانی نے اس اہم پرائیکٹ کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے تو سوچ بھر کر ہی کیا ہو

گا۔ یہاں چاکو گول کے پاس کچھ ایشیائی اپنی موجود ہیں۔ تم ان کی فلم دیکھو اور تجھے بتاؤ کیا یہ واقعی کا فرستانی ہیں یا کہیں یہ پاکیشینی تو نہیں

— باس نے کہا۔

”چاکو گول میں اپنی اور وہ بھی ایشیائی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باس

شریلا جھلا کی اپنی کی موجودگی کیسے برعاشت کر سکتے ہیں۔“ کرشن

باس کی بات سن کر جرت سے اچھل پڑا۔

”نہ صرف موجود ہیں بلکہ نامہ لکھنے انہیں ہاتھ پناہ بھی دی

”آپ۔“ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناروف کی فلم کرشن کو دکھانا چاہتا ہوں۔“ باس نے کہا۔

”میں باس۔“ ناروف نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کیسے اپنی اور کسی فلم باس۔“ کرشن نے اچھلی ریت مہر سے لہجے میں کہا۔

”تمہیں کا فرستانی حکومت نے سیکورٹی کے تحت یہاں بھیجا ہے اور تمہارا تعلق کا فرستان کی طرہی دشمنی جنس سے ہے۔“ باس نے

اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے آگے کی طرف دھنکے ہوئے کہا۔

”میں باس۔ لیکن یہ سب کچھ قومی فاکس میں موجود ہے اور آپ جانتے ہیں۔ کیا آپ مجھے مشکوک سمجھ رہے ہیں۔“ کرشن نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں یہ بات نہیں ہے میں اس نے کہہ رہا تھا کہ اگر کا فرستانی نے اس اہم پرائیکٹ کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے تو سوچ بھر کر ہی کیا ہو

گا۔ یہاں چاکو گول کے پاس کچھ ایشیائی اپنی موجود ہیں۔ تم ان کی فلم دیکھو اور تجھے بتاؤ کیا یہ واقعی کا فرستانی ہیں یا کہیں یہ پاکیشینی تو نہیں

— باس نے کہا۔

”چاکو گول میں اپنی اور وہ بھی ایشیائی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باس

شریلا جھلا کی اپنی کی موجودگی کیسے برعاشت کر سکتے ہیں۔“ کرشن

باس کی بات سن کر جرت سے اچھل پڑا۔

”نہ صرف موجود ہیں بلکہ نامہ لکھنے انہیں ہاتھ پناہ بھی دی

اڈسے کے سلسلہ میں آئے ہیں۔ کیا شربا گلوں میں تین دن پناہ لینے کے بعد وہ ہمارے اڈسے تک پہنچ جائیں گے۔ سوائے ناواشنگو کے اور کسی کو اس اڈسے کے متعلق معلوم نہیں اور ناواشنگو کو بھی صرف اتنا معلوم ہے کہ ہم یہاں کوئی اڈہ بنا رہے ہیں۔ کبیں قسم کہ اڈہ کیا اڈہ اور یہ اڈہ کس کے خلاف استعمال ہوگا اُسے اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ جنگل میں جب شربا کا کوئی آدمی رواج کے مطابق داخل ہوا ہو سکتا تو ان میں سے کسی کے داخل ہونے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر داخل بھی ہو جائیں تو یہاں پورے جنگل میں تحفہ آفات موجود ہیں جن کی مدد سے انہیں ہنریت انسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں تو پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ناروف نے بھی یہی کہا ہے اور درست بات بھی یہی ہے۔ لیکن میرے ذہن میں ایک اور آئیڈیا آیا ہے جس کے لئے میں نے کام چھوڑا ہے۔“
 ”اس کا کیا ہے باس“۔ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تم کا ہرستان کی ٹھکانے میں فنانس میں فعال رہے ہو۔ جو سکتا ہے یہ لوگ مفکر ہوں اور تم ان میں سے نہ بن سکتے ہو۔ تب ہمارا خاموش رہنا نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔“
 ”باس نے کہا اور کرشن نے ہنسی پیش کرنا۔
 ”باس اگر یہ لوگ کہیں ایٹمی جینس یا سیکیورٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں اور اڈسے کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں تو یہ دنیا کے سب سے

اجنبی لوگ ہیں کہ پہلے اپنے جہاز کو کریش کریں اپنی جانیں خطرے میں ڈالیں اور پھر شربا قاتل میں بیٹھیں اور وہاں سے پھر بیان آئیں۔ ایسے لوگ تو ایسے راستے اختیار کرتے ہیں جہاں کا دوسروں کو تصور بھی نہیں ہو سکتا۔“
 کرشن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید گفتگو ہوتی دروازہ کھٹکھٹا اور ناروف ہاتھ میں ایک بڑا سا بائس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”تم نے کافی دیر لگا دی۔“ باس نے سخت دلچسپی میں کہا۔
 ”سر میں نے جاکر فلم تیار کرنے کا کام دیا تو فلم تیار ہوئی ورنہ روٹیں میں تو اسے صاف کر دیا جاتا ہے اس نے دیر ہو گئی۔“ ناروف نے کہا اور باس نے سر ہلکا دیا۔ ناروف نے بائس کو میز پر رکھ کر ایڈجسٹ کیا۔ اور سامنے سفید دیوار پر سکریں سی بن گئی۔ ناروف نے اس بائس کا ایک بٹن پریس کر دیا دوسرے ٹیبلے سکریں پر جھلکے سے خود بخود آئے اور اس کے بعد خالی آسمان کا منظر نظر آنے لگا۔ چند لمحوں بعد ایک جہاز دھبے کی صورت میں سکریں کی حدود میں داخل ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے اس کا کھڑا پ سکریں پر نمودار ہوا۔ اس پر واقعی اقوام متحدہ کا خصوصی نشان موجود تھا۔ ساتھ ہی وائٹ ہیرا فیکل سروس کے مخصوص شیعے کا نام بھی بڑے بڑے حروف میں درج تھا۔ چند لمحوں تک کھڑا پ رہنے کے بعد جہاز دوبارہ دھبے کی صورت میں آگیا اور پھر آہستہ آہستہ دھبہ وائٹ ہیرا فیکل جہاز کا رخ مچھنے کی طرف ہوا۔ اور ایسے خصوص ہوا کہ جیسے جہاز لوگ کے

ہے۔ بڑی ذہانت سے دوسرے کو یہ قوف بتاتے ہیں کہ کیا اب ہو جاتی ہے۔
— کرشن نے کہا۔

”کیا مطلب — کیا کہنا چاہتے ہو۔ تفصیل بتاؤ۔“ ہاس نے نانو شگوار
ہیلے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے تاروف کو قلم بند کرنے کے لیے کہا
تاروف نے قلم بند کر دی اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ماحول پر گہری بیحدگی
چھائی ہوئی تھی۔

”ہاس۔ میں کا فرستان ملٹی انٹیلی جنس میں ہوں۔ گو ملٹی انٹیلی جنس
کا دائرہ کار عام سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہوتا ہے اور کا فرستان کی
علحدہ سیکرٹ سروس بھی ہے لیکن پھر بھی بعض کیسوں میں ٹکراؤ ہو جاتا
ہے۔ ہاس نے میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ علیٰ عمران ہے۔ پاکستان کا
انتہائی مشہور ایجنٹ۔ بلکہ صرف پاکستان کا ہی نہیں پوری دنیا میں اس کا
نام شیطان کی طرح مشہور ہے۔ آپ بے شک روسیہ کی سیکرٹ سروس
یا کسی بھی سپیشل ایجنسی سے معلومات حاصل کر لیں۔ آپ کو خود ہی پتہ چل
جائے گا۔ بہر حال یہ عمران ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ جغرافیہ کل
سروسے وغیرہ سب ڈھونڈ گیا ہے۔ صرف شہر باقی اس کی ہمدردیاں
حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے اور یہ عمران ہم نے کراس اڈے
کی تباہی کے مشن پر آسا ہے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ جس انداز میں
اس اڈے کو خفیہ رکھا گیا ہے اس کے باوجود پاکستان کو اس کا علم کیسے
ہو گیا تو اس کی وجہ بھی مجھے اس مورفی کو ساتھ دیکھ کر سمجھ میں آتی
ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کچھ عرصہ قبل ہم نے جنگل میں تین افراد کو کھینچا
تھا جو کھینچتے۔ گو وہ ہلاک ہو گئے تھے لیکن ان میں سے ایک کسے

وہ نام کی کو ممکن بنا سکتا ہے۔“ کرشن نے انہی آواز میں بڑے بڑاتے
ہوئے کہا۔ ہاس ہونٹ بیٹھے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز
رک گیا اور پھر جہاز کا دروازہ کھلا۔ اور ایک ایشیائی نوعوان نے
باہر چھانکا اور پھر اچھل کر باہر آ گیا۔

”اس کا چہرہ گھور آپ میں آ سکتا ہے۔“ کرشن نے کہا اور تاروف
نے سر ہلاتے ہوئے اس پاس پر لگے ہوئے جہاز کے بڑے سے پینل
میں سے دو ٹی دیبا دیتے۔ سکرین پر نظر رک گیا اور اس آدمی کا چہرہ
گھور آپ میں آ گیا۔

”ہاں۔ بالکل بھی علیٰ عمران ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ ایک مشن
کے دوران میں نے اسے قریب سے دیکھا ہے۔“ کرشن نے
تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ پاکستان کا ایجنٹ ہے۔“ ہاس نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”صرف ایجنٹ نہ کہیں سپر ایجنٹ کہیں۔ بہر حال قلم چلاتیں
دیکھیں اور کون کون لوگ ہیں۔“ کرشن اب اپنے آپ کو پوری طرح
منہ جھانک چکا تھا۔

تاروف نے قلم چھانی شروع کر دی۔ جہاز میں سے عمران کے علاوہ
پانچ مرد اور دو عورتیں باہر نکل آئیں۔

”اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ پاکستان کو ہمارے اڈے کا کیسے علم ہوا۔ اور
ناپائی لڑکی کو میں جانتا ہوں یہ مورفی ہے ناپائی کی سیکرٹ ایجنٹ۔ اس
سے بھی ایک مشن کے دوران میرا واسطہ پڑ چکا ہے۔ انتہائی ذہین لڑکی

ہندی ہی ختم ہو جائے گی۔۔۔ باس نے غصیٹے دھجے میں کہا۔

”باس۔ ناروف درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں کوئی تبدیلی اقدام نہیں کرنا چاہیے بلکہ انتہائی سوچ سمجھ کر اقدام کرنے چاہئیں۔ چاکو گادوں میں غارتہ ہوتے ہی یہ خبر پورے شہر قبائل میں پھیل جانے لگی اور لائنات کے حکام کو بھی یہ خبر پڑنے لگی جس کے بعد تحقیقاتی ٹیمیں یہاں پہنچیں گی۔ اور اس طرح خبر غورگراں تک پہنچ جائے گی اور غورگراں کے رجمنٹ اگر حرکت میں آگئے تو پھر ہمارا اڈہ بھی صورت بھی نہ بن سکے گا۔ آپ تو اس فیڈلر کے ماہر ہیں آپ کو تو معلوم ہو گا کہ اس اڈے کو اس طرح کیو فلاج کیا گیا ہے کہ اگر غورگراں والے کسی جاسوسی جہاز یا سیٹلٹ کے ذریعے اسے چیک کرنا چاہیں تو یہ چیک نہ ہو سکے گا لیکن میزائیل غارتہ ہوتے ہی یہ صورت حال نہ رہے گی اور غلامین موجود غورگراں کے خلائی جہاز نے اس میزائل کو مار کر کر لینا ہے بلکہ وہ ساتھی آلات سے اس کا بیج بھی ڈھونڈ لیں گے۔ اس طرح اڈے کی موجودگی کھل کر سامنے آجائے گی۔“ کرشن نے کہا۔

”اوہ واقعی تمہاری بات درست ہے تو پھر کیا کیا جائے گی ان نفیٹک بھتوں کو اڈہ تباہ کرنے کی کھلی جھڑٹ دے دی جائے۔“ باس نے کہا۔

”نہیں باس۔ ان کا ہلاک کیا جانا ضروری ہے لیکن اس طرح کہ ی کو علم بھی نہ ہو سکے۔ تاکہ ہمارا اڈہ اسی طرح خفیہ رہ سکے۔ اگر اس کے لئے ناواشننگٹن کو استعمال کر سکیں تو یہ سب سے بہتر ہے لیکن اس کے ہلاک کرنے پر کسی شہر یا کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ مکمل

پاس ایک خفیہ ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا تھا۔ اس وقت ہم یہی سمجھتے تھے کہ یہ کہاں لکڑی چوری کی غرض سے یہاں آگئے ہیں اور یہ ٹرانسمیٹر انہیں کہیں سے بلا ہے لیکن جس کے پاس سے ٹرانسمیٹر ہوا تھا۔ وہ کہاں کے میک آپ میں تھا۔ وہ دراصل ناپالی تھا۔ لازماً کسی طرح سے ناپالی سیکرٹ سروس کو اس اڈے کے بارے میں کوئی اطلاع ملی چنانچہ اس نے جزیب بھیجی جس نے مرنے سے پہلے اس اڈے کے بارے میں وہاں اطلاع دے دی۔ اس طرح ناپالی سیکرٹ سروس کو پتہ لگ گیا۔ اور ناپالی سیکرٹ سروس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع دی اور وہ لوگ یہاں پہنچ گئے۔ ناپالی لڑکی مورتی کو میں جانتا ہوں۔ یہ ناپالی سیکرٹ سروس کی لڑکی ہے۔ کرشن نے نہایت ذہانت بھرے انداز میں ساری بات کا تجربہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر اس کا مطلب ہے کہ میرے ذہن میں جو شکوک پیدا ہوتے تھے وہ درست تھے۔ ٹھیک ہے اب جہم آسانی سے ان کا خاکہ کر سکتے ہیں۔ ناروف۔ یہ لوگ چاکو گادوں کی بڑی حویلی میں بٹھرتے ہوئے ہیں تم اس بڑی حویلی پر میزائل غارتہ کر کے پوری حویلی ہی اڑا دو۔ جاؤ۔ باس نے تیز دھجے میں کہا۔

”میں باس۔ لیکن اس طرح شہر قبائل اور خاص طور پر وہ علاقہ جو ہمارے خلاف ہو جائے گا۔“ ناروف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم ان کی فکرمست کرو۔ یہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اڈے کو غلطہ ان بجٹوں سے ہے اور اڈے کی تکمیل میں ابھی پورا ایک ماہ رہتا ہے۔ اگر یہ اڈہ ایک ماہ سے پہلے تباہ ہو گیا تو پھر ساری منصوبہ

ہوا اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاس اگر ٹپ اپازت دیں تو میں کافرستان کے اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دے دوں ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے وہ کوئی خاص گروپ بھیجیں۔" کرشن نے کہا۔

"نہیں یہ ہماری بے عزتی ہے ایک بات پھر دوسری بات یہ کہ سپیشل گروپ کے یہاں پہنچتے پہنچتے یہ لوگ واردات کر لیں گے اب یہ اس سپیشل گروپ کے اشتہار میں تو نہ بیٹھے رہیں گے تم فکر نہ کرو یہ چاہے جس قدر بھی خوفناک ہوں ہم سے بچ کر نہیں جاسکتے۔ روسیائی حکومت نے اس اوڑے کی جتنی طاقت کے لئے انتہائی سخت سائنسی اقدامات کئے ہیں ایسے اقدامات جن کا ہمیں بھی علم نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ جنگل میں داخل ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں ورنہ تو جنگل میں انہیں ایک لمحے میں ختم کیا جاسکتا ہے۔" ہاس نے تیز دھچکے میں کہا اور کرشن سر ہلکے رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ ہاس کی طرح ناخبر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ناروف اندر داخل ہوا۔

"ہاس آئیے۔ ناواشننگو سپیشل پوزیشن پر پہنچنے والا ہے۔" ناروف نے اندر داخل ہو کر کہا اور ہاس سر ہلکا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کرشن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ تینوں اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے۔ وہاں ایک طرف دروازے میں ایک مشین نصب تھی۔ مشین کے ساتھ ایک کڑا بڑا بھی تھا۔ مشین کے اوپر ایک سکرین تھی جو روشنی اور اس پر

طور پر با اختیار ہے۔" کرشن نے جواب دیا۔

"وہ تو سینڈ ٹورن کا شکاری ہے۔ پہلے بھی ہم نے اسے چارریلیا ٹور میں پیش کی تھیں جنہیں اس نے ایک ماہ تک جنگل میں اپنے ساتھ رکھا اور ہمیں اڈہ بنانے کی اجازت مل گئی اب بھی ہم دو ٹورنوں کے دے سکتے ہیں اور وہ لازماً اس کے لئے تیار ہو جائے گا لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ اس تک پہنچنے میں کافی وقت لگے گا۔" ہاس نے کہا۔

"ہاں۔ اگر اُسے سپیشل کال دی جائے اور جب وہ سپیشل کال پر آئے تو اس سے بات چیت کی جاسکتی ہے۔" ناروف نے کہا۔

"ہاں۔ اب یہی صورت باقی رہ گئی ہے۔" ہاس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہاس جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ ناواشننگو سفید فام عورتوں کے پیچھے پاگل ہے۔ ہو سکتا ہے عمران کو بھی اس کی دلچسپی کا علم ہو اور وہ اسی لئے اپنے گروپ میں ایک سفید فام سولس لڑکی کو لے آیا ہو کہ اس لڑکی کو اس کے حوالے کر کے اس کی ہمدردیاں حاصل کی جاسکیں۔" ناروف نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ عمران ایسا آدمی نہیں ہے۔ میں اس کی فطرت کو جانتا ہوں وہ نہ خود ایسی کوئی حرکت کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ عمران اپنے کردار کے لحاظ سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔" کرشن نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ناروف تم ناواشننگو کو سپیشل پوزیشن پر پہنچنے کا کام دو میں خود اس سے بات کروں گا۔" جیف نے کہا اور ناروف سا

ہیں پرچھنے والے۔“ ناواشنگو نے پہلے سے زیادہ کرفت لہجے میں کہا۔
 ”سنو ناواشنگو۔ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اس لئے تم نے انہیں
 ہار دے کہ ہمارے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔“
 راسکوف کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

”اوہ۔ وہ معاہدہ تو ختم ہو گیا ہے وہ عورتیں تو چلی گئیں۔ وہ
 معاہدہ تو اس وقت تک قائم تھا جب تک وہ عورتیں میرے پاس
 رہیں۔“ ناواشنگو نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”سنو ہم تمہارے ساتھ نیا معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بولوئی
 سفید فام عورتیں چاہتے ہو۔“ راسکوف نے کہا۔

”کیا معاہدہ۔“ ناواشنگو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ سفید فام
 عورتوں کا شہتے ہی اس کا سخت لہجہ بیکھوت نرم چک گیا تھا۔
 ”صرف اتنا کہ تم ان لوگوں کو اس طرح قتل کر دو کہ شرمناک
 نہ ہو۔ کسی کو اختیار بھی نہ ہو اور کام بھی فوراً ہونا چاہیے ہم زیادہ
 پر برداشت نہیں کر سکتے۔“ راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں یہ معاہدہ کرنے کو تیار ہوں میرے لئے یہ کوئی
 مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان پر کوئی الزام لگا کر انہیں قتل کر سکتا ہوں اور
 ہمارے پاس اس کا اختیار بھی موجود ہے لیکن میری دو شرطیں ہوں گی۔
 ناواشنگو نے کہا۔

”بولو۔ کوئی سی شرطیں۔“ راسکوف نے کہا۔
 ”ایک تو یہ کہ ان انہیوں کے ساتھ جو سفید فام عورت ہے۔ میں
 اسے بھی قتل نہیں کروں گا بلکہ اسے زندہ لاکر یہاں پہنچاؤں گا۔“

پہلے کا ایک خوبصورت سا منظر موجود تھا انہیں وہاں پہنچنے سے پہلے ہی
 دیر ہوئی تھی کہ ناواشنگو گھوڑے پر سوار دھڑا ہوا منقرض داخل
 ہوا۔ اور پھر وہ ایک درخت کے قریب آکر ٹک گیا۔ وہ گھوڑے
 سے نیچے اترتا۔ اس نے گھوڑے کو درخت سے بانڈھ دیا۔ دوسرے
 لمحے وہ کسی پتھر کی بندر کی طرح درخت کے اوپر چڑھ گیا۔

کچھ پتھر نے مٹھین کی سائیدے لگا ہوا ایک مائیک ہگ سے نکالا۔
 اور باس کی طرف بڑھا دیا۔ سکرین پر ناواشنگو درخت کے اوپر
 چڑھ کر ایک دو شاخ کے قریب پہنچ کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس
 شاخ کے اندر ایسا سوراخ نظر آ رہا تھا جیسے ٹوٹے کا گھر ہو۔ ناواشنگو
 نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا اور شاید اند لگا ہوا کوئی تین دیا کی ٹیگٹ
 مٹھین پر ایک بلب تیزی سے چلتے دیکھنے لگا۔ ناواشنگو اب ہاتھ با
 نکال چکا تھا۔ اس بلب کے چلتے ہی باس نے مائیک کے ساتھ
 ہوا ایک جٹی دبا دیا۔

”ہیلو ناواشنگو میں راسکوف بول رہا ہوں۔“ چیف ہاں
 اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے۔ مجھے اس طرح کیوں بولایا گیا ہے۔“ ناواش
 کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

”سنو ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے چند اپنی افراد کو ہار دیا۔
 کیا یہ درست ہے۔“ راسکوف نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ہمیں کیسے اطلاع ملی بہر حال یہ درست ہے۔ اور میں
 شگوا ہوں۔ میں جیسے چاہوں ہار دے سکتا ہوں آپ کون ہو

”نہیں تجھے صرف سفید فام عورتوں سے دلچسپی ہے کالی عورتوں سے نہیں ورنہ تو شراب قباہل کی تمام عورتیں میری قلم ہیں۔“ ناوا شنگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس سرخ کے اندر ہٹن آف کر دیا۔ ہٹن آف ہوتے ہی مشین پر جلتا جھٹا بلب آف ہو گیا اور راسکوف نے مائیک کی ریڑ کی طرف بڑھا دیا اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان موجود تھا۔

”اب کوئی ٹھوکی بات نہیں۔ ناوا شنگو کے لئے اُن کا فائبر قطعی مشکل نہیں ہے اور پھر یہ لوگ یقیناً بے خبری میں مارے جائیں گے انہیں تصور تک نہ ہوگا کہ جس نے انہیں پناہ دی ہے وہ انہیں اس طرح اچانک مار بھی سکتا ہے۔“ راسکوف نے مشکلاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جب تک لاشیں نہ پہنچ جائیں ہمیں بہر حال چوکنا رہنا ہوگا یہ عمر ان انتہائی خطرناک آدمی سے اگر اُسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو یہ ناوا شنگو کو ایک طرف مارے شراب قباہل بھی اس کا فائبر نہ کر سکیں گے۔“ کوشن نے کہا۔

”ارے ہمیں کرشن یہاں اس کی بخاری، تیز طراری کام نہیں دے سکتی۔ ناروف جرنل سٹاف سے چار اچھی خوبصورت عورتیں چن کر انہیں اُسے پر بھجوا دو۔ جب تک ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا اس ناوا شنگو کو ہم نے ہر صورت میں خوش رکھنا ہے تاکہ یہ شراب قباہل کو قابو میں رکھ سکے۔“ راسکوف نے ناروف سے فی طلب ہو کر کہا اور اس کے سر ہاتھ ہی وہ مطمئن انداز میں پلٹا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رکھوں گا۔ جب تک میں پاہوں گا پھر اُسے قتل کر دوں گا دوسری یہ کہ اس معاہدے کے تحت مجھے مستقل چار سفید فام عورتیں تم چہرے کرنے کے پابند ہوں گے۔ اب یہ معاہدہ وقتی نہیں ہوگا بلکہ مستقل ہوگا یعنی یہ سفید فام عورتیں میرے ساتھ مستقل رہیں گی۔“ ناوا شنگو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے نہیں منظور ہے۔ لیکن تم ان کا فوراً اختار کرو اور پھر اس سفید فام عورت کو لے کر کھنگ میں اپنے اُسے پہنچ جاؤ وہاں چار سفید فام عورتیں مستقل طور پر تمہاری خدمت کے لئے موجود ہوں گی۔“ راسکوف نے فوراً عافی جھپٹے ہوئے کہا۔

”او۔ کے معاہدہ ہو گیا۔“ ناوا شنگو نے بڑے مسرت بھرے میں کہا۔

”ہو گیا۔“ راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم عورتیں بھجھو اور سنو میں نے اُن لوگوں کو پناہ صرف اس سفید فام عورت کی خاطر دی ہے ورنہ میں انہیں وہ موقع پر ہی ہلاک کر دیتا۔ بہر حال میں نے کھانے میں انہیں گہر نیند والی دوا دے دی ہے۔ اب میں اس سفید فام عورت کو اُسے پر بھجوا دوں گا اور ان لوگوں کو قتل کر دوں گا اور ثبوت کے طور پر ان کی لاشیں بھی تمہارے حوالے کر دوں گا۔“ ناوا شنگو نے جواب دیا۔

”اگر تم چاہو تو اس نہالی لڑکی کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔“ یہ مردوں کے قتل سے دلچسپی ہے۔“ راسکوف نے کہا۔

تھا کیونکہ اگر وہ عام نیند سے بیدار ہوتا تو اس کا ذہن ساتھ ہی بکھلتا
 بیدار ہو جاتا تھا لیکن جب مصنوعی طور پر اسے سلا یا جاتا تو انگلیں مکمل
 ہلنے کے باوجود ذہن کو مکمل طور پر بیدار ہونے میں کچھ وقت لگتا تھا اور
 یہی ایسا فرق تھا جو بیدار ہونے کے باوجود اسے بتا دیتا تھا کہ کیا وہ
 عام نیند میں تھا یا مصنوعی نیند میں۔ اس بار بھی انگلیں ایک جھٹکے سے
 کھٹکنے کے باوجود اس کا ذہن کچھ دیر تک سویا سویا سا رہا اور اس کے
 پوری طرح بیدار ہونے میں وقت لگ رہا تھا اس نے ذہن مکمل طور
 پر بیدار ہونے کے ساتھ ہی وہ شعوری طور پر سمجھ گیا تھا کہ وہ عام
 نیند نہ سو رہا تھا بلکہ اس پر مصنوعی نیند طاری کرائی گئی تھی اور اب
 اسے خیال آ رہا تھا کہ کھانا کھاتے ہی اس پر نیند طاری ہو گئی تھی اور
 اس لیے ہی سوچا تھا کہ کریش لینڈنگ کی وجہ سے شاید اس کے اٹھنا
 پر غیر معمولی دباؤ بیٹھا تھا اس لیے اسے گہری نیند آ رہی تھی۔ لیکن
 اب بیدار ہونے کی کیفیت نے اس کے اس خیال کی نفی کر دی تھی۔
 اس کا مطلب تھا کہ کھانے میں ضرور کوئی ایسی چیز شامل تھی جس نے
 اس کے ذہن کو سلا دیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی وہ ٹپ ٹپ کر اٹھ بیٹھا
 کیونکہ اگر واقعی یہ خیال درست تھا تو اس کا مطلب تھا کہ ناواشنکو
 نے ان کے ساتھ کوئی چال کھیلی ہے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر اس جھوٹے
 سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن دروازہ باہر سے بند تھا
 دروازہ بہت موٹی اور مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا اس لیے اسے آسانی
 سے توڑا بھی نہ جاسکتا تھا اور پھر چونکہ دروازے کے دونوں طرف دیواریں
 بھی موٹے موٹے پتھروں کی تھیں اور دروازہ ان میں اچھی طرح فکس کیا گیا

عمران گہری نیند سویا ہوا تھا لیکن پھر چونکہ اس کی انگلیں
 ایک جھٹکے سے کھٹکیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن میں اچانک کچھ
 کا کوئی غائب کیمبرے کے شر کی طرح کھل گیا ہو۔ یہ اس کی فطرت کی
 ورزشوں کا نتیجہ تھا کہ اس کا ذہن کسی بھی وجہ سے چاہے کسی دوا یا کیم
 یا صرف اعصابی تشکاوٹ کی وجہ سے تاریک ہو رہا ہو تو اس کے غلبہ
 ذہنی جدوجہد کی نہ کسی طرح خود بخود جاری رہتی ہے۔ چاہے اس کا
 رفتار کتنی ہی سست کیوں نہ ہو۔ عام طور پر وہ انتہائی ہوشیار نیند
 سونے کا عادی تھا کہ ہلکی سی معمول کے غلاف کوئی آواز یا حرکت اس
 کے ذہن کو بیدار کر دیتی تھی لیکن اگر اس کو بے ہوش کر دیا جاتے تب
 اس کا ذہن بیدار ہونے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور اس طرح اچانک
 ایک جھٹکے سے اس کی انگلیں کھٹک جاتے تھے پھر بھی اس کی اس فضا
 قوت کا ہاتھ تھا۔ تجربے نے عمران کو اس معاملے میں ترقیوں کرنا سکھا د

جناب انہیں بیویوں نہ ہلاک کر دیا جائے اور ان کی لاشیں اٹھا کر لے جاتی ہائیں۔ ایک نوجوان نے پوچھا۔

”انہیں پاشور گاؤں میں باقی لاشوں کا گروہ کیا ہوا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ میں نے انہیں پناہ دے رکھی ہے اب اگر یہ لاشیں ملائیں تو وہ خواہ مخواہ شک کریں گے اور ہو سکتا ہے تاہات چاکر میرے خلاف پشور کا شکایت کریں۔ اس وقت پورا گاؤں کھانے کے بعد سو رہا ہے۔ تم انہیں کا ندھوں پر اٹھا کر آسانی سے پہاڑوں میں لے جاسکتے ہو۔ کسی کو معلوم نہ ہو گا اور انہیں ڈوبے چاکر مار دینا جہاں سے گولیوں کی آوازیں گاؤں تک نہ پہنچ سکیں۔ میں انہیں بعد میں کہہ دوں گا کہ وہ لوگ تین دن پورا کرنے کی بجائے کھانا کھا کر پٹے گئے ہیں اور چونکہ میں ناواشنگو ہوں اس لئے شراب پانی بل میری بات پر مانیں گے کہ یہ باند ہیں۔ بہر حال جلدی کرو اور انہیں اٹھا کر لے جاؤ اور سنو پاشو میں یہاں کچھ دیر ٹھہر کر جام شو باؤن کا لیکن میرے بچنے سے پہلے سفید فام عورت زندہ اور باقی افراد کی لاشیں وہاں پہنچ جاتی چاہیں لیکن وہاں سوائے تمہارے اور کوئی نہ جائے گا تم کو گوش کے امپبل سے گھوڑے سے لینا اور ان لاشوں اور سفید فام عورت کو ان پر ڈال کر آگے جانا۔ باقی کو واپس سمجھا دینا۔“ ناواشنگو نے اس نوجوان کو پوری تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔“ اس نوجوان نے جواب دیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے ان کمرول کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ان سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اور اگر فرض پر اسی طرح لیٹ گیا جیسے ابھی

تھا اس نے اُسے اکھاڑتا بھی آسان نہ تھا۔ مگر ان کے ہونٹ بھینچ گئے اور اس کی چھٹی جس نے خطرے کے الارم بجانا۔ شروع کر دیا۔ اُس نے اپنی آنکھ دروازے کے درمیان موٹی بھری سے لگا دی۔ اس کا کمرہ شاید محلے کے درمیان ہی تھا۔ اس نے اُسے حویلی کا بیٹا دروازہ جو کافی دور تھا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ یہ دروازہ بھی بند تھا اور حویلی کے صحن میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس حویلی میں انہیں بند کرنے کے بعد پورا گاؤں بھی خالی ہو گیا ہو۔ باہر موج درویشی بتا رہی تھی کہ اُس کے یہاں آنے کے بعد تقریباً دو گھنٹے گزر چکے ہیں اور ابھی وہ صبح دھینے ہی والی ہے چونکہ یہ انتہائی بلند پہاڑی علاقہ تھا۔ اس نے یہاں دھوپ میں شدت نہ تھی بلکہ موسم بے حد خوشگوار تھا ابھی عمران دروازے کے پاس کھڑا ہی سوچ رہا تھا کہ اس ناواشنگو نے یہ حرکت کس مقصد کے لئے کی ہو گی کہ اُسے حویلی کا بڑا بھاری دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور اُس نے چونک کر بھری سے دوبارہ آنکھ لگا دی۔ حویلی کا بڑا دروازہ کھلا اور پھر اس سے بارہ صلیخ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان کے آگے آگے ناواشنگو تھا جو بڑے فاخرانہ اور مسرت بھرے انداز میں چل رہا تھا۔

”سنو یہ سب لوگ گہری نیند سوئے پڑے ہوں گے۔ تم انہیں، کا ندھوں پر اٹھا کر دھڑ پہاڑوں میں لے جاؤ اور انہیں ہلاک کر دو صرف اس سفید فام عورت کو زندہ رکھنا ہے اور پھر ان کی لاشیں اور زندہ سفید فام عورت ان سب کو شام سے پہلے پہلے جاؤ۔ شو اڈے پر پہنچا دینا۔“ ناواشنگو نے کہا۔

پلے گئے ہیں ورنہ اگر ان کا سامان یہیں رہ جاتا تو گاؤں والے شک میں پڑ سکتے تھے۔

بہر حال انہیں حویلی سے باہر لایا گیا تو عمران نے دیکھا کہ آتے وقت وہاں غاصے لوگ موجود تھے لیکن اس وقت سارا علاقہ اس طرح مُنسان پڑا ہوا تھا کہ جیسے یہاں گاؤں میں کوئی جاندار رہتا ہی نہ ہو۔ شاید یہ بھی ان کا کوئی رونا تھا کہ وہ دوپہر کے وقت کچھ دیر گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گاؤں کی حدود سے نکل کر پہاڑیوں میں داخل ہو گئے اور پھر اسی طرح وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کی رفتار بے حد تیز تھی حالانکہ انہوں نے وزن بھی اٹھایا ہوا تھا۔ پہاڑی دڑوں میں سے گزرتے اور اونچی پٹی پٹائی میں چھلکتے ہوئے وہ جب کافی دُور نکل آتے تو پاشو نے انہیں زمین پر رکھنے کا حکم دیا اور عمران سمیت سب ساتھیوں کو زمین پر لٹا دیا گیا۔ اس کے سارے ساتھی بھی یہوش پڑے تھے۔

”اس سید فام عورت کو اٹھا کر ایک طرف لٹا دو اور باقی سب لوگوں سے بھول ڈالو۔ جب ان کے جھوں سے خون بہنا بند ہو جائے تو پھر ان کی لاشیں اُٹھا کر آگوش کا اسٹبل تک لے جانا ہوں گی“ — پاشو نے جو ایک طرف کھڑا تھا اسے اپنے آدھوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اب عمران نے حرکت میں آ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ ان کی تلاش نہ مل گئی تھی۔ اس لئے عمران کی جیب میں مٹین پلس بھی تنگ موجود تھا۔ عمران نے بھاری اسلحہ اس لئے ساتھ نہ رکھا تھا تا کہ گاؤں والوں کو شک نہ پڑ جائے لیکن مٹین پلس سب ساتھیوں کے پاس موجود

تھا مگر ہینڈ سربا ہوا ہو۔ چونکہ مورتنے سے وہ شرپا کی زبان سے کھینچا تھا اس لئے ان کے درمیان ہونے والی ساری باتیں وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے کے تحت وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھل گیا اور عمران نے پکھل کر رکھی ہوئی معمولی سی جھری سے ایک قوی ہیکل نوجوان کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے وہ جبر بھی بند کر لی اور ساتھ ہی اپنے جسم کو بھی مضبوط چھڑ دیا۔ اس نوجوان نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اُسے اپنے کانڈے پر لٹ کر وہ واپس دروازے کی طرف فرمایا۔ جب عمران اس کمرے سے باہر آیا تو اُس نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بھی اس کی طرح یہوشی کا عالم میں دوسروں کے کانڈوں پر لٹے ہوئے تھے۔ صرف جوزف اور جو انا کو دو آدمیوں نے بل کر اٹھایا ہوا تھا اور عمران کو یہ دیکھ کر خاصا اطمینان ہو گیا کہ ان کے قصصیں بیگ جو جوزف اور جو انا نے اپنی پشت پر لادے ہوئے تھے اب ان لوگوں کی پشت سے بندھے ہوئے تھے۔ ناواشنگو وہاں موجود نہ تھا۔ وہ شاید ہدایات دینے کے بعد واپس چلا گیا تھا اور یقیناً یہ بیگ ان لوگوں نے اس لئے اٹھائے ہوں گے کہ ناواشنگو نے ان کے بارے میں انہیں کوئی ہدایت نہ دی تھی کہ اُسے وہیں چھوڑ دیا جائے یا ساتھ رکھا جائے۔ لیکن اس کا مصلہ تھا کہ پاشو تھکا دہری نوجوان تھا۔ اس نے یہ فیصلے ساتھ اٹھانے کے لئے اس لئے کہہ دیا ہو گا کہ گاؤں والوں کو بتایا جا سکے کہ وہ لوگ واپس

تھے۔ عمران پونہ ذرا ایک طرف پڑا تھا۔ اس نے اس نے تیزی سے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر جنب میں ڈالا اور دوسرے لمحے مشین پش اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس دوران چونکہ جولیا کو اٹھا کر ایک طرف رکھا جا رہا تھا اس نے وہ سب مشین گھنٹیں ہاتھوں میں پکڑے خاموش کھڑے تھے۔ عمران نے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے مسلسل اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی پاشو کے ہاتھوں کے حلق سے زوردار جھنک لگیں اور وہ سب اس طرح زمین پر میٹر سے میٹر ہو کر گرے جیسے زہریلی دوا کے چھڑکے سے ضرر رساں کیڑے مچھے گرتے ہیں۔ پاشو چونکہ ان کا لیڈر تھا۔ اس نے اس نے مشین گن کا منہ سے زخمی نہ کیا ہی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر فائرنگ کرتے ہی عمران زمین سے اس طرح اچھلا۔ جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ فٹ ہوں اور پلک جھپکنے میں اس نے پاشو کی کنپٹی پر مشین پش کا دستہ پرت سے مارا۔ اور پاشو چیخا ہوا زمین پر گر رہا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اسنے کی کوشش کرتے ہوئے پاشو کی کنپٹی پر بوٹ کی زوردار ضرب پڑی اور پاشو دوسرے لمحے بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا۔ اسے غصہ تھا کہ کہیں کوئی زخمی اس پر فائر نہ کھول دے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ سارے ہی لوگ ساکت پڑے تھے۔ عمران نے کوشش کی تھی کہ گولیاں ان میں سے ہر ایک کے جسم کے ایسے حصوں پر لگیں جو فوری طور پر کاری نہایت ہو سکیں کیونکہ اس کے پاس وقت نہ تھا اور اس کی یہ کوشش کامیاب ہوئی تھی۔ عمران واپس مڑا اور اس نے پاشو کی نبض پکڑ کر اسے چیک

کیا۔ نبض بتا رہی تھی کہ پاشو کم از کم آدھا گھنٹہ ضرور بے ہوش رہے گا یہ نوجوان بہاڑی ہونے کی وجہ سے خاصے مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس نے عمران نے اپنے ہاتھوں کو ہوش میں لانے سے پہلے اسے چیک کرنا ضروری سمجھا تھا اور جس قوت سے پاشو کی کنپٹی پر ضرب لگی تھی اس لحاظ سے تو کسی عام آدمی کو کم از کم چار پانچ گھنٹے بے ہوش رہنا چاہیے تھا لیکن پاشو چونکہ مضبوط جسم کا آدمی تھا اس نے اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ آدھے گھنٹے بعد ہی ہوش میں آجائے گا۔ لیکن عمران کے لئے ظاہر ہے اتنی ہی وقت کافی تھا۔ چنانچہ پاشو کی طرف سے تسلی ہونے کے بعد وہ صفدر کی طرف بڑا۔ اس نے چیک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی اور عمران نے ہاتھ ہٹا دیئے۔ اس کے بعد وہ صفدر کے پاس پڑے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے ساتھ محمد علی غل دہرایا۔ اسی لمحے صفدر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”عمران صاحب یہ سب کیا ہے“ صفدر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ وہ ایک جھکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”یہ سب تو مدافع خانہ۔ اب یہ اور بات ہے کہ ذرا کرنے کے لئے ہمیں لایا گیا تھا لیکن ذرا یہ خود ہو گئے۔“ عمران نے منگرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی حیرت کے آنکھ تھے۔

”تم باقی ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ میں ذرا اس پاشو سے دود

کہ ہمیں کمروں سے اٹھا کر نہال لایا جاتے اور پھر سفید خام عورت کے علاوہ باقی سب کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتے۔ اس کے بعد ہمیں انگوٹھی کا اصل پیر بنایا دیا جاتے جہاں سے تم نے ہمیں گھوڑوں پر ڈال کر جامد شو کے اڑے تنگ لے جانا تھا لیکن دیکھ لو کہ اس وقت تمہارے ہمارے سامنے لاٹھوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور وہ گئے تم کو اس پستل کی ایک گولی نہیں بھی ان لوگوں میں شامل کر سکتی ہے لیکن اگر تم مجھے میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دے دو تو ہم ہمیں زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بعد میں تم اس ناما شنکو سے جو مرضی آئے کہتے رہنا۔

نوران نے انتہائی سنجیدہ طبع سے کہا۔
”تم کہاں جاؤ گے گاؤں میں“ — پاشو نے ہونٹ بجاتے ہوئے بوجھا۔

”ہمیں کیا ضرورت ہے گاؤں میں جانے کی اور یہاں ساری عمر پہنے کے لئے تو نہیں آئے ہمارا جہاز تیار ہو گیا تھا اس لئے مجبوراً ہمیں ناوا شنکو کی پناہ لینا پڑی۔ لیکن اب ہم یہیں سے پیدل تمہات کی طرف بڑھ جائیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہات کا بڑا مشہرہ کہ کویت یہاں سے بہت دور ہے لیکن مرنے سے تو بہتر ہے کہ ہم اس طرف کو چل پڑیں۔“
— نوران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پاشو کی آنکھوں میں ایک گھٹن ٹپک سی لہرائی اور نوران ٹھکرا دیا کیونکہ وہ اس چمک کی وجہ اچھا طرح سمجھتا تھا اور اس لئے اس نے یہ بات کی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ جب وہ یہ بات کرے گا تو لازماً پاشو کے ذہن میں بھی خیال آئے گا کہ ایک بار اس کی جان نکل جائے بعد میں انہیں وہ اپنے ساتھیوں سمیت کبھی

باتیں کر لوں۔“ — نوران نے کہا اور واپس اس طرف کو بڑھ گیا جہم پاشو بہوش پڑا ہوا تھا۔ نوران نے اپنی بیلٹ کھولی اور پہلے پاشو کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کہے اس نے انہیں اچھی طرح باندھ دیا اس کے بعد اس نے پاشو کو اٹھا کر ایک اٹھیری ہوئی اونچی چٹان کے ساتھ اس طرح بٹھا دیا کہ پاشو کی پشت اس چٹان کے ساتھ جڑی ہوئی تم پاشو چونکہ بے ہوش تھا اس لئے وہ بیٹھنے کی بجائے ادھر اُدھر ٹھک رہا تھا۔ لیکن نوران نے ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے زبرد دار تحقیر اس کے چہرے پر رسید کر دیا۔ پہلے کے بعد دوسرے تحقیر کی نوبت ہی نہ آئی اور پاشو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ نوران اس کا کاندھا چھو کر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جیب سے شین پستل نکال لیا۔ پاشو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ اس نے ایک لمحے تک تو فانی خالی آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پشت پر ہاتھ بندھ ہوئے کی وجہ سے وہ ڈاکھڑا کر گر گیا۔

”الطیاف سے بیٹھ جاؤ پاشو۔ ابھی تم سے کافی باتیں ہونی ہیں۔“
نوران نے مضمحل پستل کو انگلی میں گھماتے ہوئے بڑے مطمئن سے کہا۔

”اوہ اوہ تم ہماری زبان جانتے ہو اجنبی۔“ — پاشو کے لبوں میں بے پناہ حیرت تھی۔
”خاہر ہے بغیر جانے تو اس زبان میں بات نہیں کر سکتا تھا۔“
سنو نے یہ بھی معلوم ہے کہ ناوا شنکو پاشو نے ہمیں ہدایات دلی

نہ پوچھا۔

”اس نے جھگل کے اندر ایک خفیہ جگہ بنائی ہوئی ہے۔ وہ سفید فام عورتوں کو وہاں قید رکھتا ہے۔ گھاؤں والے جھگل کے اندر نہیں جاسکتے اس لئے انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا اور جب ناوا شنگو چاہتا ہے۔ سفید فام عورت کو ہلاک کر کے اُسے درندوں کے سامنے پھینک دیتا ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”تم اس اڈے تک گئے ہو کبھی؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیونکہ میں نائب ناوا شنگو ہوں اس لئے میں جاسکتا ہوں۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”پہلے بھی اس نے کبھی سفید فام عورتوں کو وہاں اڈے میں رکھا تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ کافی دن پہلے ایک بار اس نے قبے اڈے پر پکڑا تو میں نے وہاں چار سفید فام عورتوں کو دیکھا جو اپنی مرضی سے اس کے ساتھ رہ رہی تھیں۔“ پاشو نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

”کیا وہ سفید فام عورتیں بھی ہماری طرح گھاؤں میں پناہ لینے آتی تھیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں وہ بھی گھاؤں میں نہ آتی تھیں بس اچانک ہی وہ فیماٹھے پہ نظر آئیں۔ میں نے ناوا شنگو سے پوچھا بھی تھا کہ یہ سفید فام عورتیں کہاں سے آتی ہیں تو اس نے بتایا تھا کہ یہ اُسے جھگل میں گھومتی مل گئی تھیں۔ میں جانتا ہوں کہ ناوا شنگو غلط کہہ رہا ہے لیکن چونکہ وہ ناوا شنگو

بھی جگہ گھر کر مار سکتا ہے۔ اس طرح لازماً وہ اپنی جان بچانے کے لئے وہ سب کچھ بتا دے گا جو وہ جانتا ہوگا۔

”ٹھیک ہے تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟“ پاشو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں کچھ نے میں کیا ہلاک کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ہم پر گہری نیند غاری ہو گئی تھی۔“ عمران نے سادہ لہجے میں پوچھا۔

”ایک بڑی بڑی کارسن۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”کیوں؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس لئے کہ ناوا شنگو اس سفید فام عورت کو حاصل کر سکے۔ ناوا شنگو سفید فام عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اُسے کوئی سفید فام عورت نفع آجاتے تو وہ اُسے حاصل کرنے کے لئے پاگل ہو جاتا ہے اور سدا گاؤں اس بات کو جانتا ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”تو کیا ناوا شنگو کے پاس پہلے بھی سفید فام عورتیں موجود ہیں۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ رواج کے مطابق کوئی انہی عورت یا مرد گھاؤں میں نہیں رہ سکتا سوائے اس کے جسے ناوا شنگو بالامپناہ دے دیں اور

پناہ صرف تین دن تک ہوتی ہے اور یہ بھی رواج ہے کہ پناہ کے دنوں میں خود ناوا شنگو بھی ایسی کسی الزام کے جسے لامابھی قبول کر سکیں پناہ والوں کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔“ پاشو نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”مجھ کو ہماری ساتھی سفید فام عورت کو کہاں رکھتا؟“ عمران

ہے اس نے اس کی بات چاہے غلط ہی کیوں نہ ہو سب کو خامی پڑتی ہے۔ پاشو نے جواب دیا۔

”وہ عورتیں اب بھی وہاں موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں وہ جس طرح اچانک نظر آتی تھیں اسی طرح غائب ہو گئیں۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”اس خفیہ اوڑے کا نام جام خور ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں اس کا نام جام خور ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔
 ”یہ کون سے جنگل میں ہے اور کہاں ہے۔ پوری طرح تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ موت جنگل شروع ہونے سے پہلے ہے۔ اس کے بعد موت کا جنگل آتا ہے اور موت کے جنگل کے بعد بڑا جنگل آتا ہے۔ جہاں سے لڑیاں کافی باقی ہیں۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔“ پاشو نے جواب دیا۔
 ”کیوں نہیں بتا سکتے۔ تمہیں بتانا پڑے گا۔“ عمران کا اہم سخت ہو گیا۔

”میں مجبور ہوں کیونکہ جام شرنک بھی میں اس نے جاسکتا ہوں کہ مجھے ناواشنگو نے اجازت دے رکھی ہے لیکن اس سے اگے نہیں جاسکتا۔ صرف ناواشنگو جاسکتا ہے۔ میں نے ایک بار ناواشنگو سے درخواست کی تھی کہ مجھے بڑے جنگل تک جانے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بھی کٹیاں کٹانے کے لئے کھیاگوں کو وہاں تک لے جا سکوں اس طرح میں پکنا ناواشنگو بھی جانا لیکن ناواشنگو نے بتایا کہ اس کے اچھے

رت کا جنگل شروع ہو جاتا ہے اس نے وہاں خود ناواشنگو بھی نہیں جاسکتا۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”کیا مطلب ناواشنگو کیوں نہیں جاسکتا وہ تو جنگلوں کا محافظ ہے۔“ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

”یہی بات میں نے اس سے پوچھی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ جنگل میں کچھ ایسے درندے آگئے ہیں جن کے منہ سے آگ نکلنے لگی ہے۔ اور جو آدمی اس جنگل میں داخل ہو وہ ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ لکڑی کاٹنے کے موسم میں یہ درندے کہیں چلے جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں۔ اس نے وہ اسے موت کا جنگل کہہ رہا ہے اور اتنا بتا کر اس نے مجھے جھڑک دیا تھا کہ آئندہ اس سے اس بائیے میں کچھ نہ پوچھوں اور اپنی زبان بھی بند رکھوں ورنہ وہ مجھے اپنی نابی سے بٹا دے گا اور موت کی سزا دے گا وہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا اس موت کے جنگل کے بارے میں معلوم ہو اس طرح وہ لکڑی کاٹنے سے انکار کر دیں گے۔ تمہیں بھی اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم اپنی موت پاشو نے جواب دیا۔

”یہ راگوشس اصطل کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”جنگل کی سرحد پر ہے۔“ پاشو نے جواب دیا۔

”شک ہے اب تم ہمیں وہاں سے پیلو اور سنو اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی جس سے ہمیں نقصان پہنچ سکتا ہو تو میں ایک لمحے میں تمہیں گولی لادوں گا۔“ عمران نے عزائم ہوئے۔

”اوہ تو تم وہاں سے گھوڑے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ گھوڑے

اور وہ شریا قبائل کی زبان اچھی طرح جانتی تھی اس لئے وہ سدا میں منظر
بجھ گئی تھی لیکن ظاہر ہے باقی لوگ یہ زبان نہ جانتے تھے۔ اس لئے
انہیں ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتوں کی سمجھ نہ آتی تھی۔

”پاشو اب ان کے آگے آگے چل رہا تھا اور عمران ہاتھ میں مشین
پیش لے آس کے پیچھے تھا جب کہ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔
بیک جوزف اور جوآن نے دوبارہ اٹھائے تھے اس کے ساتھ ساتھ
انہوں نے اب پاشو کے ساتھیوں کی مشین گنیں بھی اٹھائی تھیں اور ان
کے فالو میگزین کی بیٹریں بھی ان کے جموں سے اُتار لی تھیں۔

”یہ سب کیا ہے۔ کچھ نہیں بھی تو بتاؤ۔“ بولیا نے آگے بڑھ کر
حیرت مجھ سے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سانا چکر تمہاری وجہ سے چلا ہے۔ سفید فام عورتیں ناوا شنگو

کی مرغوب غذا ہیں۔ اس لئے اس نے سب کے کمانے میں بے ہوشی
کی دوا ملا دی تاکہ تمہیں اس حالت میں اٹھا کر جنگل پہنچا دیا جائے اور ہم
سب کو یہاں لاکر قتل کر دیا جائے لیکن تم جانتی ہو کہ تم ساتھ ہو تو پھر
سب کچھ نارمل پہنچتا ہے لیکن میں اس کمرے میں اکیلا تھا اور تم جنگل
کہاں تھی اور ہجر و فراق کے عالم میں کس کا دل کھانے کو چاہتا ہے۔

چنانچہ میں نے تھوٹا سا کھانا کھا یا تاکہ اُنہیں بھرنے کی قوت بہم میں باقی
رہ جائے اور ابھی میں آہیں بھرنے کی رہبر پسندی کر رہا تھا کہ یہ لوگ
آگے۔ ناوا شنگو ان کے ساتھ تھا۔ اس نے انہیں عدایات دینی شروع
کر دیں اور میں نے سُن لیا۔ اب ظاہر ہے میں یہ کیسے برداشت کر سکتا
تھا کہ پہلو ہسنگو میں خود والا حملہ درگت ثابت ہو سکے۔ چنانچہ

صرف جنگل میں چلنے کے لئے سدھائے گئے ہیں وہ پہاڑی چٹانوں پہ
چل سکے۔“ پاشو نے کہا۔

”تم پہلو تو سہی ہم انہیں خود ہی سدھالیں گے۔“ عمران نے
کہا اور آگے بڑھ کر وہ جنگا اور اس نے بازو سے پکڑ کر پاشو کو
ایک جنگل سے کھڑا کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کا دوسرا ہاتھ گھوما اور
کے گل پر زور دار پتھر پڑا اور پاشو چپینا ہوا آچیل کر پہلو کے بل دو
زمین پر جا گرا۔ پتھر اس قدر زوردار تھا کہ اس کے دو تین دانت
بھی باہر نکل آئے تھے۔

”یہ پتھر صرف ایک ہلکا سا ٹوٹتا ہے کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت
کرنے کی کو شمش کی تو تمہاری ایک ایک ہڈی بھی توڑی جاسکتی ہے۔“

عمران نے عزائم ہوتے کہا۔

”تم تم میں تمہیں اصل پر پہنچا دوں گا لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔“ پا
نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار
اُبھرتے تھے۔ عمران کے ایک ہی زوردار پتھر نے درحقیقت اس
کے چودہ تو کیا پندرہ سولہ طبق روشن کر دیئے تھے اور اسے احساس
ہو گیا تھا کہ یہ لوگ واقعی اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں گے۔ ایک ہی تھپ
نے نہ صرف اس کے دانت باہر نکال دیتے تھے بلکہ اس کی ناک
منہ سے خون کے قطرے نکل کر اس کی ٹھوڑی پر پڑنے لگے تھے وہ
پاشو غماصا لمبا ٹنڈنگا اور انتہائی مضبوط اور مشورے شرم کا پہاڑی آدمی
تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ مورق حیرت سے کبھی عمران کو دیکھتی
کبھی پاشو کی اس حالت کو۔ چونکہ ساری گفتگو اس کے سامنے ہوئی تھی

میں نے آئیں بھرنا بند کر دیں اور پھر نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ۱۰۔
میں اسے ساتھ لے کر اس خاموش شگلو کے پاس جا رہا ہوں تاکہ کم از کم
مجھے پتہ تو چلے کہ وہ ہمیں پکا کر کھانا چاہتا ہے یا کیا ہی بغیر ڈکار رہے
— عمران کی زبان مسلسل پل رسی تھی اس میں کہیں کوئی نکل نہ سٹاپ
آہی نہ رہا تھا۔

”تم سے بات کرنا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ لوگ کہتے
ہیں کہ عورتیں زیادہ بولتی ہیں لیکن تم تو عورتوں سے بھی زیادہ بولتے
ہو اور بولتے ٹھیک ٹھیک ہو۔“ جولیانے عقیلے لہجے میں کہا۔

”ارے میں تو اس سے بول رہا ہوں کہ تمہارے کبھی رحم آجائے
اور پھر میرا بولنا بند اور تمہارا شروع ہو جائے۔ کم از کم بولنے کی صورت
تو نہیں رہے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”رحم کا کیا مطلب عمران صاحب۔ میں کبھی نہیں۔“ جولیانے
ساتھ چلتی ہوئی مورقی نے چونک کر پوچھا۔

”سمجھ جاؤ گی جب مندر میں اشوک پرٹھے جائیں گے اور تم کسی بولنے
والے کے گرد سات بچھ رہے لگاؤ گی۔ تو ہمیں تو کم لیکن اس پھیروں کے
مرکز کو زیادہ کچھ آجائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
مورقی جھلکلا کہ ہنس پڑی۔

”اودہ تو آپ کا مطلب شادی سے تھا۔“ مورقی نے ہنستے ہوئے
کہا۔

”ہتھکا نہیں ہے۔ ابھی میں بوڑھا نہیں ہوا کیوں جولیانے کم از کم کچھ
تو حوصلہ ہی دے دو دل نا توں کو۔“ عمران نے کہا اور اس بار

جولیانے بھی مسکرا دی۔ اس کے چہرے پر شفقت رنگ چھوٹا
”تمہیں تو میں بکواس کرنا ہی آتی ہے۔ میں مورقی سے
— جولیانے کہا اور پھر وہ مورقی سے مخاطب ہو کر
”مورقی مجھے بتاؤ کہ ان دونوں کے درمیان کیا بات
جولیانے مورقی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور مورقی نے
کے درمیان ہونے والی گفتگو لفظ لفظ دہرائی شروع
کے ساتھ ساتھ باقی نمبر نہ بھی غور سے اس کی بات سننے
ان کے ذہنوں میں تجسس تو موجود تھا لیکن وہ جانتے جا
کچھ پوچھنا اپنے آپ کو سوائے جھنجھلاہٹ میں جھٹکا
حاصل نہیں کیونکہ عمران کی عادت تھی کہ اگر وہ بتانا چاہے
ورنہ چاہے لاکھ سرچکا لیا جاتے سوائے جھنجھلاہٹ کے
سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس نے وہ خاموش تھے لیکن مورقی سے
بتاتی تھی اس سے وہ ساری بات سمجھ گئے۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ یہ ناوشنخور و سیاہی یا
کافرستانی ایکٹ ہے۔“ صدر نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”ایجنٹ ہو نہ ہو بہر حال وہ اس کیل کا ایک کردار ضرور ہے۔“
— عمران نے اس بار سنیہہ لہجے میں کہا اور صدر نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

پاشا انہیں لے ہوئے کافی دیر تک ان پہاڑی راستوں میں چلتا
رہا لیکن پھر وہ ایک پہاڑی پڑی پر پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ پہاڑی

ایک قدرتی چشم تھا۔ وہاں سے پانی آسانی سے بھرا جاسکتا تھا۔ ناواشنگٹن جب یہاں پہنچا تو راسکوف کی معاہدے کے تحت بھیجی ہوئی چار سفید فام عورتیں پہلے سے موجود تھیں لیکن ناواشنگٹن کو چھانے یہ چاروں عورتیں اس قدر پسند نہ آئی تھیں یعنی اُسے وہ سفید فام عورت آئی تھی جو ان انجیہوں کے ساتھ تھی۔ اُس کے مقابلے میں یہ چاروں عورتیں اُسے موٹی، بھڑی اور باصورت لگ رہی تھیں اس لئے اس نے ان سے صرف نام پوچھے اور پھر آرام کرنے کے لئے کہہ دیا اور اس وقت وہ اُسی سفید فام عورت کے انتظار میں بے چین سے کمرے میں ٹہل رہا تھا جسے پائلٹ نے اپنے ہمراہ لانا تھا۔

”اُسے اب تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔“ ناواشنگٹن نے بڑے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اُٹھنے لگا۔ اُسی لئے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور ناواشنگٹن یہ آواز سن کر چونک پڑا۔ وہ تیزی سے کمرے کے ایک کونے میں بکھے ہوئے بائیں طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک ٹرانسمیٹر تھا جو راسکوف نے اُسے دیا تھا تاکہ اگر ضرورت پڑے تو باہم شوشیں بیٹھ کر وہ ان سے باتیں کر سکے یا انہیں کوئی بات کرنی ہو تو وہ اُس سے بات کر سکیں ناواشنگٹن یا سوچو کہ گریٹ لیڈ میں بیٹھ چکا تھا اس لئے اُسے ان سامنی آلات سے اچھی طرح واقفیت تھی۔ اس نے جلدی سے اُسکے بڑھ کر بیٹھ دیا۔

”ہیلو ہیٹور راسکوف کانگ اوور۔“ میں دیتے ہی ٹرانسمیٹر سے راسکوف کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔

ناواشنگٹن جھلک کے نیچے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ یہ اڈہ جسے جام شو کہا جاتا تھا۔ ناواشنگٹن اس کی فرمائش پر راسکوف نے ہوا کر دیا تھا۔ جام شو مشرق کی زبان شیر کی کھار کو کہتے تھے اور چونکہ ناواشنگٹن نے اسے اپنے لئے بنوایا اور وہ خود اپنے آپ کو پوری دنیا میں سب سے بہادر سمجھتا تھا۔ اس نے اُس کا نام جام شو ہی رکھ دیا تھا۔ اس اڈے میں چار چو اور ایک بڑا کمرہ تھا اور اس کی سیدھیاں اور ایک ایسی جگہ جاکر ہوتی تھیں جہاں بڑی سی جھاڑی تھی۔ اُس جام شو میں تازہ ہوا کے آنے کے بھی خاص انتظامات رکھے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جام شو کافی عرصے تک آسانی سے رہ سکتا تھا۔ اس نے یہاں ایک چھوٹے کمرے میں ایسا سامان بھی رکھا ہوا تھا جو کھانا پکانے کے کام آتا تھا اور یادِ انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ جام شو سے ذرا فاصلے پر جھلک کے انا

”ہاں کیا بات ہے کیوں کان کی ہے اور“۔ ناواشنگو نے بڑی طوطی کے بل پیچھے ہوئے کہا۔

”سنو ناواشنگو ہماری اطلاع دے رہی ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد ہام شو

بک پہنچ جائیں گے اور جہیں ہماری اطلاع کے متعلق خود ہی علم پھیلے گا۔ ہم جہیں آخری موقع سے رہے ہیں کہ تم ان کا یہیں خاتمہ کر دو

ورنہ۔۔۔۔۔ اور اینڈ آل۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی کڑخت

لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز کی بجائے دوبارہ سٹی کی

آواز آئے گی۔ ناواشنگو کا چہرہ خفصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ

ہو گیا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور وہ تیزی سے اس

کمرے سے نکلا اور ایک اور کمرے میں پہنچ گیا جس میں سے سیڑھیاں

اوپر کو چڑھ رہی تھیں۔ دوسرے کمرے وہ ایک وقت دو دو سیڑھیاں

پہلے آتا ہوا چند ہی لمحوں میں ہام شو سے باہر آ گیا چونکہ اس کا پرگلا

یہاں طویل عرصے تک رہنے کا تھا اس لئے وہ گھوڑا لے کر نہ آیا تھا

اور پیدل ہی چلا ہوا یہاں تک پہنچ گیا تھا۔ وہ چونکہ ان جنگلوں کا

اکھا قلعہ تھا اس لئے وہ ان جنگلوں کا کیرا تھا۔ وہ ہام شو سے

نکلنے ہی دوڑتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک

کمرے درخت کے نیچے جا کر ٹپ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور چند

لان میں وہ کسی پھر تیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھ گیا۔ مشین

ان اس کے کاندھے سے لٹک رہی تھی۔ درخت کی اوپر والی شاخوں

پر بیٹھا کہ اس نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں سے وہ اس راستے پر

خوبی نظر رکھ سکتا تھا جہاں سے پاشو نے لاشیں لے کر آنا تھا۔ اُسے اب

”ناواشنگو۔ تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور“۔

دوسری طرف سے راسکوف نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو“۔ ناواشنگو راسکوف کی بات سن کر بڑی طوطی

پھیل پھا۔

”ہاں ہمیں اطلاع مل گئی ہے۔ تمہارا ایک آدمی ان سب کو گھوڑوں

پر سوار کرانے جنگل میں داخل ہوا ہے۔ البتہ وہ دونوں عورتیں ان کے

ساتھ نہیں صرف چھ مرد ہیں۔ وہ سب زندہ سلامت اور ٹھیک ٹھاک

ہیں اور سنو ناواشنگو۔ جہاں ہم تمہاری سب شرطیں منظور کر سکتے ہیں۔

وہاں ہم جہیں جبرتناک سزا بھی دے سکتے ہیں اور“۔ راسکوف نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم غلط کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے جہیں پہلے بھی بتایا تھا

کہ میں نے اس سفید فام عورت کو حاصل کرنے کے لئے بیٹے ہی ان

کے کھانے میں گہری نیند والی دوائی ملا دی تھی اور پھر میں نے تم سے

بات کرنے کے بعد جا کر اپنے آدمیوں کو انھیں اٹھا کر پہاڑیوں میں لے

جائے اور انہیں وہاں قتل کر کے ان کی لاشیں یہاں لانے کا حکم دیا تھا۔

اور میرے نائب پاشو نے اس سفید فام عورت کو زندہ اور ان انجیلور

کی لاشیں یہاں پہنچائی تھیں اور میں ان کا انتقام کر رہا ہوں اور تم کہہ

رہے ہو کہ وہ زندہ بھی ہیں اور میرا آدمی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کو

ساتھ لے کر بھی آ رہا ہے یہ کیسے ممکن ہے اور“۔ ناواشنگو نے حلق

بڑھ رہے تھے۔

”ہو نہ تو پاشو ان انہیوں کے ساتھ مل گیا ہے۔“ نالواشنگٹون نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین گن کو اس طرح ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا کہ یہ سارے گھوڑ سواروں کی رینج میں بخوبی آجائیں چونکہ وہ لوگ ابھی مشین گن کی رینج میں نہ تھے۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیسے ہی وہ لوگ رینج میں آئے۔ نالواشنگٹون نے ہونٹ پیچھے ہونے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور زنگر ہسٹ کی ٹوفاک آواز کے ساتھ ہی نیچے جنگل میں جیسے انسانوں کا طوفان سا اُٹ پڑا۔ ساتوں کے ساتوں گھوڑوں پر موجود افراد لڑیوں کی باڑ کا کر گھوڑوں سمیت اڑت کر دوسری طرف گسے تھے کیونکہ لڑیاں ان گھوڑوں کو بھی لگی تھیں۔ گھوڑے تو پیچھے گسے ہی اُچھلے اور ڈکی سے جنگل میں ادھر اُدھر دوڑنے لگے جب کہ پاشو اور وہ چھ اپنی دنیوں کا نشانہ بن کر وہیں زمین پر ہی بڑی طرح تڑپ رہے تھے۔ نالواشنگٹون نے ایک لمبے لمبے کر ایک بار پھر مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور لڑیاں ان بار گھاس پر تڑپتے ہوئے پاشو اور ان انہیوں کے حصوں پر تڑپنا سننے لگیں۔ پیچھے کی شدت سے نالواشنگٹون مسلسل فائر کے چلا جا رہا تھا لاکھ وہ ساتوں کے ساتوں اب بے حس و حرکت ہو چکے تھے لیکن نالواشنگٹون کا غصہ بڑھتا ہوا دماغ کی طرح ٹھنڈا ہونے میں ہی نہ آیا تھا۔ اس نے اس وقت ہاتھ روکا جب مشین گن سے کھنک کی مار نکلی۔ اس آواز کا مطلب تھا کہ میگزین ختم ہو چکا ہے۔

”میرا نائب اور میرے خلاف سازش کر رہا تھا۔ میں اس کی لاش کے

لاشیں لے آئے کی بجائے انہیں زندہ سلامت ساتھ لے آئے گا۔“ معلوم تھا کہ پاشو کسی صورت بھی اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود وہ اس درخت پر اس لئے آگیا تھا کہ یہاں نہ صرف راسکوف کی اطلاع کی آسانی سے تصدیق کر سکتا تھا اور اگر واقعی پاشو اس کی حکم عدولی کی ہے تو پھر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہیں سے پیچھے گن کے ذریعے سب سے پہلے اس پاشو کو لڑیوں سے چھلنی کسے اور اس کے بعد ان انہیوں کو۔ وہ جس جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس جگہ ہونے وہ پیچھے سے کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتا تھا اس نے وہ دھڑی طرح تھا۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ اُس کا نوں نے دُور سے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی آواز سن لی اور چونکہ کرسیدھا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد جب درختوں سے نکل کر سامنے آئے تو اس کا حوالہ پاسبان کی طرح اُچھلنے لگا۔ راسکوف کی اطلاع درست تھی کیونکہ واقعی سات گھوڑوں میں سے پھر یہ وہ انہی اور گھوڑے پر پاشو موجود تھا اور ان کا رخ واقعی عام شو کی طرف تھا۔ پاشو اور وہ انہی گھوڑوں پر سوار ہونے کی بجائے ان پر بیٹھ بل بیٹھے ہوئے تھے ان کے منہ گھوڑے کی گردن پر اور پیر دم کی طرف تھے۔ وہ بالکل اسی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے جیسے گھنے جنگل میں آدمی گھوڑے پر بیٹھ کر گزرتا ہے لیکن ان کے چہرے واضح طور پر ان کے سامنے تھے اور وہ پاشو اور وہ انہی ہی تھے۔ اس کا مطلب کہ وہ کسی کی نظروں سے پیچھے کے لئے اس انداز میں گھوڑے پر بیٹھ کر

ساتھ مل گیا تھا۔" ناواشنکو نے تیز لہجے میں کہا۔

"بیس اطلاع مل گئی ہے ناواشنکو۔ لیکن ایک بات بتاؤ کہ یہ لوگ گھوڑوں پر بیٹھ کر آنے کی بجائے لیٹ کر کیوں آ رہے تھے۔ اور"۔ راسکوف نے کہا۔

"اور اس کا مطلب ہے تم نے یہاں کوئی ایسے سائنسی آلات لگائے ہوئے ہیں جن سے تم سب کچھ دیکھ بیٹھے ہو لیکن یہ تمہارے میرے ساتھ پہلے معاہدے کی خلاف ورزی ہے تم نے کہا تھا کہ صرف موت کے جنگل میں آلات لگیں گے۔ اور"۔ ناواشنکو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم اپنے معاہدے پر پابند ہیں لیکن ناواشنکو تم نہیں جانتے کہ دنیا میں ساٹھس کتنی آگے بڑھ چکی ہے۔ ہم تمہارے اس جنگل کو کیا پائیں تو پورے تباہ کر کہی بھی جگہ سے دیکھ سکتے ہیں تم ان باتوں کو چھوڑو۔ میرے سوال کا جواب دو اور"۔ راسکوف نے قدرے ناواشنکو ار لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم جنگل کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ جب گھانا جنگل ہو یا خطرے کا مقام ہو تو جنگل کے لوگ اس طرح گھوڑے کی پشت پر لیٹ کر آگے بڑھتے ہیں اس طرح دُور سے دیکھنے والوں کو پس میں نہیں چلا کر گھوڑے خالی آ رہے ہیں یا ان پر کوئی موجود بھی ہے۔ یہ ترکیب یقیناً پاشو نے انہیں سکھائی ہوگی لیکن میں چونکہ ان کے اشتہار میں اونچائی پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے مجھے وہ صاف نظر آ گئے اور"۔ ناواشنکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مکھلے اڑاؤں کا۔" ناواشنکو نے غصے سے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر خالی مشین گن کو کاغذ سے پر لٹکا کر وہ تیزی سے درخت سے چپٹے اترنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ زمین پر تھا۔ دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔ وہ سب واقعی گولیوں سے چھنی ہوئے پڑے تھے یہ گولیاں یقیناً پاشو ہیں اصل میں چھپا کر آیا ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ انہیں کہاں چھپا سکتا ہے۔ میں انہیں ابھی جا کر تلاش کرتا ہوں۔ پہلے میں۔ راسکوف کو بتاؤں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے اگر کی اطلاع بھی درست ہی تھکی اور میرا ہی نائب میرے ساتھ خداری پر ہوا گیا۔ جو ہمیرے ساتھ خداری کا بھی انجام ہونا تھا۔" ناواشنکو نے انتہائی نفرت بھرے انداز میں پاشو کی لاش کو بٹو کر پس مارتے ہوئے کہ پھر وہ تیزی سے واپس جام نشو کی طرف دوڑ پڑا تاکہ وہاں جا کر زخم پر راسکوف کو اطلاع دے کہ ان انجینیئروں کی لاشیں لے جائے گا یا انہیں بھی پاشو کی لاش کے ساتھ ہی کسی کھائی میں پھینک دیا جائے۔ توڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس کمرے میں پہنچ گیا جس میں پہلے موجود تھا۔ ابھی وہ کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز ٹپکنے لگی۔ اس نے چھٹ کر ٹرانسمیٹر کا بلی آؤن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو راسکوف کا ٹنگ اور"۔ دوسری طرف سے راسکوف کی آواز سنا دی لیکن اس بار اس کے لہجے میں سختی کی بجائے مسرت کی جھجھکتا ہوا موجودگی۔

"راسکوف۔ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے اور ان انجینیئروں کو بھی مار ڈالا ہے اور اپنے نائب کو بھی گولیوں سے اٹا دیا ہے جو ان کے

”اوہ تمہاری بات درست ہے ہمیں واقعی یہ پوائنٹ سمجھ میں نہ آ رہا تھا بہر حال ٹھیک ہے تم نے واقعی معاہدہ مکمل کر دیا ہے لیکن وہ دونوں عورتیں جو ان انہیوں کے ساتھ تھیں وہ کہاں رہ گئی ہیں اور“ — راسکوف نے کہا۔

”یہ ناشوکی نیت ضرور ان پر خراب ہوئی ہوگی تجھے پہلے بھی شکایت ملی تھیں کہ پانچو جس عورت کے ساتھ چلا ہوتا ہے دل بہانے لگا جاتا ہے اور بغیر میری اجازت کے۔ لیکن میں چپ کر جاتا تھا کیونکہ بہر حال وہ میرا نائب تھا۔ اس نے ضرور انہیں انگوٹھ اٹھیل میں رکھا ہوا ہوگا میں اب وہیں جا رہا ہوں تاکہ ان عورتوں کو بندوقوں پھر اس کالی عورت کو مار کر اس سفید فام کو اپنے ساتھ یہاں جاں شومیں لے آؤں۔ یہاں واپس اس نے آیا تھا کہ تمہیں بتا سکوں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر ڈیپے اور“ — ناواشنگٹون نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم ملتے ہیں اور اینڈ آں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیرٹ سے دوبارہ سیٹی کی آواز سننے لگی ناواشنگٹون نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیرٹ آف کر دیا اور پھر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران جو لیا کے ساتھ اٹھیل سے کچھ دور پہاڑی چٹانوں کے اندر موجود تھا لیکن ان دونوں کی نظر میں اٹھیل اور اس کے پیچھے پیچھے ہوئے جنگل پر ہی جی ہوئی تھیں۔

”ہو سکتا ہے جو کچھ تم سوچ رہے ہو وہ بالکل ہی غلط نکلے۔“
عمران کے ساتھ نیچی ہوئی جو لیا نے کہا۔ وہ دونوں اکٹھے ایک چٹان کی اوٹ میں تھے جب کہ ان کے دوسرے ساتھی اٹھیل کی دوسری سائیڈ پر وہاں سے کافی دور دور تھے ہوتے تھے۔

”ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے تم بھی ہاں کہہ سکتی ہو“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر دی بکواس کہی تو سنجیدہ ہو جایا کرو“ — جو لیا عمران کے اس بے موقع مذاق پر واقعی بڑی طعن جھلا گئی تھی۔

”کہی کیا میں ابھی سنجیدہ ہو سکتا ہوں بس تم ہاں کہہ دو“ — عمران

نے اُسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔
 ”میرے ہاں کہنے سے کیا ہوگا۔“ جو لیا نے لکھنت ہونٹ بیچنے
 ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اندرونی جذبات کی وجہ سے لکھنت سرخ بڑ
 گیا تھا اور آنکھوں میں عجیب سی چمک آگئی تھی اور اس کے چہرے کا
 بدلتا ہوا رنگ اور آنکھوں میں ابھرتے والی چمک دیکھ کر عمران کا ہاتھ
 بلے اختیار سر پر پڑ گیا۔

”میں سنجیدہ ہو جاؤں گا اور کیا۔“ عمران نے فوراً اور حالات
 کو نارمل کرنے کے لئے کہا کیونکہ وہ جو لیا کو اس سے کہیں زیادہ جانتا تھا
 اُسے معلوم تھا کہ جو لیا ابھی ایک کی بجائے دس بار ہاں کہہ دے گی کیونکہ
 اس وقت وہ اکیلے تھے اور ایسے موقع پر جو لیا کو واقعی ہاں کہنے کا دورہ
 پڑ جاتا تھا۔

”بہتر تو تم صرف دوسروں کے جذبات سے کہنے کے لئے ایسی بات
 کرتے ہو۔“ جو لیا کے ہونٹ لکھنت اور زیادہ بیچنے لگے اور چہرہ سبز
 جذبات کی شرح کی بجائے غصے کے تاثرات ابھرنے لگے اور عمران
 نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کا صاف مطلب تھا کہ
 جو لیا اس خصوصیت سے نکل آئی ہے۔

”میں ٹھیک ہے میں اور تم ویسے پاکیزہ جا کر۔۔۔۔۔“ عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا اور جان بوجھ کر اُس کے گلے کی بجائے خاموشی ہو
 گیا۔ جو لیا کا چہرہ ایک بار پھر رنگ بدلتے لگا۔

”واپس جا کر کیا کریں گے۔“ جو لیا نے بڑی امید بھری نظروں
 سے عمران کو دیکھتے ہوئے جذبات میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

”واپس جا کر فٹ بال ٹیم کی فیکٹری کھولیں گے اور فٹ بال کا
 نام رکھ دیں گے جذبات۔ بہت اچھا نام ہے۔ پھر لوگ کہہ سکیں گے
 کہ وہ واقعی جذبات سے کھیل رہے ہیں۔“ عمران نے بڑے سادہ
 سے لہجے میں کہا۔ اور جو لیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔
 ”امق۔ پتھر۔ سنگدل۔ ظالم۔ ناسخ۔“ جو لیا کی
 بڑ بڑاہٹ سنائی دی۔

”یہ بھی اچھے نام ہیں۔ چلو ایسا کرتے ہیں۔ قرعہ ڈال لیتے ہیں جو نام
 قرعہ میں نکل آیا وہ رکھ لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”بکواس مت کرو۔ خاموش ہو جاؤ۔“ جو لیا نے لکھنت بیچ
 کر کہا۔

”ارے ارے اتنے زور سے مت بیچو۔ یہاں پیادوں میں تو باگشت
 بہت دور تک سنائی دیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ باقی ساتھی یہ سمجھ لیں کہ ہم
 ان سے صلحہ ہوئے ہی سنجیدہ ہو چکے ہیں۔“ عمران نے کہا اور
 جو لیا نے ہانے کھینچنے کی وجہ سے لکھنت منہ پڑی۔

”کھینچتے ہیں تو کھینچ لیں میں کبھی سے ڈرتی ہوں۔“ جو لیا نے
 لکھنت مسکراتے ہوئے کہا اور عمران واقعی اسے حیرت سے دیکھنے لگا
 کیونکہ جو لیا کا یہ موڈ واقعی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

”ارے ارے تم تو رہبرسل میں اس قدر تیز جاری ہو تو اصل میں
 کیا ہوگا۔“ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے
 کہ جو لیا کوئی جواب دیتی چانک عمران کے ساتھ رکے ہوئے ایک
 چھوٹے سے ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے دور سے تیز

دوڑنے والا دور سے قریب آ رہا تھا کیونکہ ہر لمحہ قدموں کی آواز اُٹھتی ہوتی
باری تھی۔ عمران اور جولیا دونوں اس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے۔

یہ خورمیں یقیناً پاشو وین اھٹل میں چھپا آیا ہو گا۔ میں جانتا ہوں کہ
وہ انہیں کہاں چھپا سکتا ہے۔ میں انہیں ابھی پا کر تلاش کرتا ہوں پہلے
میں راسکوف کو بتا دوں کہ میں نے معاہدہ مکمل کر دیا ہے واقعی اس کی
الوہ بھی دیرت بھی نکلی اور میرا ہی نائب میرے ساتھ خداری پر مل گیا۔
بوسنہ میرے ساتھ خداری کا بھی انجام ہو سکتا ہے۔“ ناوا خٹک کو
خلفے سے بھری آواز باکس میں سے نکلنے لگی اور پھر قدموں کی آوازیں
بانی ہوئی ستانی دریں لیکن بھاگنے والے قدموں کی جہیں بلکہ چلتے ہوئے
قدموں کی اور چند لمحوں بعد خاموشی چھا گئی۔

”کمال ہے اگر میں اپنے کانوں سے یہ سب کچھ د سن لیتی تو کبھی اس
بات پر یقین نہ کرتی کہ تم نے جو کچھ سوچا وہ حرف بحرف درست بھی
کل سکتا ہے۔“ جولیا نے اس بار قسمیں آمیز لہجے میں کہا۔
”چلو تم میرے علم نجوم کی قوت قائل ہوئیں۔“ عمران نے مسکراتے
دستے کہا۔

”اپنا تم واقعی علم نجوم جانتے ہو تو بتاؤ کہ تمہاری شادی کب ہوگی۔“
— جولیا نے ایک بار پھر کھل کر کہہ دیا۔

”میری شادی — وہ اس کی تو فیص لگے گی۔“ عمران نے
واب دیا۔

”تم فیص بھی لے لینا۔“ جولیا کی نفسیات واقعی بگڑ گئی تھی لیکن
ان کے باوجود اس نے اپنی بجائے عمران کی شادی کا نام لیا تھا۔

فائرنگ ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی انسانی جینیں بھی نکلیں۔ عمران نے
چونک کر اس کا ایک اور بٹن دبا دیا تو آوازیں کافی تیز اور گونج دار
ہو گئیں۔ جیسے اب دور کی بجائے ان کے قریب ہی چٹان کے پیچھے
فائرنگ ہو رہی ہو۔

”گلگ گلگ کیا مطلب۔“ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔
”دیکھو میرا اینڈیا درست نکلا۔ میں اب تک ایک تم ہی ہو جو میرے
سامنے اینڈیے غلط کر دیتی ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
فائرنگ ایک لمحہ ٹک کر دوبارہ شروع ہو گئی تھی اور پھر تھوڑی دیر
بعد خاموشی چھا گئی۔
”تو تم نے ان میں سے کسی کے پاس میں ڈکٹ فون چھپا دیا تھا۔“
جولیا نے کہا۔

”غائب ہے ورنہ ابھی میرے کان اس قدر تیز تو نہیں ہوتے کہ
اتنی دُور سے فائرنگ کی آوازیں ملنی سکوں گا البتہ تم تو پاس ہی ہزاروں
میل دور سے سرگوشی میں بھی پکارو تو سن لوں گا۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”میں تو تمہیں قریب سے بھیج دیکھاتی ہوں لیکن تم سننے ہی نہیں میرے
لئے تو تمہارے کان بہرے ہو چکے ہیں۔“ جولیا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے کالوں تک چمکتی چلی
گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا اب تنگ اگر ڈھیسٹ بن گئی ہے تو
اب اس نے اُن عمران کو زہر کرنا شروع کر دیا تھا۔

اُسی لمحے باکس میں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

پھر تو مجھے اندھا بنا پڑے گا۔ اور اندھے دیکھنے کی بجائے ٹٹولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اندھے ہو جو تھے۔“ گمران نے کہا۔
 ”شٹ اپ۔ اب تم بد اخلاقی پر اتر آتے ہو نائنس۔“
 جولیا بڑی طرح بگڑ گئی۔

”عمران صاحب۔“ اپنی انہیں چٹان کے پیچھے سے حذر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں ہی بڑی طرح چونک پڑے۔
 ”ارے تم ہماری راز و نیاز کی باتیں سن رہے ہو یا یہ تو بڑی بد اخلاقی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہپ بے شک راز و نیاز کرتے رہیں لیکن میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ اس باکس نے کچھ بتایا بھی ہے یا ہم اسی طرح چٹانوں میں رات تک بیٹھے رہیں گے۔“ حذر نے پٹائی کے پیچھے سے نکل کر سامنے آتے ہوئے کہا۔

”بہت کچھ بتایا ہے۔“ جولیا نے جلدی سے کہا۔ وہ شاید حذر کی آواز سن کر بڑی طرح حیرت مندی تھی اور اسی حیرت کو مٹانے کے لئے ہی فوراً بول پڑی تھی اور پھر اس نے جلدی جلدی اب تک باکس میں سے ابھرنے والی ساری باتیں بتا دیں۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ناوا شنگو اب آپ کی تلاش میں اصطلین تک آتے گا۔ اس کا مطلب ہے عمران صاحب کا نہ صرف آئیڈیا درست نکلا بلکہ انہوں نے جو ترکیب استعمال کی وہ بھی درست ثابت ہوئی۔“ حذر نے خمیس بھر سے دلچسپی میں کہا۔

”اسی لئے تو ہماری انہیں ساتھ سے بیٹھا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ناوا شنگو انہیں لے اڑے اور ہم امید کے چکر میں ہی پھنسے رہ جائیں۔“

”صرف تاریخ پہلے چینی ہے یا یہ بھی پوچھنا ہے کہ یہ شادی کس سے ہوگی اس کا نام بھی پوچھنا ہے۔ عام بخوبی تو یہ جانتا ہی رہا ہو سکتا ہے۔ میں لیکن یہ کم از کم آدھا نام تو بتا سکتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آدھا کیا تم پورا بھی بتا سکتے ہو۔“ جولیا واقعی پوری طرح ڈھنساٹی پر اتر آئی تھی شاید وہ بھی تنگ آمد جنگ آمد ملے معاویہ پر عمل کر رہی تھی۔

”پورا نام تو مجھے پوچھنا پڑے گا مگر مولے سے البتہ آدھا نام میں ابھی بتا دیتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔“ مورتی کے کیوں پوچھنا پڑے گا۔“ جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس لئے کہ واقعی میں نے پورا نام تو پوچھا ہی نہیں اب تک۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کی آنکھیں پلکپلک سے سرخ ہونے لگ گئیں۔

”تو تم اس پر نظریں رکھتے ہوئے ہو۔“ بھی تمہارا کردار ہے۔ ایسی کا تم ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہو۔ جو لڑکی تمہارے فلیڈ پر پہنچنے تم فنشوں کی طرح اس پر نظریں رکھ لیتے ہو۔“ جولیا نے بڑی طرح پینہ کمارتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ تو یہی تصور کر رہی تھی کہ عمران اس کا نام لے گا۔ یہ تو اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران مورتی کا نام لے دے گا۔

”ارے ارے تو تمہارا مطلب ہے۔ میں مورتی کو دیکھوں بھی ناں۔“

”عمران صاحب بھی بات یہ ہے کہ آپ نے جو انوکھا کام کیا تھا کم از کم میری سمجھ سے باہر تھا اور پھر ان لوگوں کو اپنا لباس پہنا کر اودان کے چروں پر میک آپ کر کے انہیں گھوڑوں سے اس طرح باندھ کر جنگل کی طرف بھیجا کہ اس سے ناواشنگو کے اڈے کا بھی پتہ چل جائے گا اور ناواشنگو یہاں بھی دوڑا آئے گا۔ کبھی کو فیصلی آتا تھا۔“

معدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”تم ابھی تک اصل مقصد نہیں سمجھ سکتے۔ فیصلی اڈے والوں کے انچالہ کا نام راسکوف لے رہا تھا یہ ناواشنگو۔ یہی خطہ تھا کہ انہوں نے اس جنگل میں کہیں شلی ویو آلات نہ فٹ کر رکھے ہوں کیونکہ اس پاشو نے جو کچھ بتایا تھا اس سے ہی شک پڑتا تھا۔ میں نے اس بات کو ٹریس کرنے کے لئے یہ سارا قصیل کھیلا اور دیکھ لو میری بات درست ثابت ہوئی۔ جیسے ہی گھوڑے جنگل میں داخل ہوئے انہیں اس کا پتہ چل گیا اور ناواشنگو نے ان پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ ایک ہی مشین گن سے فائرنگ کی گئی ہے اور فائرنگ بھی خاصی بلندی سے کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ناواشنگو نے اس بات کو پہلے سے چیک کر لیا تھا چنانچہ وہ دھوکہ کھا گیا کیونکہ میں نے پاشو اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کو گھوڑوں سے اس لئے اس طرح باندھا تھا کہ اس طرح وہ خود خود اڈے تک پہنچ جائیں گے۔ یہ گھوڑے سدھے ہوئے ہیں اور سدھے ہوئے گھوڑے خود خود راستہ پہچان کر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے جسموں کو سیاہ رنگ کی رسی سے باندھنے کے بعد ددر سے وہ رسی نظر نہ آ سکتی تھی کیونکہ

ان کے جسموں کا رنگ گہرا سیاہ ہے اور سیاہ ہیروں اور سیاہ بازوؤں پر ہندھی جوتی سیاہ رسیاں اور پھر اسی لئے میں نے گھوڑے بھی خاص طور پر سیاہ رنگ کے منتخب کئے تھے۔ پھر ان کے اعضاء سمست روئے کا انجکشن لگانے کے بعد میرا ڈرامہ مکمل ہو گیا۔ میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ اڈے تک پہنچنے سے پہلے یہ لوگ چپک چپک ہیں یا نہیں۔ اسی لئے میں نے پاشو کی جیب میں ڈکٹا فون لٹکوا دیا تھا اور اب دیکھو اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اگر ان لوگوں کی بجائے ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرح اڈے کی طرف جا رہے ہوتے اور اچانک کبھی رخت سے ہم پر مشین گن کا فائر کھول دیا ہوتا تو جس طرح ان لوگوں کی جینیں نکلی ہیں اس طرح ہماری بیخوں سے جنگل گونج رہا ہوتا۔“

گمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اس سارے انوکھے ڈرامے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کیونکہ اصل بن پر قبضہ کرنے اور چند افراد کو قتل کرنے کے بعد وہاں موجود باقی افراد کو عمران نے ہتھ کر کے قید کر لیا تھا اور اس کے بعد اس نے واقعی وہاں عجیب و غریب ڈرامہ شروع کر دیا اپنے بیگروں میں سے اس نے میک آپ کا سامان نکال کر ان میں سے چھ افراد منتخب کر کے ان پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک آپ کیا اور نجران کے لباس اتروا کر خود پہنے اور اپنے لباس انہیں پہنا دیئے اس کے بعد عمران نے بیگ میں سے نکال کر قصصی انجکشن ٹکواتے لو انجکشن کے بعد ان کے جسم اس طرح ٹسٹ پڑ گئے جیسے وہ نمائی طور پر مخلوق ہو گئے ہوں۔ گمران نے چھ سیاہ گھوڑے منتخب کر لے اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں ان گھوڑوں پر سیدھے رینگا

کے ساتھ پوری طرح ملا ہوا تھا۔

”اب آپ ناواشنگو کے آنے کا انتظار کریں گے“ — معذرتے ہیں۔

”ہاں۔ کیونکہ اب ناواشنگو ہی ہمیں بتائے گا کہ آڈہ کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کہاں کہاں آگاہت نصب ہیں اور وہ کس قسم کے ہیں“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”وہ کار ہے۔“ اچانک جوہیا نے کہا اور صفدر اور عمران چونک کر کہنے لگے۔ واقعی جنگل کے اندر سے ناواشنگو گھوڑے پر سوار عطیل کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ میٹھن گن اس کے کانڈے سے لٹکائی تھا اور وہ بڑے اکرے ہوئے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

”جوہیا۔ تم ایسا کہو کہ ذرا نیچے جا کر ایک چٹان کے نیچے چھپ جاؤ اور زور سے چیخا سڑو کہ دو۔ تمہارا انداز ایسا ہونا چاہیے جیسے تم بندھی ہوئی ہو اور اب ناواشنگو کو دیکھ کر چیخ نہ رہی ہو۔ اس طرح ناواشنگو بھاتے عطیل کے اندر جانے کے تمہاری طرف کھینچا جائے گا۔

ورنہ عطیل کے اندر بکھری ہوئی لاشیں دیکھ کر وہ چونکا ہو جائیگا۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوہیا سر ہلاتی ہوئی چٹان کی اوٹ سے نکلے جیسے انداز میں نکلی اور پھر کسی جنگلی حشرات کی طرح دوڑتی ہوئی نیچے بڑی بڑی چٹانوں کی طرف بڑھتی گئی۔

معذرتہم جا کر باقی ساتھیوں کو سمجھا دو کہیں وہ جوہیا کی بیخبری کر دیکھ کر اٹھ نہ کھڑے ہوں۔ ابھی ناواشنگو دور ہے۔ جب تک وہ قریب پہنچے گا تم اپنے ساتھیوں تک پہنچ جاؤ گے۔“ عمران نے

کروچیں عطیل سے ملنے والی سیاہ رنگ کی باریک رسی سے ان کے پاؤں اور پیر گھوڑے کے جسم کے ساتھ اس طرح باندھ دیے کہ وہ آسانی نہ کر سکیں البتہ زور وار ہینچے گئے کے بعد یہ گانٹھیں خود بخود کھل جاتی ہیں اور اس سارے ڈرامے کے بعد اس نے ان گھوڑوں کو جنگل کی طرف ہانک دیا۔ سب سے آگے اس نے پاشو کا گھوڑا رکھا اور اس کے بعد ایک قطار کی صورت میں باقی پانچ گھوڑے۔ اس کے ساتھ ہی سمیت اس سے اس سارے ڈرامے کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے لیکن عمران اکتیس باتیں ثابت کر کے انہیں ٹالتا رہا اور پھر اس نے خود ہی جوہیا سمیت اپنے لئے اور باقی ساتھیوں کے لئے عطیل سے جھٹ کر چٹانوں میں چھپ کر بیٹھنے کی جگہیں منتخب کیں۔ عمران نے البتہ بیگ میں سے ایک ہاس نکال کر اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جب کہ بیگ پرستور جوزف اور جوہا کے پاس تھے۔ ان چھ افراد کے علاوہ باقی عطیل میں موجود چار زندہ افراد کو اس کے اشارے پر ہوا نے گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔

اس وقت تو عمران کے سارے ساتھی عمران کے اس سانسے ڈبا کو نہ سمجھ سکے تھے لیکن اب اس کا جو نتیجہ نکلا تھا اس نے انہیں واقف حیران کر دیا تھا۔ نہ صرف یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جنگل میں باقی چھ جنگ آگاہت نصب ہیں بلکہ عمران نے اس سے مزید دو ہزار فائدہ اٹھایا تھا۔ ناواشنگو جوہیا کی وجہ سے اب عطیل میں آئے گا اور یقیناً ناواشنگو یہ سمجھ کر مطمئن ہو گیا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہوا ہو چکے ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ناواشنگو ان اڈے سے والا

جولیا کے جانتے ہی عنصر سے کہا اور عنصر سر ملتا ہوا دوسری طرف کر
جیسے ہلکے انداز میں نکل گیا۔

جرت سے ٹٹٹک کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ عمران چٹان کے پیچھے سے کھڑا
ہو گیا۔

”خوش آمدید ناواشنگو۔ تم واقعی اصول پسند ناواشنگو ہو۔
کہ پہلے خود ہی پناہ دی اور پھر خود ہی قتل بھی کرانے کی کوشش کی“
عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ عمران کے
اٹنے ہی جولیا بھی اچیل کر کھڑی ہوئی اور دوسرے لمحے وہ ہلکی کی سی
بڑی سے دوڑتی ہوئی عمران کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

”تم زندہ ہو۔ مگر وہ جنگل میں۔“ ناواشنگو نے اہمیتا حیرت
برے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر
خوف کی بجائے صرف حیرت چھائی ہوئی تھی۔

”وہ تمہارے ساتھی تھے ناواشنگو۔ دیکھو میرے سب ساتھی
نہارے استقبال کے لئے یہاں موجود ہیں۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور ناواشنگو نے دھڑک دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ بھیج
کے۔ کیونکہ عمران اور جولیا کے کھڑے ہونے کے بعد عنصر اور دوسرے
ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے امداد وہ تیزی سے چٹانوں کو
بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔

”ہو بہر قوم دھوکے باز ہو۔ تم نے ناواشنگو کو دھوکہ دیا ہے۔
بائے ہوناواشنگو کو دھوکہ دینا کتابا جرم ہے۔“ ناواشنگو
نے غراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار کھٹکھٹ کر ہنس پڑا۔

”تمہاری معصومیت واقعی قابلِ قدر ہے ناواشنگو۔ تم شاید ہمیں
ناشر یا سمجھ رہے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس

عمران اب چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہونا ناواشنگو کو دیکھ رہا تھا
ناواشنگو اب جنگل کی حد و دے نکل آیا تھا اور امداد کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ جولیا عمران سے تقریباً دس فٹ جیسے ایک چٹان کے
پیچھے چھپ گئی تھی پھر ابھی ناواشنگو امداد سے کچھ فاصلے پر پہنچا تو
کہ اچانک جولیا نے ہیلپ ہیلپ چینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ

ہی اس کا سر اور کا نہ حوصلہ تک کا حصہ اس طرح چٹان سے ابھرا
وہ ہندھی ہوئی پڑی ہوا اور زور لگا کر چٹان سے اپنا سراونچا اٹھا۔

ہو۔ جولیا واقعی شاندار اداکاری کر رہی تھی کیونکہ اس کے اچھے
چیتنے کے انداز میں خوف کے ساتھ ساتھ ہڈیاں پیچ کا عنصر بھی نمایاں

تھا۔ اس کی چیخوں اور ہیلپ ہیلپ کے الفاظ نے ناواشنگو کو بڑا
طرح چونکا دیا۔ دوسرے لمحے وہ اچیل کر گھوڑے سے اُترا۔ اور

کا نہ سے سے نکلی ہوئی مشینوں کی ہاتھوں میں لے کر وہ واقعی کب
پہاڑی جھپٹنے کی طرح دوڑتا ہوا جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔ اس

کے انداز میں بے پناہ پھرتی اور قوت تھی۔ عمران خاموش بیٹھا اسے
جولیا کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کے

قریب پہنچا ہی تھا کہ لیکھتے عمران نے چٹان کی اوڑھ سے ہاتھ نکال
کر مشین پشیل کی نال اس طرف کی اور پھر مشین پشیل کی فائرنگ کا

دھماکوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ ناواشنگو کے ہاتھوں سے مشین
نکل کر ٹھکتی ہوئی چٹانوں کے نیچے گرتی چلی گئی اور ناواشنگو

کیسے پہنچ گیا کیونکہ اس بڑی چٹان جس کے پیچھے ناواشنگو چھپا تھا کے بعد نیچے اےٹیل تک چھوٹی چٹانیں تھیں اور اگر ناواشنگو ان کے پیچھے ہو کر ہوتا تو صاف نظر آ جاتا۔

اُسی لمحے تصویر نے مشین گن کا فائر جنگل کی طرف ہاتے ہوئے ناواشنگو پر کھول دیا لیکن فاصلہ چونکہ کافی زیادہ تھا اس لئے گولیاں ناواشنگو تک نہ پہنچ پارہی تھیں۔
 ”یہ کیا ہے تو برقرار غواہ کو کیاں مست صانع کرو“ — عمران نے کہا اور تصویر نے ٹریجر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ ناواشنگو اب جنگل میں داخل ہو کر ان کی نظر سے غائب ہو چکا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے“ — جریب نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔
 ”پہلے میں اس ناواشنگو کی وجہ گزر گا کہ تو تھیں کرلوں جس سے وہاں تک پہنچا ہے“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس بڑی چٹان سے اوجھڑا دے دیکھنے لگا جس کے پیچھے چھپ کر ناواشنگو غائب ہوا تھا اور چند لمحوں بعد قدامتوں کی طرف

بٹ کر ایک چھوٹی چٹان کی بڑ میں موجود ایک گہری دراڑ دیکھ کر عمران نے طویل سانس نکال لیا کیونکہ یہ گہری دراڑ نیچے تک مسلسل لے جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ ناواشنگو اس دراڑ میں اُتر کر جھکے لکے سے انداز میں دوڑتا ہوا نیچے جا پہنچا ہے اس لئے وہ اُسے جانا لمانہ دیکھ سکے ہیں۔

اوپر یہ دراڑ کے راستے گیا ہے۔ بہر حال یہ یہاں کا اوٹی ہے۔
 عریباں کے سب راستوں کا علم ہے۔“ — صدر نے کہا اور عمران

سے پہلے کہ عمران کا فقرہ ختم ہوتا، ناواشنگو نے نیکھت بلی کی سی تیزی سے چھٹان لگاتی اور وہ وہی انتہائی حیرت انگیز انداز میں پلک چپک میں ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں چھپ گیا۔

”اوٹ لے لو“ — عمران نے سمجھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چٹان کے پیچھے غور کیا اور اُسی لمحے ایک تیز دھار خنجر بلی کی سی تیزی سے اُترنا ہوا عین عمران کے بالوں سے چھوٹا ہوا چٹاؤ پر ایک چھتا کے سے جاگرا۔ اگر عمران کو غور لگاتے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو خنجر یقیناً عمران کی گردن میں پیوست ہو چکا ہوتا۔ عمران چٹان کی اوٹ میں ہوتے ہی تیزی سے چھپ کر ایک اوٹ چپکے پیچھے ہوا اور پھر اسی طرح مختلف چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس چٹان کی سائڈ میں پہنچ گیا جس کے پیچھے ناواشنگو چھپا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی عمران کی آنکھیں نیکھت پھیل گئیں کیونکہ ناواشنگو وہاں سے غائب ہو چکا تھا بلکہ وہ ارد گرد کی چٹانوں کے پیچھے چھپنا نہ کر رہا تھا۔

”وہ وہ اوجھڑے“ — نیکھت مورتی کی چیخ بھری آواز سنا دی اور عمران تیزی سے ڈرا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ناواشنگو اےٹیل کی پشت سے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے انتہائی تیزی سے سے جھگاتا ہوا جنگل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”کمال ہے۔ یہ وہاں تک کیسے پہنچ گیا“ — عمران نے حیرت سے لہجے میں کہا۔ اُسے واقعی اس بات پر شدید حیرت ہو رہی تھی کہ چٹان کی اوٹ سے نکل کر انہیں نظر آئے بغیر ناواشنگو اےٹیل کی چھپا

بات سن کر چونک پڑا۔

”اوه میں بخول ہی گیا تھا۔ جوزف جب ہمارے ساتھ موجود ہے تو پھر ہمیں جنگل سے کیا گھبراننا — ٹھیک ہے چلو جوزف تم گھوڑے کر چلو۔ ہم ادھر ادھر بکھر کر نہیں کور کریں گے۔“
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر نیچے اطمینان کی طرف اترنے لگا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے نیچے اطمینان کی طرف اترتے چلے گئے۔

نے سر ہلا دیا۔

”اب اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم بھی اس کے پیچھے جنگل میں داخل ہوں۔ ویسے تاوانا جنگل کے اس فرار کی وجہ سے میری اب تک کی گئی تھان پلاننگ، بیکار ہو کر رہ گئی ہے۔“ عمران نے ہونٹ پیچھے ہوتے کہا۔
 ”میرا خیال ہے ہمیں براہ راست اس طرح جنگل میں داخل ہونے کی بجائے کوئی لمبا ٹکڑا کٹ کر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ گھوڑے تو ابھی اطمینان میں اور بھی موجود ہیں۔“ تنویر نے کہا۔

”لیکن یہ جنگل تو بے حد وسیع و عریض ہے۔ ہم اتنے وسیع، گئے اور دندلوں سے بڑے جنگل میں سے براۓ کیسے ٹریس کریں گے۔“
 عمران نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”تمہاری بات درست ہے۔ اس طرح واقعی ہم جھک بھی جائیں گے اور ہو سکتا ہے ان کے کہی سا بنی حسبے کا شکار بھی ہو جائیں۔“
 تنویر نے ڈرا ہی عمران کی بات تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت ہے۔ یہ گھوڑے یقیناً اس جام شواڈ سے کوجاتے ہوں گے کیونکہ ہمیں جو گھوڑے ہم نے روانہ کئے تھے وہ بھی خود اس طرف کوجاتے تھے اس لئے اگر ہم ان گھوڑوں کو ادھر بانگ اور خود دوردور کبھر کر ان کے ساتھ ساتھ چلیں تو یقیناً ہم وہاں تک پہنچ جائیں گے۔“ عمران نے چند لمحے غامض رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں سوچوں کہ بتانوں گا کہ تاوانا کہاں گیا ہے۔“ اچانک جوزف نے کہا اور عمران اس

ناموشی چھا گئی۔

”ہیلو راسکوف! ہڈنگ اور“۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے راسکوف کی صریت بھری آواز سنائی دی۔

”سنو وہ ابھی لوگ زندہ ہیں۔ میں ان کی گرفت سے بڑی مشکل سے بچا کر ہام شو کیا ہوں۔ بچے یقین ہے کہ وہ میرا بیجا جام شو بنگ کریں گے وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ کاش مجھے ان کے متعلق معلوم ہوتا تو میں انہیں ٹوٹے پھوٹے جہاز سے نکالتے ہی گولی مار دیتا اور“۔ تاواشنگو نے ہڈائی انداز میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ ان کی لاشیں ہم نے خود چپک کی ہیں۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ زندہ ہیں“۔ راسکوف نے تیز لہجے میں کہا اور جواب میں تاواشنگو نے مطلب میں جانے سے لے کر واپس فرار ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی صورت حال انتہائی خطرناک ہے سنو تم جیسے نیک تعلیم یافتہ آدمی ہو اس لئے تمہیں بتایا جا رہا ہے کہ کون لوگوں لا تعلق پائیشیا سیکٹ سروس سے ہے اور یہ لوگ ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ ہم نے کوشش کی کہ یہ لوگ تمہارے احمقوں ختم ہو جائیں تاکہ مشرق یا قبا ئل مطلق رہ سکیں لیکن تم انہیں قتل کرنے میں مسلسل ناکام رہے ہو۔ اب دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہم براہ راست ان کے مقابلے میں آجائیں۔ ہم ایک لمحے میں ان کا خاتمہ کر دیں گے لیکن اس صورت میں جہیں مشرق یا قبا ئل کو مطمئن کرنا ہو گا ہم میں چاہے کہ مشرق یا قبا ئل میں ان کے متعلق کوئی بات ہو کیونکہ اس طریق

ناواشنگو گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے اڑے جام شوم پہنچتے ہی سیدھا ہار کرے کی طرف پلکا جس میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بیٹن آن کر دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید ہنچلا ہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ مسلسل دانتوں سے ہونٹ کاٹے جا رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا بیٹن دہکتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

”ہیلو ہیلو تاواشنگو کاننگ اور“۔ تاواشنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”میں ہیڈ کوارٹر ہڈنگ اور“۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راسکوف سے بات کاؤ فوراً۔ اور“۔ تاواشنگو نے صلیقے میں چیخے ہوئے کہا۔

”ٹینگ ہے انتظار کرو اور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور

ہوا شنگو نے کہا۔

”کیا جلدی کھیا خورس کے پاس جدید ہتھیار ہیں اور؟“ — راسکوف نے صرست بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ ان کے پاس خیز اور بجائے ہیں اور ان خیزوں اور بجائوں سے وہ ہتھیاروں سے زیادہ کام لے لیتے ہیں اور؟“ — ناوا شنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ — پھر ایسا کر دکھ ان چاروں خیزوں کو ساتھ لے کر موت کے جنگل تک پہنچ جاؤ۔ وہاں سے یہ عورتیں ہیڈ کوارٹر آجائیں گی اور تم وہیں سے گھوم کر شمال کی طرف ہوتے ہوئے واپس پہنچ جانا۔ ہم اس وقت تک جب تک تم موت کے جنگل کے جس حصے گزرتے رہو گے موت کو وہاں سے ہٹائیں گے اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ اور؟“ — ناوا شنگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مٹی بند کیا اور پھر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ چاروں سفید فام خورسین موجود تھیں۔ چاروں خورسین اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں اور مسکرا کر اس کی طرف بڑھیں۔

”سنو جہاں سے بائیں کا حکم ہے کہ تم فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ کیونکہ چند خطرناک لوگ یہاں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے تو میں تمہیں دوبارہ بلاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں پہنچ جائیں۔“ — ناوا شنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور وہ خورسین سرسبز سی ہو گئیں۔ ناوا شنگو ان سے بات کر کے چونکہ فوراً واپس لوٹ گیا تھا اس لئے وہ بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں جام شراڈس سے باہر نکلیں۔

تابت کے اعلیٰ حکام اور پھر ان کے ذریعے خورگان کے اعلیٰ حکام تک ہمارے ہیڈ کوارٹر کی خبر پہنچ سکتی ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر ایسا ہوا تو پھر یہاں خوفناک تباہی آجائے گی۔ نہ شراب قبائل کا ایک بچہ زندہ بچے گا اور نہ تم اور نہ ہی یہ جنگل۔ سب کچھ تباہ ہو جائے گا بلکہ کیا تم ایسا کرنے پر تیار ہو اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”اوہ اس قدر خطرناک لوگ ہیں پھر ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں اور نہ صرف تیار ہوں بلکہ اب میں خود اپنی ٹیپ کو دنگ۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں تاکہ تم یہاں موجود اپنی سفید فام خورسین کو قوری ٹھہرے اور بلاؤ۔ جام شو کو مٹ خالی کر دیا ہوں۔ میرے پاس ایسے راستے ہیں جہاں سے میں با آسانی گھوم کر واپس شراب قبائل میں جا سکتا ہوں اور وہاں جا کر میں اپنی جلدی خورس نے کران کے پیچھے آؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ یہ زندہ کیسے بڑھ سکتے ہیں اور؟“ — ناوا شنگو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن تمہارے آدمی تو جنگل میں داخل ہو رہی نہیں دیکھتے اور؟“ — راسکوف نے کہا۔

”اگر ناوا شنگو حکم دے تو پھر سارے شراب قبائل بھی جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں اور سنو میری خورس صرف کٹری کاٹنے والے جنگل میں داخل نہیں ہو سکتی سوائے میری اجازت کے۔ لیکن باقی جنگل میں آجما سکتی ہے اور میں نے اس کے لئے خصوصی خورس بنائی ہوئی ہے اور خورس میں شراب لوگ نہیں ہیں بلکہ کھیا شامل ہیں۔ کھیا جنگل کے کیرٹے کھلاتے ہیں۔ اس لئے میں نے خفیہ طور پر ان میں سے لوگوں کو بچا رکھا ہے۔ یہ میرے حکم پہنچا سرکٹو نا بھی نشان سمجھتے ہیں اور؟“

بعد وہ جنگل سے نکل کر پہاڑوں میں داخل ہوا اور تیزی سے اونچی نیچی پہاڑوں پر گھوڑا دوڑاتے ہوئے تھوڑی دیر بعد مشرقی گاؤں میں داخل ہو گیا۔ گاؤں والے سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ ناواشنگو کو دیکھ کر وہ سب اس کے سامنے جھک جاتے لیکن ناواشنگو کسی طرح گھوڑے پر اٹکر بیٹھا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے مکان کے دروازے پر جا کر گھوڑے سے اترا۔ دروازے پر موجود دو آدمیوں نے جلدی سے بڑھ کر اس کا گھوڑا تھام لیا اور وہ مکان کے اندر داخل ہو کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

”مقامی کو طلب کرو فوراً۔“ ناواشنگو نے ایک کرسی پر بیٹھے ہی وہاں موجود افراد سے کہا اور ان میں سے ایک تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ناواشنگو بڑے لاما کا خادم پیغام لے کر آیا تھا کہ آپ جب بھی آپنی بڑے لاما کے پاس پہنچ جائیں تو کونکر بڑے لاما کے آدمیوں کو پہاڑیوں میں آپ کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ملی ہیں اور سارے مشرقیوں میں ان لاشوں کی وجہ سے اہمائی بے یقینی پھیلی ہوئی ہے۔ بڑے لاما کا خیال ہے کہ بڑا دربار لگا یا جائے۔“ ایک نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”لاں میں جاؤ گا۔“ ناواشنگو نے سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔

”کی پیشانی پر اہتہ چند گہری اجڑائی تھیں۔“

تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹے قد اور گھٹے ہوتے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا اور ناواشنگو کے سامنے اس طرح سجدہ ریز ہو گیا جیسے الائنس کا مقدس ولی تھا۔

باہر ناواشنگو کا گھوڑا موجود تھا۔ ناواشنگو گھوڑے پر سوار ہو گیا اس نے ایک غور سے اپنے سامنے بیٹھا دوسری گھوڑے کی گردن کی جڑ میں ہتھکڑا اس نے جھک کر گھوڑے کی گردن پکڑ لینے کا حکم دیا اور باقی دو گھوڑوں کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کو آگے موت کے جنگل کی طرف دوڑا دیا۔ مضبوط گھوڑا پانچ افراد کا وزنی اٹھانے کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے گئے جنگل کے اندر دوڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ موت کے جنگل کی سرحد چونکہ جام شمع سے زیادہ دور نہ تھی اس نے تھوڑی دیر بعد وہ موت کے جنگل کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ ناواشنگو نے گارٹوں کو وہیں گھوڑے سے اتارا اور وہ گھوڑے سے اتر کر تیزی سے بھاگتی ہوئی جنگل میں غائب ہو گئیں جب کہ ناواشنگو نے شمال کی طرف گھوڑے کا رخ کیا اور پھر بڑے یکجہت دوڑتا ہوا وہ موت کے جنگل کے اندر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ ویسے تو یہ انتہائی تنگ اور درندوں سے پُر جنگل تھا لیکن جب سے راسکوف اور اس کے ساتھیوں نے اسے موت کے جنگل قرار دیا تھا یہاں کے تمام درندے یا تو مار ڈالے گئے تھے یا وہ قتل ہو کر طوطے جنگلوں میں پلے گئے تھے اس نے موت کے جنگل میں اپنی کوئی درندہ موجود نہ تھا۔ ناواشنگو اطمینان سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد اس نے اپنا رخ بدلا اور موت کے جنگل سے نکل کر عام جنگل میں داخل ہو گیا جو مشرقی قبائل کی سرحد کے قریب تھا۔ چونکہ یہ جنگل آبادی کے قریب تھا اس لیے ہر سہ ماہی بھی درندے وغیرہ نہ رہتے تھے۔ تھوڑی دیر

ان سب کی لاشیں لے کر واپس آئے۔ جب تم لاشیں لے کر آؤ گے تو پھر تمہیں مقدس دربار میں شریا بتا دیا جائے گا اور اگر تم ناکام لوٹے تو پھر تمہیں مقدس سزا دی جائے گی۔ جانتے ہو مقدس سزا کیا ہوتی ہے۔“ ناواشنگو نے تیز لہجے میں کہا۔

”جانتے ہیں ناواشنگو۔ مقدس سزائیں کھانے کو ایلے ہوئے تیل میں ڈبو دیا جاتا ہے۔“ مقاسو نے بے اختیار جھجھری لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یاد رکھنا شریا کہی کویہ سزا دے کر بے خوش ہوتے ہیں اس لئے سزائیں کسی نرمی کا تصور شک ذہن میں نہ رکھنا یہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا امتحان ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو کر حقیر کھائی بجائے معزز شریا بن جاتے ہو یا مقدس سزا پا کر ختم ہو جاتے ہو۔“ ناواشنگو نے کہا۔

”مقدس ناواشنگو کیا یہ وہی چھ مرد اور دو عورتیں ہیں جنہیں آپ نے بنا دی ہے۔“ مقاسو نے کہا۔

”ہاں یہ وہی ہیں۔ میں نے انہیں بنا دی لیکن انہوں نے میرے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اعدائے تیل کے جنگل میں داخل ہو کر شریا رواجوں کی توہین کر دی۔ اس لئے میں نے انہیں موت کی سزا دی ہے۔“ ناواشنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مقدس ناواشنگو ان میں ایک سفید قام عورت بھی ہے کیا اسے بھی ہلاک کرنا ہے۔“ مقاسو نے پوچھا۔ چونکہ وہ ناواشنگو کی عظمت سے واقف تھا اس لئے اس نے اسے بے چارہ لیا۔

”باقی سب باہر جائیں۔“ ناواشنگو نے کوکدار لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود تمام افراد تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”مقاسو آٹھ کرکھڑے ہو جاؤ۔“ ناواشنگو نے کہا اور نوجوان بچہ کی سی تیزی سے اٹھا اور ناواشنگو کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ ”منو مقاسو تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا شریا بننے کا وقت آ گیا ہے۔ مگر تم کس امتحان میں پورے آتے ہو تو مقدس دربار میں نہیں باقاعدہ شریا بنایا جائے گا اور پھر تم شریا عورتوں کے ساتھ شریا بھی کر سکو گے اور تمہیں گاؤں میں مکان بنانے کی اجازت بھی مل جائے گی اور اگر تم کس امتحان میں پورے نہ آتے تو پھر نہ صرف یہ کہ تم کھابادی دھوکے بلکہ تمہیں مقدس موت کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔“ ناواشنگو نے کوکدار لہجے میں کہا۔

”ہم امتحان میں پورے آئیں گے مقدس ناواشنگو۔ ہم شریا بننے کے لئے اپنی جانوں پر فکیر نہیں کریں گے۔“ مقاسو نے بڑے عزم سے لہجے میں کہا۔ شریا بننے کی بات سن کر اس کے چہرے پر ایک اڑا سی چمک ابھر آئی تھی۔ وہ چونکہ انتہائی حقیر نسل کھبے سے تعلق رکھتا ہے جسے یہاں شودروں سے بھی بدتر درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے کھبے کا شریا بن جانا واقعی اس کی زندگی کی مولا ج ہو سکتا ہے۔

”منو جاؤ اور جنگل میں چھ مرد اور دو عورتیں داخل ہوتی ہیں انہوں نے میری اجازت کے بغیر جنگل میں داخل ہو کر شریا رواجوں کی توہین کی ہے اس لئے میں نے انہیں موت کی سزا دے دی ہے۔ اب تم اپنے سارے ساتھیوں کو لے کر فوراً جنگل میں داخل ہو جاؤ۔“

”سوار اگر تم اُسے زندہ لے آئے میں کامیاب ہو گئے تو پھر نہ صرف تم شرپا
 بن سکتے ہو بلکہ میں نہیں پاشتو کی جگہ اپنا تائب بھی بنا سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے
 کہ اس کے باقی ساتھیوں پچھروں اور ایک ٹوٹ کی لاشیں ساتھ لائی جائیں
 لیکن اگر اس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں کی جانگاہ میں رکاوٹ پیدا ہوئی
 ہو تو پھر فیہ وہ زندہ نہیں بلکہ اس کی لاش چاہیے۔“ پاشتو گھوڑے نے کہا۔

”میک ہے مقدس ناوا شنگو آپ بے فکر ہیں سب کچھ آپ کی مرضی
 کے مطابق ہو گا۔“ متاسو نے جواب دیا اور ناوا شنگو نے اُسے جانے کا
 اشارہ کیا اور متاسو سلام کر کے تیزی سے دُڑا اور بھاگتا ہوا دوڑانے سے
 باہر نکل گیا۔ اب ناوا شنگو کے چہرے پر گہرے اُمیدان کی جھلکیاں موج
 تھیں اُسے مکمل یقین تھا کہ متاسو ورنس کے ساتھی موت کے ہر کاشے کی
 کراہ انہیں پر لٹ پڑیں گے۔ کیونکہ یہ سارے جنگلوں کے کیرٹھے تھے
 چونکہ شرپا گاول میں ان کو رہنے کی اجازت نہ تھی اس لئے کہا گئی تھی
 جنگلوں میں دن رات پر رہتے تھے اور جنگلی زندگی گزارتے تھے اس لئے
 جنگل کا ایک ایک درخت اور ایک ایک بھڑائی ان کی دیکھی بھائی تھی
 صرف انہیں لکڑی کے جنگل میں سوائے خاصہ دونوں کے جانے کی
 اجازت تھی ورنہ دوسرے جنگلوں میں انہیں جانے کی ممانعت نہ تھی اور
 شاید اسی لئے شرپا کہا کہ جنگلی کہا کرتے تھے۔

متاسو کے جانے کے بعد ناوا شنگو اٹھا اور بڑے لاماکے پاس جانے کے
 لئے دووانے کی طرف بڑھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بڑے لاماکو مطمئن کرنے کے لئے
 ضروری ہے اور وہ اس بڑے لاماکے چونکہ تمام کمزوریاں جانتا تھا اس
 لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اس بڑے لاماکو آسانی سے مطمئن کر لے گا۔

جو زوف گھوڑے پر سوار تیزی سے جنگل کے اندر سے گزر رہا تھا اس
 وقت وہ وہاں ایک لاش کو دیکھ کر اس کے ساتھی اس سے چھپ کر اس کے
 ارد گرد رہے تھے لیکن جو زوف کی تیز تاک ان کی موجودگی کو مسلسل سونگھ
 رہی تھی کیونکہ جنگل کے ماحول کا جو زوف پر واقعی حیرت انگیز اثر ہوتا تھا
 اور اس کے حواس خمسہ عام حالات کی نسبت سینکڑوں گھانڑاؤں سے تیز
 آجاتے تھے۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا لیکن نہیں کہیں
 نہ ٹوک کر گھوڑے سے اُترتا اور پھر زمیں پر لیٹ کر زور زور سے
 ٹخنوں شروع کر دیتا۔ پھر اُٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوتا اور آگے بڑھ جاتا
 اپنی دور آ جانے کے بعد جب اس نے ایک بار پھر زمیں کو سونگھا تو
 نہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس بار وہ گھوڑے پر سوار ہونے کی بجائے
 بڑل ہی واپس طرف کو بڑھ گیا اور پھر ایک بڑی بھڑائی کے پاس
 بار ٹوک گیا اس نے ادھر ادھر کی بھڑائیوں کو غور سے دیکھا دوسرے

یا۔ واقعی یہ ایک چھوٹا لیکن انتہائی مقبوضہ اڈہ تھا جس میں نہ صرف سب
اوافر مسلمان موجب و محتال بلکہ بعض کروڑوں تو انتہائی جدید انداز کا فیس
بھی موجود تھا۔ ایسا فرنیچر جس کا تصور بھی اس دور اُردو علاقے کے لوگ
نہ کر سکتے تھے اور یہ سارا فرنیچر وغیرہ روسیائی تھا۔ عمران کھجیا
کہ یہ اڈہ نوآشنی کو روسیائیوں نے کسی خاص مقصد کے لیے بنا کر دیا
ہوگا۔ بہر حال اُسے ایک کمرے میں جدید قسم کا ٹرائسمیٹر نظر آ گیا۔ وہ حیرت
اسے اس ٹرائسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ یہ عکس قدر تینسی کا ٹرائسمیٹر تھا۔ عمران نے
نہ بڑھا کر اس کا ٹیٹن آن کر دیا لیکن ٹرائسمیٹر بے جان رہا۔ عمران نے
فرماتے ہوئے ٹرائسمیٹر کا ٹیٹن دوبارہ آف کر دیا۔ ٹرائسمیٹر کو شاید ناکارہ
رہا لیکن تھا۔

”اؤہ تو خالی پڑا ہوا ہے۔ مچروہ ناواشنکو کہاں چلے گیا۔“

عقدہ نے کہا۔ "ہم اس ناواشنکو کے پیچھے کب تک بھاگتے پھریں گے۔ ہمارا اصل مقصد قواں اوٹے کو تباہ کرنا ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔ "ہاں لیکن اٹھ سے کہاں؟" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن شکیل ہونٹ پیچھ کر خاموش ہو گیا۔"

کیا تم آلاتِ ساختہ نہ لا سکتے تھے جس سے ہم آسانی سے اڑھتلاش لیتے۔ خواہ مخواہ تو قبائلوں کے پیچھے نہ بھاگتے پھرتے۔“ — تصویر بھلائیے ہوئے لہجے میں کہا۔

میرا خیال ہے عمران صاحب اس نواشننگ کو بھی شاید اس کا علم نہ ہوگا کیونکہ جہاں تک میں نے یاد کیا ہے عالم لوگوں نے

لئے وہ بچپن کرکھڑا ہوا اور اس کے منہ سے ایسی کربہ آواز نکل کر جنگل میں گونجتی چلی گئی جسے کوئی بگڑا ہتھانہ خطرے کی صورت میں سمجھتا ہے۔ یہ اس کا قصص کوڈ تھا اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ادھر ادھر کے درختوں کے پتے بے عمران اور اس کے ساتھی دوڑے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔

”کیا وہ بل گیا ہے جو ذوق“ — غمراں نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”میں یاس وہ جو ہا اس جھاڑی کے نیچے کسی بل میں ٹھسا ہے۔
 لیکن یاس میری ناک بتا رہی ہے کہ وہ بل میں گھسنے کے بعد یہاں نہ
 نکل کر آگے چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ کچھ عورتیں بھی تھیں یہاں تک
 عورتوں کی بو بچے نہیں آتی لیکن اس کے بعد عورتوں کی تیز بو آگے جاتے
 محسوس ہو رہی ہے جس میں اس چوہے کی بو بھی شامل ہے۔“ — جو ذوق
 نے بڑے اطمینان سے بھروسے لہجے میں کہا اور غمراں سر ہلاتا ہوا اس کے گڑھا

اور اس نے چھڑیوں کو بٹا ہٹا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک
ایک چھاڑی کو جیسے ہی ہٹانے کی کوشش کی چھاڑی اس طرح تیزی
سے ایک طرف ہٹی گئی جیسے چھاڑی نہ ہو کوئی دروازہ ہو اور اب
وہاں پہنچنے جاتی ہوئی پختہ سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں
”جوزف — جو انا — جو انا — جو انا —“ مورچی باہر ریگی گی جب کہ حنفہ
کیپٹی شکل اور تنور میرے ساتھ اندر جا میں گئے۔ ”میری نے
فرط کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑ لی وہ مشین کی آگ سے وہ تیزی سے
سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ حنفہ کی شکل اور تنور بھی اس کے پیچھے چلے
اترے اور تقریباً دو لمحوں بعد انہوں نے اس پورے اوڑے کا جائزہ

ہنگو کو صرف اس لئے شامل کیا ہوا ہے تاکہ کہیں کو اس اڈے پر نہ آئے۔ اسی طے ایک اور انسانی پیچہ جنگلی میں گونج اٹھی اور وہ سب سے میں ظلم نہ ہو سکے۔" — باہر نکلتے ہوئے عہدے کیا۔

اس آڈے کو دیکھنے کے بعد میرے فہم میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم جنگوں میں غور سے اس آڈے کو دیکھیں۔ اس آڈے کو دیکھنے کے بعد میرے فہم میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم جنگوں میں غور سے اس آڈے کو دیکھیں۔ اس آڈے کو دیکھنے کے بعد میرے فہم میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم جنگوں میں غور سے اس آڈے کو دیکھیں۔

وہ اب اڑے سے یا ہر اچکے تھے جو زوف وہاں موجود تھا۔
 "جو زوف کہاں ہے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "وہ ابھی ادھر دائیں طرف گیا ہے۔" جوانا نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور پوچھتا اچانک دائیں طرف کا
 غاصب سے جوزف کی تیز چیخ سنائی دی اور وہ سب بڑی طرف اچانک

فصوص نقشات دیکھتے تھے۔ خنجر دیکھتے ہی وہ بھگ گیا تھا کہ یہ زہر آلود ہے اس نے اگر جوزف کا تاک اور منہ بند کر دیا جانا تو ہوش میں آنے سے پہلے خون ننگ پہنچ جانے والا زہر زیادہ تیزی سے گردش کرنے لگے گا۔ اور جوزف ہوش میں آنے سے پہلے ہی ہلاک ہو جانا۔ اس نے اس نے فوری طور پر ہوش میں لے آنے اور ترہ کو زیادہ رفتار سے خون میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے اس کے دل کی باقی شروع کر دی۔ نتیجہ چند ہی لمحوں میں برآمد ہو گیا۔ جوزف نے کہا ہے ہوتے انھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹھیکیاں بے اختیار پھینچ گئیں۔ جوزف یہ خنجر زہر آلود ہے اور میرے خیال میں اس پر آتش لپٹی کا زہر لگا ہوا ہے اور یہ زہر صرف پیسنے کے واسطے سے ہی نکل سکتا ہے اس نے اٹھ کر خوب دوڑ دیا پھر ڈنڈ نکالو جلدی کرو۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے کہا ہے ہوتے آہستہ آہستہ دوڑنا شروع کر دیا۔ گہرے زخم کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہ دوڑ سکتا تھا لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ وہ یککڑت ہرا کر ایک جھماکے سے زمین پر جا کر اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران کے ہونٹ پہنچ گئے۔ جوزف کی حالت انتہائی خطرناک ہو گئی تھی۔ عمران دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا لیکن وہاں اس کے ساتھیوں میں سے صرف فرانکو موجود تھا۔

سے برآمد ہوا اللہ سیدھا عمران کی طرف آیا۔ عمران ٹرپ کر لیک فرار کو ہٹا اور بجلی کی سی تیزی سے آنے والا بھالہ اس کی پسلیوں سے گزر گیا تھا ہوا گھاس میں جا گرا۔ اسی لمحے میں ایک بار پھر ترنٹھا نا درخت سے ایک آدمی چھینا ہوا اس طرح نیچے آگیا جیسے دیوار سے مڑھ پھینک دیا جاتا ہے اور اسی لمحے صدر اکپٹن سکھیل اور جوان اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ساتھیوں کو دیکھو میں جوزف کا پیسہ کرتا ہوں۔“ عمران نے چیخ کر ان سے کہا اور پھر مشین گنی سنبھالے وہ تیزی سے دوڑنا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دور آگے جاتے کے بعد اسے جوزف نظر آگیا جو کہ ایک جھاڑی کے قریب پڑا تھا۔ اس کے پہلو سے خون فرار سے کی طرح نکل رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک قبائلی نوجوان پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن پر جوزف کے دونوں ہاتھ نئے ہوئے وہ دونوں ہی ساکت پڑے ہوئے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا جوزف کی طرف بڑھا۔ عمران نے خنجر تیزی سے نکھینچا اور پھر اس نے جھانک سے ایک جھاڑی کے چھوٹے چھوٹے پتے توڑے اور جوزف کے ذمے میں انہیں بھرنے شروع کر دیا۔ ان پتوں کے بھرنے سے تیزی سے نکلتا ہوا خون ٹرک گیا۔ عمران نے جوزف کے ہاتھ اس دونوں گردن سے علیحدہ کئے اور جوزف کو فوٹیت کے بل کر کے اس نے دونوں ہاتھوں سے جوزف کے دل والی جگہ پر مخصوص انداز میں ہاتھ شروع کر دی کیونکہ اس نے جوزف کے جسم پر چھینٹی ہوتی نیلا ہیش کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے نکلنے والے خنجر کی نوک پر موجود زہر

”کہاں ہیں سب۔“ عمران نے چیخ کر پوچھا۔
”وہ زخمیوں کو لے کر ادھر دھڑکتے کی طرف گئے ہیں ان کا خون ہی

زخموں پر پٹیاں باندھ دی تھیں اس لئے خون رک گیا تھا اور وہ تینوں
قریباً نیم بجوشتی کے عالم میں پڑے تھے کیونکہ خون کافی نکل جانے کی
وجہ سے ان کی حالت خاصی کمزور تھی۔ صدر کے بازو پر بھی پٹی باندھی تھی
تھی اور اب کپٹیوں کی شکل اور صدر دونوں جو زف کے زخم ہانی سے
خاف کرنے میں مصروف تھے۔

”اس کو خیال رکھنا جو نا“۔ عمران نے اس قبائلی نوجوان کو نرمی
پر بلیکے ہوئے ہونما سے کہا اور خود تیزی سے جو زف کی طرف بڑھ گیا۔
”مران صاحب۔ جو زف کی حالت تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے۔“
معدر نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”ہاں زہرا کو دیکھ مارا گیا ہے۔ کاش یہاں زہرا مار بولی مل جاتی لیکن
وہ کہیں راستے میں بھی نظر نہیں آتی۔“ عمران نے جو زف پر دھکتے ہوئے
کہا۔ جو زف کے اب پورے جسم پر نہ صرف نیلا ہٹ چھلکے لگی تھی بلکہ
اس کے منہ کے کناروں سے بھی نیلے رنگ کے جوڑے جوڑے لپکتے
لگ گئے تھے اور یہ سب سے خطرناک علامت تھی۔ عمران کے ہنٹ
مختی سے بچھتے ہوئے تھے۔ جو زف انتہائی تیزی سے منہ کے کناروں میں چاربا تھا
لیکن عمران کے پاس کوئی ایسا طریقہ نہ تھا جس سے جو زف کو چمکاتا
موران کے ذہن پر شدید تجدد ہٹ سی طاری ہونے لگی۔ اچانک اسے
پتہ ان بیگوں کا خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”وہ بیگ کہاں ہیں وہ بیگ۔“ عمران نے جھنجھتے ہوئے کہا اور
پھر خود ہی وہ بے تحاشا اس اڈے والی جگہ کی طرف دوڑ پڑا کیونکہ
وہ بیگ وہیں موجود تھے جب جو زف کی بیچ مٹی کروڑے تھے۔

نہ لڑک رہا تھا۔ کپٹیوں کی شکل نے پتہ ڈھونڈ لیا ہے۔ جو زف کی کیا پٹ
ہے۔“ ہونما نے پوچھا۔

”اس کو مارا جانے والا خیر زہرا کو دیکھا جلدی کرو اگر جو زف
اٹھاؤ اور جیسے پرے چلو اور صراؤ۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا
اور جو نا اس کے پیچھے بھاگ پڑا۔ جو زف کے قریب پہنچ کر اس
نے ٹھک کر جو زف کو اٹھایا اور کاڈے پر لا کر پٹے کی طرف بھاگ
لگا۔ عمران اس نوجوان کی طرف بڑھایا کیونکہ صرف اس کے پاس زہر
آلود خیر تھا یا قی خیر اور بھالوں کی ٹوئیں زہرا کو دہ نہ تھیں اور مراد
چانتا تھا کیا قوسا سے خیر اور بھالے زہرا کو دہ ہوتے یا پھر اگر ایک
ہے تو جنگل کے رواج کے مطابق ایسا خیر صرف سرداری رکھ سکتا ہے
اس لئے یہی نوجوان ان خلد آوروں کا سردار ہو سکتا ہے۔ نوجوان جو نا
پڑا ہوا تھا۔ جو زف نے اس کی گردن کو اس قدر زور سے دبا یا تھا
وہ زیادہ حرکت کرنے سے منع ہو گیا تھا اور نہ جس طرح اس
گٹھا ہوا اور مضبوط جسم تھا وہ اتنی آسانی سے بے ہوش ہونے والوں
سے نہ تھا۔ عمران نے اس کی نبض دیکھی اور پھر ایک ٹھیکے سے لٹ
اٹھا کر کاڈے پر لا دیا وہ جلد زہر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا
چاہتا تھا۔ اس نے اس نے اسے یہاں ہوش میں لانے کی بجائے لٹ
اٹھا کر وہی لے جانا زیادہ مناسب سمجھا۔

چند لمحوں بعد وہ اس ہوشے تک پہنچ گیا جو گھٹنے درختوں کے جھنڈ
میں تھا۔ جو لیا کے بازو۔ ٹوئیں کی گردن اور تنہ کے سینے میں خیر
کے زخم موجود تھے لیکن کپٹیوں کی شکل اور معدر نے اپنی قیمتی چیز

اسے اب اسانی سے ہوش بھی نہ آ سکے گا بہر حال اب اتنا وقت تو مل گیا ہے کہ اس قبائلی سے اس زہر کے متعلق مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

— گمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جس کے جسم میں اب ہلکی ہلکی حرکت قوسوں ہوتی تھی اور جہاں جو اس کے سر پر کھڑا تھا اسے دوبارہ بے ہوش کرنے کے لئے شاید اس کی پیٹھ پر پیر کی ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ گمران نے ہاتھ اٹھ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس نے جب کہ اس فوجی کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اونچا کیا اور دوسرے لمحے جنگل کا وہ حصہ ایک نوردار تھپڑ کی گونج اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے مختار اٹھا۔ گمران کے نوردار تھپڑ سے اس آدمی کا نہ صرف گال پھٹ گیا تھا بلکہ اس کے کئی دانت بھی اگھر کر مرنے سے باہر آ گئے تھے اور وہ آدمی زمین پر چپٹا ہوا گرا اور بڑی جلد پھرنے لگا۔

گمران تھپڑ مار کر ہونٹ بیچنے ناموس کھڑا اُسے پھرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے پھر کھنے کے بعد وہ فوجی جیسے ہی سنبلا گمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس آدمی کی کئی پسیمیاں بیک وقت ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے اس قدر خون کا بیج نکل گیا جیسے روں اس کے جسم سے جبراً نکلی جا رہی ہو لیکن دوسرا فوجی نے کسی بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب مرنے لگا تو اس کے حلق سے خون نہ نکل رہا تھا۔ فوجی نے کھجوت جب لگایا اور اس نے کسی وحشی ہینڈ کے حلق پھیل کر گمران کی ناف پر نوردار ٹکڑا سید کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے

واقعی دونوں بیگ ایک بڑی سی جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھے۔ گمران نے جھپٹ کر دونوں بیگ اٹھائے اور ایک ہار پھر بے تحاشا انداز میں دوڑا تاہم وہ ایسے ہی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھ ہونٹ بیچنے ناموس کھڑے تھے۔

گمران نے بیگ جوزف کے قریب جاکر رکھے اور پھر تیزی سے ایک بیگ کھول کر اس نے اس میں سے ایک ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک لمبی سی شیشی نکالی۔

”اس کے جڑے دباؤ دھونا۔“ گمران نے شیشی کا ٹھکنے کو ہوتے ہیچ کر کہا اور جہاں جوزف پر بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں گالوں پر دباؤ ڈالا تو جوزف کے پیچھے ہوئے جڑے کھل گئے۔ گمران نے جلدی سے شیشی میں موجود سیال کے دس قطرے جوزف کے حلق میں پٹکا دیئے پھر اس نے جہاں کو بیٹنے کا اشارہ کیا۔ اور جہاں کے بیٹنے ہی اس نے شیشی بند کر کے دوبارہ بیگ میں ڈالی اور پھر دوسرے بیگ میں سے اس نے ایک انجکشن نکالا اور اسے جوزف کے بازو میں لگا دیا۔ جوزف کی تیزی سے بدلتی ہوئی حالت میں واضح غلغلہ آ گیا۔

”میں نے زہر کی تیزی کو وقتی طور پر تو روک دیا ہے لیکن یہ اس کا علاج نہیں ہے۔“ گمران نے ہونٹ بیچنے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس کا علاج کیا ہے؟“ معذور نے پوچھا۔

”یہ زہر صرف بیٹنے کے واسطے نکل سکتا ہے لیکن لینڈ ایک ہی صورت میں آ سکتا ہے کہ جوزف اٹھ کر خوب دوڑے لیکن دوڑنا تو ایک طرف

دوا انگلیاں ڈال کر انہیں ایک جگہ سے اونچا کرتے ہوئے انتہائی سرد لپٹے میں کہا۔

”تم ہم مقاسو“۔ اس فرمان نے ہڑائی انداز میں جیتنے ہوئے کہا۔ فرمان کی انگلیوں کے ایک ہی جھکے نے اس کے دونوں مقبض تھمتے اس طرح چیر دیئے تھے جیسے فرمان کی انگلیوں میں تیز بلید ٹمب ہوں اس کے پھر سے ہوئے تھنوں میں سے بھی خون بہنے لگا تھا۔

”تمہارے پنجر پر کون سا زہر لگا ہوا تھا“۔ فرمان نے انگلی موڑ کر اس کا بک بناتے ہوئے مقاسو کی پیشانی کے درمیان بھرا نے والی رگ پر ہتھ سے مارتے ہوئے کہا۔ اور اس رگ پر گتے والی ضرب نے مقاسو کے پائے جسم کو اس طرح لٹکا دیا جیسے وہ رگٹے کا مریض ہو گیا تھا۔

”کٹائی ہوئی کا زہر“۔ مقاسو نے انتہائی خوف زدہ لپٹے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا توڑا جاؤ“۔ فرمان نے ایک بار پھر ہس کی ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

”اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ کوئی توڑ نہیں ہے۔ یہ موت کا زہر ہے۔ موت کا زہر ہے۔ مجھے مارا ڈالو۔“ انہیں مقدس نانا خشنگو کا واسطہ لگنے لگا۔

”مقاسو نے بڑی طرح جیتنے ہوئے کہا۔

”چھوٹے بچوں اور زرد کانٹوں والے بچوں والی بوٹی کو تم کٹائی کہتے ہو“۔ فرمان نے سرد لپٹے میں کہا۔

”ہاں ہاں وہی اسے زرد موت کہا جاتا ہے۔ مقدس نانا خشنگو کے علاوہ اس کا زہر کوئی استعمال نہیں کر سکتا۔ مقدس نانا خشنگو نے مجھے اس زہر کو

کہ اس کا سر فرمان کے جسم سے ٹکراتا فرمان کا ایک گھٹنا یککھوت موڑ کر اونچا کر ہوا۔ اور وہ نوجوان ہوا میں قلم بازی کھا کر بڑی طرح جیتنے لپٹے لگا ہی تھا کہ فرمان نے اچیل کر اس کے دوسرے پہلو پر زور وار لٹ رسید کر دی اس بار دوسری طرف کی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور وہ واقعی اس طرح چپڑکتے لگا کہ سب کو مکمل یقین ہو گیا کہ اب یہ کسی صورت بھی زندہ نہ بچے گا لیکن فرمان ہونٹ پیچھے اسی طرح سر ہلکا ہوا سے اُسے ٹھوکر مارتا تھا۔ اس نوجوان کا سیاہ چہرہ بڑی طرح سر ہو گیا تھا ہتھکوں ڈھیلوں سے کافی باہر نکلی آئی تھیں۔ اس کی ناک اور منہ سے قطرے کے قطرے رستے لگے تھے اور وہ اس طرح زمین پر ہاتھ پیر اور سر جھک رہا تھا جیسے اس پر مرگی کا شدید ترین دورہ پڑا ہوا ہو۔ چند لمبے اسی طرح تر پھٹنے کے بعد وہ یککھوت ساکت ہو گیا وہ شدید ترین تکلیف کا وجہ سے دوبارہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

”اسے درخت کے تنے کے ساتھ باندھ دو۔ اب یہ ہوش میں آکر بھلا جلد سب کچھ بتا دے گا۔“ فرمان نے سرد لپٹے میں کہا۔ اور جوتانے لگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا کر کے اس کی پیٹ سے ہی اس کے دونوں ہاتھ درخت کے تنے کے ساتھ جکڑ دئے۔ فرمان نے لگے بڑھ کر ایک زور دار تھپڑ اس کے دوسرے گال پر جڑ دیا اور دوسرے گالے وہ آدمی جڑ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اس کی کچھ کبوتر کے خون سے بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھیں اور سرخ ہونے کے ساتھ اس میں وحشت اور خوف کے واضح تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”کیا نام ہے تمہارا“۔ فرمان نے اس کے دونوں تھنوں میں

”مقدس درے پر۔ اس نے غلے بٹلایا اور پھر اس نے غلے مکھ دیا“
 ماسو نے بقیانی انداز میں سمجھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے
 ہاتھ جانے اور پھر حکم کی بھری تفصیل بتا دی اور جو وقت اس نے
 بتایا اس سے گمران سمجھ گیا کہ ناواشنکو کبھی خفیہ راستے سے نکل کر واپس
 شریا گاؤں پہنچ چکا ہے۔

”جوانا۔ وہ گھوڑا کہاں ہے جس پر بیٹھ کر بخورف آیا تھا۔“
 گمران نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہونے جوتانے سے پوچھا۔

”معلوم نہیں تلاش کرنا پڑے گا۔“ جوتانے جواب دیا۔
 ”جاؤ اسے فوراً تلاش کرو اور اگر یہ زہر واقعی اس کاٹھ کاٹھ دار
 زرد پھولوں والی بوٹی کا ہے تو دنیا میں اس کا ایک ہی تریاق دریافت
 ہو سکا ہے اور وہ ہے گھوڑے کا خون۔ جاؤ اسے تلاش کرو اور پھر
 اسے یہاں لاکر گولی مار دو۔ اس کا خون جوزف کے حلق میں ٹپکھو
 بندی کرو۔ یہ زہر دنیا کے خطرناک ترین زہروں میں سے ہے۔“ گمران
 نے تیز مزاج میں جوتانے سے غائب ہو کر کہا۔

”اوہ پھر تو ہمیں بھی جانا چاہیئے۔“ تیرہویں شکیل اور خضر نے
 یوں کہا کہ کہا۔ اور گمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ تینوں
 بے اختیار قحط سموتوں میں بھاگ پڑے۔

”تم کہا ہو۔“ گمران نے پوچھا۔
 ”ہاں میں تمہارا ہوں حیرت کیا۔ اس میں معزز شریا بن جاتا۔“
 ماسو نے جواب دیا۔

”سنو ماسو ہم چاہیں تو تم معزز شریا تو ایک طرف بلکہ راست

استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ کاش یہ کالا زچہ تمہارا چانک جلد کر
 دیتا تو میں اس زہر سے تم سب کا خاتمہ کر دیتا۔ لازماً خاتمہ کر دیتا۔
 اس طرح میں معزز شریا بن جاتا۔ مگر یہ کالا زچہ تمہارا چانک آگیا
 اور میں بڑی مشکل سے اس کے پلوں میں خیر مار سکا۔ کاش غلے
 اندازہ ہو جاتا کہ اس قدر خاموشی سے عجبی کا لار بچہ جلد کر سکتا ہے۔“
 ماسو بڑی طرح چیخنے کے ساتھ ساتھ از خود سب کچھ اس طرح بتاتے
 چلا جا رہا تھا جیسے کوئی ٹیپ آں ہو گیا ہو۔ اس کی ذہنی کیفیت اس مرد
 اور ظالم نژاد کے بعد یقیناً بنار مل ہو چکی تھی اور نہ بظاہر ماسو انتہائی
 مضبوط جسم اور موٹے دماغ کا آدمی نظر آ رہا تھا اور اس جیسے آدمی سے
 پوچھ گچھ کرنا خاما دشوار مسئلہ تھا لیکن گمران نے اس پر انتہائی سرد و غلاظ
 میں بغیر کچھ پوچھتے تشدد کے اور پھر اس کے دونوں گھٹنے چیر کر اس
 کی پیشانی پر دماغ کو خون بہانے والی بڑی رگ کو اٹھا کر اس کا کچھ
 قطعی موقوف کر کے رکھ دیا تھا۔ اس رگ پر چلنے سی ضرب بھی ماسو کے
 ذہن میں خوفناک زلزلہ پیدا کر دیتی تھی اور یہ اس زلزلے کا نتیجہ تھا کہ وہ
 سب کچھ از خود بتاتے چلا جا رہا تھا۔

”ناواشنکو نے تمہیں کہاں مکھ دیا تھا۔“ گمران نے اس کی رگ
 کو انگوٹھے سے دبا تے ہوئے کہا اور رگ پر دباؤ پڑتے ہی ماسو کے
 حلق سے اس قدر خوفناک چیخیں نکلنے لگیں کہ جوتانے جیسے آدمی کے جسم میں
 بھی سردی کی لہر میں ہی دوڑنے لگیں۔ گمران نے انگوٹھا اٹھا لیا۔

”بتاؤ کہاں مکھ دیا تھا اور کب۔“ گمران نے انتہائی سرد لہجے
 میں کہا۔

لا سکتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو تو تم ناواشنگو بن سکتے ہو۔“ عمران نے کہا۔
 ”جہاں ایسا ممکن ہے۔ راستے میں موت کا جنگل آتا ہے۔ اور
 موت کا جنگل کوئی پار نہیں کر سکتا حتیٰ کہ ناواشنگو بھی اب پار نہیں کر
 سکتا۔ وہاں اچانک دھماکا ہوتا ہے اور آدمی غائب ہو جاتا ہے۔
 وہاں مقدس دیوتاؤں کا ڈرہ ہے۔“ مقاسو نے بڑی طرح انکار
 میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ موت کا جنگل کمال سے شروع ہوتا ہے۔“ عمران نے ہرٹ
 کاٹتے ہوئے پوچھا۔
 ”جہاں آنکھوں والے درخت ہوتے ہیں۔ یہ درخت دیوتاؤں کی آنکھیں
 ہیں جو اس موت کے جنگل کے پہرے دار ہیں۔“ مقاسو نے
 جواب دیا۔

”کٹڑی والا جنگل کتنا بڑا ہے۔“ عمران مسلسل سوال کرتے
 جا رہا تھا۔
 ”بہت بڑا ہے۔ چاکو گاؤں سے کس گنا بڑا۔“ مقاسو نے
 جواب دیا۔

”وہ سفید فام جہاں جھاڑیوں سے نکلتے اور غائب ہوتے ہیں اس
 بگڑی کوئی خاص نشانی۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں ہاں ہے نشانی۔ کچھ سب نشانیاں جانتے ہیں وہاں پہلے موتیوں
 والی جھاڑیاں ہیں۔ اس جنگل کے درمیان میں پہلے موتیوں والی مقدس
 جھاڑیاں، جنہیں کاٹا نہیں جاتا۔“ مقاسو نے جواب دیا اور عمران نے
 اس طرح سر ہلاتے ہوئے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ پہلے موتیوں والی

ناواشنگو بن سکتے ہو۔ تاباں کے بڑے لاماکا میں اوتار ہوں۔ بلو بن
 چاہتے ہو ناواشنگو۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”ناواشنگو اور میں جیسے کہہ رہے ہیں نہیں پھر تو آسمان ٹوٹ پڑے گا۔
 مقاسو نے انتہائی حیرت اور خوف سے جھرتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”میں نے بتایا تو ہے میں مقدس لاماکا اوتار ہوں۔ میں چاہوں تو
 جنگل میں پھرتے والے کسی ہرن کو بھی ناواشنگو بنا سکتا ہوں تم تو پھر
 کہا ہو۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اس کے چہرے پر
 ایسے تاثرات ابھرتے تھے جیسے وہ واقعی کوئی مقدس آدمی ہو۔
 ”اوہ کاش میں ناواشنگو بن سکتا مگر نہیں میں نہیں بن سکتا۔ ایک
 حیرت کھا غلام تو بن سکتا ہے ناواشنگو نہیں بن سکتا۔“ مقاسو نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم میرے غلام بن گئے تو پھر تم شرپا کے ناواشنگو خود بخود بن جاؤ
 گے۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ مقدس لاماکا کو اطلاع ملی ہے کہ
 موجودہ ناواشنگو نے شرپا سے غداری کی ہے اس نے سفید فاموں کو مار
 والے جنگل میں پناہ دی ہے تاکہ وہ کٹڑی والے مقدس جنگل کو تباہ کر
 سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ اسی لئے پہلے پہلے ناواشنگو کٹڑی والے جنگل میں سفید
 فاموں سے ملتا رہتا تھا۔ ہاں میں جانتا ہوں وہ سفید فام کٹڑی والے جنگل
 میں رہتے ہیں۔ وہ جھاڑیوں سے نکلتے ہیں اور پھر اچانک جھاڑیوں میں
 غائب ہو جاتے ہیں۔“ مقاسو خود بخود لہجہ پڑا۔
 ”سنو کیا تم کٹڑی والے جنگل میں جا کر کسی سفید فام کو یہاں آؤ؟“

جھاڑی عام طور پر اس جگہ پیدا ہوتی تھی جہاں ساگوں کے درختوں کی کڑواہٹ اور وہ کچھ گیا کر لکڑی واسے جنگل میں جہاں ساگوں کے درختوں کی کثرت ہے وہاں کی بات متا سو کر رہا ہے۔

اسی لئے جو ان گھوڑے کی باگ پکڑنے کے قریب پہنچ گیا۔
صنذر اور کچیل کی شکل بھی ساتھ تھے۔ غمراں اب اُن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو اُن کے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر کا ندھے سے لٹکی ہوئی مٹین گوناماری اور دوسرے لٹھے غارنگ سے جنگل گونچ اٹھا۔ گھوڑا اڑپ کر پیچھا کر اور اس کے پوسے جسم سے خون کے فارے سے گھٹنے لگے جو اُن نے اس تڑپتے ہوئے گھوڑے کو ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر زمین پر پڑے ہوئے جوزف کے قریب کیا اور پھر اس کے خول سے چلو پھر کر اس نے جوزف کے حلق میں پٹیکنا شروع کر دیا۔ غصہ اور کچیل کی شکل اس کی مدد کر رہے تھے۔

”بس کافی ہے“ — غمراں نے کہا اور وہ تینوں ایک طرف ہٹ گئے اب وہ سب غور سے جوزف کو دیکھ رہے تھے گھوڑا اس دوا تشدد پر گیا تھا لیکن اس کا خون اس کے جسم کے گرد ابھی نکالاب کی صورت میں پھیلا ہوا تھا۔ متا بھی حیرت سے اس سادے تماشے کو دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ اس کی اپنی حالت جوزف سے بھی زیادہ خستہ نظر آ رہی تھی لیکن اس کے باوجود وہ آنکھیں پھاڑے جوزف کو دیکھ رہا تھا۔ جوزف کے چہرے اور جسم پر چھائی ہوئی نیلا برٹ گھوڑے کے خول کے بعد تیزی سے غائب ہوئی شروع ہو گئی۔ جیسے جیسے نیلا برٹ ہوتا جاسی تھی ویسے ویسے غمراں کے ہونٹے چہرے پر اٹھتے گئے اور وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی کمر باندھ کر لے گیا۔

انہوں نے جیسے جارہے تھے۔ تنور، بولیا اور مورتی بھی اب مکمل طور پر پوش میں آچکے تھے اور وہ اُن کے پیٹھے ہوئے یہ سب کچھ دیکھ اور مٹی لپے تھے۔ جوزف کی ہتھالی فطرتاً حالت دیکھ کر اُن کے ہونٹ بھی جھنجھکے ہوئے تھے خاص طور پر تنویر کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار نمایاں تھے حالانکہ غمراں کی وجہ سے اس کی جوزف سے کبھی نہ بڑی تھی لیکن اس وقت تنویر کے چہرے کی حالت ایسی تھی جیسے جوزف کی بجائے اس کا سگا بھائی موت کے منہ میں جا رہا ہو اور پھر جیسے ہی جوزف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں ان سب کے چہرے پر غمناک لب لٹکے۔

”اوہ اوہ اب تجھے یقین آ گیا ہے کہ تم تباہات کے بڑے لاما کے دہار ہو۔ کئی زہر کا توڑ سواتے دیوتاؤں کے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب میں تمہارا غلام ہوں چاہے میں شریا ہی سکوں یا نہیں۔ لیکن میں تباہات کے بڑے لاما کے اوتار سے متنبہ نہیں ہو سکتا۔“
عامو نے یککلیت جیچہ نکال کر کہا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے اور غموں سے ایسے تاثرات اُبھرتے تھے کہ غمراں سمجھ گیا کہ مقامو کے ہل و بالا میں یہ بات راسخ ہو گئی ہے کہ وہ تباہات کے بڑے لاما، نمائندہ ہیں اس نے انہیں کئی زہر کا توڑ معلوم ہے۔ غمراں چہاں اگر تباہات کا بڑا الاملا دوری دنیا میں پھیلے ہوئے بدھوں کا سب سے ایشواس ہے اور اُسے یہ لوگ بدھ کا اوتار سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس بدھ گردانی کا تو تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

”ٹھیک ہے مقامو کو کھول دو۔ اب یہ ہمارا دھار رہے گا اور

جھاڑی عام طور پر اس جگہ پیدا ہوتی تھی جہاں ساگوں کے درختوں کی کڑواہٹ اور وہ کچھ گیا کر لکڑی واسے جنگل میں جہاں ساگوں کے درختوں کی کثرت ہے وہاں کی بات متا سو کر رہا ہے۔

اسی لئے جو ان گھوڑے کی باگ پکڑنے کے قریب پہنچ گیا۔
صنذر اور کچیل کی شکل بھی ساتھ تھے۔ غمراں اب اُن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو اُن کے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر کا ندھے سے لٹکی ہوئی مٹین گوناماری اور دوسرے لٹھے غارنگ سے جنگل گونچ اٹھا۔ گھوڑا اڑپ کر پیچھا کر اور اس کے پوسے جسم سے خون کے فارے سے گھٹنے لگے جو اُن نے اس تڑپتے ہوئے گھوڑے کو ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر زمین پر پڑے ہوئے جوزف کے قریب کیا اور پھر اس کے خول سے چلو پھر کر اس نے جوزف کے حلق میں پٹیکنا شروع کر دیا۔ غصہ اور کچیل کی شکل اس کی مدد کر رہے تھے۔

”بس کافی ہے“ — غمراں نے کہا اور وہ تینوں ایک طرف ہٹ گئے اب وہ سب غور سے جوزف کو دیکھ رہے تھے گھوڑا اس دوا تشدد پر گیا تھا لیکن اس کا خون اس کے جسم کے گرد ابھی نکالاب کی صورت میں پھیلا ہوا تھا۔ متا بھی حیرت سے اس سادے تماشے کو دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ اس کی اپنی حالت جوزف سے بھی زیادہ خستہ نظر آ رہی تھی لیکن اس کے باوجود وہ آنکھیں پھاڑے جوزف کو دیکھ رہا تھا۔ جوزف کے چہرے اور جسم پر چھائی ہوئی نیلا برٹ گھوڑے کے خول کے بعد تیزی سے غائب ہوئی شروع ہو گئی۔ جیسے جیسے نیلا برٹ ہوتا جاسی تھی ویسے ویسے غمراں کے ہونٹے چہرے پر اٹھتے گئے اور وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی کمر باندھ کر لے گیا۔

چند لمبے سوچنے کے بعد کہا۔

”مقدس اوتار ایسا راستہ صرف ناواشنگو کو معلوم ہے۔ میں نے خود اس سے سنا تھا کہ وہ جب جاوے اس راستے سے گزر کر سفید فام عورتیں حاصل کر سکتا ہے۔ وہ ناواشنگو ہے جنگل کا مقدس حق فطریہ اور جنگل خود بخود اسے راستہ دے دیتا ہے۔“ مقاسو نے مہجکا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا سنو اب تم اسی حالت میں ناواشنگو کے پاس جاؤ اور اُسے یہ کہہ کر یہاں لاؤ کہ تمہارے ساتھیوں اور تمہارے درمیان فوٹاک جنگ ہوئی ہے اور ہم سب مارے گئے ہیں لیکن تم اکیلے ہو اس لئے ہماری لاشیں وہاں تک نہیں لے جا سکتے اور اُسے کسی طرح یہاں تک لے آؤ۔ بولو لا سکتے ہو اُسے۔ یہ تمہارا پہلا امکان ہے۔“

— گمران نے کہا۔

”ناواشنگو بہت بڑا دماغ رکھتا ہے مقدس اوتار وہ اس طرح انسانی سے بڑھ کھائی بات نہ مانے گا۔ ہاں اگر تم اس سفید فام عورت دھیرے ساتھ پیچھ دو۔ میں اسے ایک پہاڑی غار میں بٹھا دوں گا۔ ناواشنگو وہاں تک لازماً آجائے گا۔ اس کے بعد میں اُسے اٹھا کر جی ہاں لا سکتا ہوں۔ ہاں مجھے اس سفید فام عورت کے پاس کو کوئی بڑا اٹھ لے جانا پڑے گا۔ ناواشنگو سفید عورت کی بو دھند سے سونگہ ہے۔“ مقاسو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جو ان اور کچھ پیش کشیں تم دونوں جو لیا اور مقاسو کے ساتھ آگے۔ اور لیا تم اسے اپنی جیکٹ آنا کر دے دیتا تھا کہ

اگر اس نے ہم سے خداری کرنے کی کوشش کی تو پھر تباہی کے بڑے لاما کا ہتر اس پر ٹوٹ پڑے گا۔“ گمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ”نہیں نہیں میں یہ جرات کیسے کر سکتا ہوں اگر مجھے پہلے معلوم ہو جائے تو میں یا میرے ساتھی کسی قسم پر حملہ نہ کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ کم پڑے لاما کے اوتار ہرنے کی وجہ سے میرا قصور معاف کر دو گے۔“ مقاسو نے کہا۔ اور پھر میں نے ہی مقاسو کے بازو آڑا دھوئے وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور گمران کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔

”مجھے معاف کر دو۔ مقدس لاما کے اوتار مجھے معاف کر دو۔“ مقاسو نے چیخ مچا کر کہنا شروع کر دیا۔

”ٹھیک ہے اچھا کہ کھڑے ہو جاؤ نہیں معاف کر دیا گیا ہے۔“ گمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بدھوں کا وہ مخصوص خشوع بھی دیکھنے کی مقدس زبان میں پڑھ دیا جو ایسے موقعوں پر لاما پڑھتے ہیں اور وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور پھر کونج کے بل جھک گیا۔ اس کے کان پچھے چہرے پر اب مرث کا اظہار سا بہنے لگ گیا تھا۔

”میں ہمیشہ تمہارا غلام رہوں گا۔ میں مقدس بدھ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مقاسو ہمیشہ تمہارا غلام رہے گا۔ تم سے کبھی خداری نہ کرے گا۔“ مقاسو نے کہا اور گمران مسکرا دیا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ ایک اہم کامیابی تھی۔ مقاسو کی مدد سے وہ انتہائی آسانی سے اڑے تھکے پہنچ سکتے تھے۔

”کوئی ایسا راستہ بناؤ مقاسو جس راستے سے ہم موت جنگل سے گزرے بغیر مقدس جنگل تک پہنچ سکیں۔“ گمران۔

کرنے کی کوشش کریں گے۔ مارٹینا بے حد ذہین لڑکی ہے۔ وہ انہیں چکڑے کر رہی ہے۔ اس پر اس کا مطلب ہے موت کے جنگل میں ٹھیک اس سپاٹ تک لے آئے گی کہ ایک ٹپ دیتے ہی یہ سب دھواں بن کر غائب ہو جائی گے۔“ کرشن نے کہا۔

”ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مارٹینا کو اسے ون زیرہ ساتھ دے دیں۔ اس طرح اسے ون زیرہ کی وجہ سے اس پر رنج کا اثر نہ ہوگا اور وہ بچ جائے گی۔“ راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس اگر ان کے ہاتھ اسے ون زیرہ وچڑھ گیا تو پھر رنج ہوا ان کے لئے فزی ہو جائے گا۔“ تاروف نے کہا۔

”نہیں مارٹینا بے حد ہوشیار لڑکی ہے۔ میں اسے بریف کر دوں گا۔ بلاؤ اسے جلدی۔“ راسکوف نے تیز باج میں کہا۔ اور تاروف اٹھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک نوجوان اور خالصورت دیہاتی لڑکی کو ساتھ لے کر آیا۔

”میں نے اسے ون زیرہ بھی دے دیا ہے اور اسے بریف بھی کر دیا ہے باقی آپ سمجھ دیں۔“ تاروف نے کہا اور راسکوف نے اسے مزید صورت حال بتادی۔

”اوہ باس آپ قطعاً بے فکر کریں میں انہیں بہت آسانی سے ہینٹل کر لوں گی۔ میں انہیں پوائنٹ ون پر لے آؤں گی۔ آپ پوائنٹ ون فائر کریں گے تو یہ لوگ واقعی دھواں بن کر رہ جائیں گے۔“ مارٹینا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

آگے بڑھے میں اگر نہ تک کا منتظر دیکھ کر ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پونچھ اس مٹھی کے ذریعے وہ صرف نظر دیکھ سکتے تھے۔ بات چیت نہ سن سکتے تھے اس لئے اس سے انہوں نے یہی اندازہ لگایا کہ عمران نے اس کہا نوجوان کو کبھی طرح اپنا مطیع بنا لیا ہے۔ اس کے بعد کہا اس سفید فام عورت اور عمران کے دواستھوں کو ساتھ لے کر اس طرف کوچ کیا گیا۔ چار صر شرپا گڈوں چاکو تھا اور عمران اپنے ساتھیوں کی پینڈیٹ میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس وقت کرشن بول پڑا تھا کہ عمران ناواشنکو کے لیے کاروگ نہیں ہے۔

”تم درست کہہ رہے ہو کرشن یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں ان کے لئے ہمیں کچھ اور ہی پلاننگ کرنی ہوگی۔“ راسکوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس اگر کسی طرح یہ ہمارے رنج ایریا میں آجائیں تو پھر ہم ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں ورنہ تو کوئی ٹیم بھیجی گئی تو ہمیں رنج ایریا بند کرنا ہوگا اور یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“ تاروف نے کہا۔

”مسٹر تو یہی ہے کہ جس جگہ یہ موجود ہیں وہ ایریا بند ہی پر ہے اس لئے ہم صرف ٹیلی وڈ سے انہیں دیکھ تو سکتے ہیں لیکن ان کے خلاف ایشری نہیں لے سکتے۔“ راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باس میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ کیوں نہ ہم مارٹینا کو کال کر کے ان کی طرف بھجوا دیں۔ اس انداز میں جیسے وہ اپنا تک ان کے سامنے آگئی ہو۔ لازماً یہ اسے پھنسیں گے اور اس سے معلومات حاصل

”میرا خیال ہے کہ اب مارٹینا لازماً انہیں رینج ایریا میں لے آئے ہیں کہ کیا اب ہو جائے گی۔“ — مارٹینا کے باہر جاتے ہی راسکوف نے کہا اور کرکشن نے بھی سر ہلادیا۔

”ہمیں چیکنگ کے لئے یہی کمڑوں پر جانا ہوگا تم بھی ساتھ آؤ تم چونکہ ان لوگوں کی نفسیات جانتے ہو اس لئے تم بوقت مشورے دے سکتے ہو۔“ — راسکوف نے کہا اور آؤ کھڑا ہوا۔ کرکشن بھی مسکراتا ہوا اٹھا۔ راسکوف نے مشین آف کی اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

”دیکھو یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکورٹ ایجنٹ ہیں اس لئے تمہیں بے حد ہوشیار رہنا ہوگا۔ خاص طور پر اسے ولن تیریو تو کسی صورت بھی ان کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیئے۔“ — راسکوف نے کہا۔

”باس۔ اسے ولن تیریو کی طرف سے قطعی بے فکر رہیں۔ میں اس کی اہمیت جانتی ہوں اس لئے اسے ایسی جگہ رکھوں گی کہ وہ اسے کسی طرح بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔“ — مارٹینا نے جواب دیا۔

”اوکے تم دروازہ ہو جاؤ۔ اسے ولن تیریو کی وجہ سے تمہیں رینج ایریا میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسے ہاں ناروف اسے ایسے ولن ولن بھیجے دو تاکہ ہم اس کی اور ان لوگوں کی بات چیت بھی سن سکیں۔“ — راسکوف نے چونک کر کہا۔

”باس آپ تجھے مائیں پھروں دے دیں۔ وہ میں کافوں میں پہن لوں گی اس طرح انہیں شک نہ ہوگا۔“ — مارٹینا نے کہا۔

”نہیں وہ عمران ان ٹاپس کو دیکھتے ہی پہچان لے گا۔ وہ اس معاملے میں بے حد باخبر آدمی ہے۔ ایسے ولن ولن ٹھیک رہے گا۔ وہ تمہارے لباس کے اندر چھپ سکتا ہے۔“ — کرکشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ — مارٹینا نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ناروف ایسے ولن ولن دے کہ سپیشل گیٹ کھلوا کہ مارٹینا کو باہر بھجوا دو۔“ — راسکوف نے کہا اور ناروف اچھڑ کر مارٹینا کو پٹنے کا اشارہ کر کے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ مارٹینا بھی مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چلی پڑی۔

”میں دو باتوں کے لئے ناواشنگو کو اہمیت دے رہا ہوں۔ ایک تو یہ کہ ناواشنگو کے لئے انہوں نے لازماً موت کے جنگل میں کوئی خاص راستہ رکھا ہوگا کیونکہ ناواشنگو پر یہ اس قدر اختیار نہ کریں تو پھر ان کا اٹھنا نہیں رہ سکتا جہاں تک اس ناواشنگو کو میں سمجھا ہوں۔ یہ پڑھا لکھا تعلیم یافتہ فوجی ہے۔ اس کی کمزوری صرف سفید فام عورتیں ہیں کیونکہ یہ گریٹ لینڈ میں پڑا ہے اس لئے اس کے ذہن میں ان کا نقش راسخ ہے۔ میں وہ راستہ چاہتا تھا جہاں وہ نہ اگر اہم ویسے ہی اس جنگل میں گھس گئے تو جیسا کہ کسی درخت اور کسی جھاڑی میں سے ہم پر کوئی خوفناک سانسی حربہ پھیل ہو سکتا ہے جس سے بچنا ممکن ناکمل ہے۔ کیونکہ گئے جنگل میں بچنا تو ناممکن ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے کیسے کیسے اگرت جنگل میں فحش کر رکھے ہیں۔“ ٹمران نے کہا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے اس طرح اندھاوند جنگل میں داخل ہونا واقعی خودکشی کے مترادف ہے۔ لیکن اگر ناواشنگو بھی ایسا راستہ نہ جانتا ہو یا واقعی ان لوگوں نے اس کے لئے کوئی ایسا راستہ نہ بنایا ہو تو پھر۔۔۔“ صفدر نے کہا۔

”پھر یہی ہو سکتا ہے کہ تم لوگ بسیں پھر میں اکیلا جا کر صورت حال کو چیک کر دوں گا۔“ ٹمران نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ممکن ہے ٹمران صاحب۔“ صفدر نے ٹھکراتے ہوئے کہا۔

”یاد رکھیں کیوں نہیں ہے۔ تم سب سیکورٹ سروس کے فبر ہو۔ تمہاری تو واقعی ملکی لیول پر اہمیت ہے۔ میں تو جہاں کہے کا سپاہی۔“

اس بار ہماری لائق آف ایجنسی بڑی طرح الجھ گئی ہے ٹمران صاحب۔ صفدر نے ٹمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت بیٹھنے والے جھنڈ میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہاں صفدر تم درست کہہ رہے ہو۔ میری خود سمجھ میں نہیں اگر ہاں کہ ہم اس دلدل سے کیسے نکلیں۔ میرا آئیڈیا تھا کہ ہم ناواشنگو کو پکڑ دے کہ اس سے اڈے کے متعلق معلومات حاصل کر لیں گے اور پھر اس جنگل میں داخل ہو کر اس اڈے پر ریڈ کر دیں گے لیکن یہاں پہنچتے ہی حالات کچھ اس قدر تیزی سے اور خلاف توقع طور پر بدلے ہیں کہ واقعی کوئی صحیح لائن آف ایجنسی کھ میں نہیں آ رہی۔“ ٹمران نے بھی ہنسیہ لائے میں کہا۔

”ٹمران صاحب دراصل اس بار آپ نے ناواشنگو کو بھاد بنایا ہے حالانکہ میرا خیال ہے کہ ناواشنگو کو ان لوگوں نے اس قدر اہمیت نہ دی کہ گی کہ وہ اڈے تک پہنچ رہی نہ پائی کر سکے۔“ صفدر نے کہا۔

پہل جانے کو کسی سے نہیں سمجھتی۔ اس طرح انہوں نے جو بھی شیزری
بٹ کھوگی ساری ناکارہ ہو جائے گی۔“ مورفی نے کہا۔

”بہت خوب واقعی تمہاری تجویز ایسی ہے کہ نگاہ فطرت کی بجائے فطرت
بلکہ عقل لائق بن سکتی ہے۔ غرض مورفی پر جھگڑنا مستحکم پروا نہیں تھی
کہ ان کو آگ لگ سکے۔ اس مڑھو آب و ہوا کے جھگڑوں کو خود بخود
آگ نہیں لگا کرتی۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ پورے جھگڑے پر پہلے
موتوں کے حساب سے پڑھ لیں پھر کیا جائے اور ان پر مسلط پیرے کیا جاتے
نوشید کوئی کامیابی ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”مگر جھگڑ کو تو آگ لگ جاتی ہے کس کو کیوں نہیں لگے گی۔“
نورنی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”بس مورفی عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں آگ صرف ان
جھگڑوں کو لگتی ہے۔ جہاں کا موسم خشک ہو تا ہے لیکن یہاں ماحول میں
بے پناہ رطوبت موجود ہے اس لئے یہاں آگ آگے پھیل ہی نہیں
سکتی۔“ صغدر نے مورفی کو سمجھاتے ہوئے کہا اور مورفی سر ہلا کر
امورٹ ہو گئی۔

اُسی لمحے دُور سے کھٹک سا ہوا اور عمران اور صغدر دونوں چونک
اُٹے۔

”میرا خیال ہے جو انا وغیرہ آئے ہیں۔“ صغدر نے کہا اور عمران
سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں بھی اُٹھ کر ٹھنڈے باہر آ گئے۔ اور
انہیں ایک درخت کے نیچے سے جویا، جو انا اور کیٹی شکل
تھے دکھائی دیے۔ عفا سمر جھکاتے ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا جو انا

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صغدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
”میرا تو خیال ہے کہ ہم اگر پہلی کا پڑ کے ذریعے براہ راست اس جھگڑ
والے جھگڑ میں اُتر جاتے تو زیادہ آسانی رہتی۔“ تمیز نے پہلی بار اس
جھگڑ میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات سو فیصد درست ہے۔ واقعی بے پناہ آسانی رہتی۔
لیکن ہمیں نہیں ان اڈے والوں کو۔ وہ ایک میزائل سے پہلی کا پڑا
دیئے۔ اور ہم بڑے اطمینان سے منکر نکیر کو حساب کتاب دیتے ہیں اور
ہو جاتے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صغدر ہنس پڑا جب
کہ تمیز نے ہونٹ پیچھنے لگے اس کا چہرہ ہنسا رہا تھا کہ واقعی اُسے اپنی بات
کے مضحکہ خیز ہونے کا احساس ہو گیا ہے۔

”اگر میں کوئی تجویز بتاؤں تو کیا تم عمل کرو گے۔“ اچانک زمین پر
لیٹی ہوئی مورفی نے کہا۔

”بالکل عمل کریں گے۔ جھگڑ ہو۔ اور تم جیسی سینہ تجویز دیتی کہے تو
کس کا فزکال عمل کرنے کو نہ چاہے گا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے
لہجے میں کہا تو مورفی جھٹک کر ہنس پڑی۔

”تم مردوں میں رہی معصیت ہے کہ تم نور توں کو صرف ایک ہی نقطہ نظر
نے دیکھتے ہو۔“ مورفی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہماری مجبوری ہے کہ نور توں کو دیکھتے ہی ہنگامہ خود بخود نقطہ بن کر ایک
جگہ جمٹ جاتی ہے۔ بہر حال تم تجویز تو بتاؤ شاید نقطہ فطرت میں بدل جائے۔“
عمران نے کہا اور اس بار مورفی کے ساتھ ساتھ صغدر بھی ہنس پڑا۔
”میری تجویز یہ ہے کہ ہم ہل جھگڑ لگا دیں۔ جھگڑ ایک ایک بار

نہا پر پڑے ہوئے ناوا شنگو پہ جھک گیا۔

”معا سو تم میرے ساتھ آؤ۔“ عمران نے معاسو سے کہا اور اُسے کہہ کر عمران جھنڈ سے باہر آ گیا۔

”معا سو تجھے بتاؤ کہ موت کا جنگل یہاں سے کس سمت سے شروع ہوتا ہے اور کتنے فاصلے پر ہے اور تم کبھی اس جنگل میں سے گزرنے ہو۔“ عمران نے معاسو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ اس طرف ہے اور اگر گھوٹا دوڑا لیا جائے مقدس اوتار تو گھوٹا اتنی دیر بعد موت کے جنگل میں داخل ہو جائے گا جتنی دیر اہٹیل سے یہاں تک اُسے پہنچنے میں لگتی ہے۔“ معاسو نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جیک ہے میں کچھ گیا اب تم بتاؤ کہ اس جنگل میں کبھی گئے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”مقدس اوتار پہلے تو ہم کبھی سارے جنگل میں گھومتے رہتے تھے سوائے لکڑی کے مقدس جنگل کے جہاں صرف ناوا شنگو خاص طور پر نہیں لے جاتا ہے لیکن پھر میں ناوا شنگو نے بتایا کہ ہم اب موت کے جنگل میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ باقی جنگل میں آ جا سکتے ہیں کیونکہ وہاں دیوتاؤں نے اپنا گھر بنا لیا ہے اور واقعی ناوا شنگو کی بات سچ تھی کیونکہ یہاں ایک روز عطیل سے موت کے جنگل میں داخل ہو گیا میں اُسے روکنے کے لئے آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ

فلوٹ ایک درخت میں سے آگ کا شعلہ نکلا اور میرا بھائی جینا ہوا بچہ بڑا۔ اس کے پورے جسم میں خوفناک آگ بھڑک اٹھی اور میں

کے کندھے پر بے ہوش ناوا شنگو لدا ہوا تھا۔ غمزدی دیر بعد وہ اس جھنڈ میں پہنچ گئے اور جو اُنہوں نے ناوا شنگو کو گھاس پر پٹخ دیا۔

”کوئی شند تو نہیں ہوا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں ماسٹر یہ معاسو کے ساتھ بھاگتا ہوا اس غارتگ آیا اور میں نے اسے چھاپ لیا۔ نتیجے میں یہ یہاں موجود ہے۔“ جو اُنہوں نے شکر اُتے ہوئے کہا۔

”مقدس اوتار جب میں نے جا کر اس سفید غوربت جس کا نام ہوا کہتے ہو کا کپڑا اُسے دکھایا اور یہ بتایا کہ تم سب جنگل میں ہونے والے لڑائی میں ہلاک ہو چکے ہو اور تمہارے ساتھ لڑتے ہوئے میری بھانجری ہوتی ہے لیکن میں سفید غوربت کو پھر بھی زندہ اٹھا لیا ہوں تو یہ خوف سے پاگل ہو گیا اور اس نے اس کپڑے کو بار بار بارسوٹھا اور میری ناپختہ لگا۔ اس کے بعد وہ اس طرح اڑتا ہوا میرے ساتھ آیا جیسے اس کو پتہ لگ گئے ہوں۔“ معاسو نے بڑے سادہ سے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ ٹھیک ہے۔ جو اُنہوں کو کہ اسے درخت سے اس طرح چوڑو کر کے حرکت نہ کر سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اس کے لئے مجھے اُسے سے رتی لے آنا پڑے گی یہ بھاری جہ کا آدمی ہے بیلٹ سے نہ بیکڑا جائے گا۔“ جو اُنہوں نے کہا۔

”جاؤ لے آؤ اور سوتو وہاں سے ایک رپو اور بھی لیتے آنا۔“ دیوتا وہاں موجود ہیں۔“ عمران نے کہا اور جو اُنہوں سے ملتا ہوا اڑ گیا۔

”صنذر اس کی مکمل تلاشی لو۔“ عمران نے صنذر سے کہا اور صنذر

دیکھتا ہی رہ گیا وہ پہلے جیل کو کونہ ہو گیا اور دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ہم میں سے کسی کی حیرت نہ ہوئی کہ ہم دیوتاؤں والے جنگل میں قدم رکھ سکیں۔ — معاسو نے کہا۔

”کیا ناواشنگو اس موت کے جنگل میں کبھی گیا ہے؟“ گمران نے بڑے سفیدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں مقدس اوتار، ناواشنگو صرف اس اڈے میں رہتا ہے۔ اس سے آگے نہیں جاتا جب ککڑی کاٹنے کا وقت ہوتا ہے تب دیوتا اسے اجازت دیتے ہیں اور یہ ہم کھانا کو وہاں لے کر جاتا ہے ہم ککڑی کھاتے ہیں اور پھر ان ککڑیوں کو گھوڑوں پر لا کر دم اچھیل کے پانی میں کر دیتے ہیں پھر اپنا دھن جاتا ہے ککڑیوں کا۔ جسے شریا گاڑیوں میں لا کر ناواشنگو کے ساتھ پہاڑوں کے پار تباہ پہنچے جاتے ہیں اور وہ وہاں آتے ہیں تو ان کی گاڑیاں خالی ہوتی ہیں اور پھر شرپاچوں سے سات دیوتا اور راتوں کا جشن مناتے ہیں اور ہم کھانا اس دوران پہاڑوں میں چھپے رہتے ہیں کیونکہ جشن کے دوران اگر کوئی کھانا شرپاچوں کو نظر آجائے تو کھانا کو مقدس سزا دی جاتی ہے۔ اُسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ — معاسو نے تفصیل دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بستیال کہاں ہیں؟“ گمران نے پوچھا۔

”مقدس اوتار ہماری بستیال یہاں سے بہت دور کالے جنگل کے کنارے پر ہیں لیکن وہاں صرف کھانا خورد میں اور کھانا پینے دیتے ہیں کھانا مرد وہاں شریا کی مزدوری کرتے ہیں اور اس مزدوری کے بدلے میں انہیں کھانے پینے کا کچھ سامان مل جاتا ہے ورنہ ہم جنگل کے چتے اور

”تم کہہ کر تم نے اپنی فطرت کے مطابق دھوکہ دیا ہے۔“ گمران نے کہا۔

”تم پر احماد کیا تھا لیکن آخر تم کھانا ہی ثابت ہوئے۔“ ناواشنگو بڑے زہریلے انداز میں کہا۔

”میں تباہی کے بڑے لاما کے مقدس اوتار کی غلامی اختیار کر چکا ہوں۔ اگلے جو اس کا حکم تھا میں نے پورا کرنا تھا۔“ معاسو نے بڑے

”معاذ“ — عمران نے ٹیکٹت مرد کو معاذ سے کہا۔

”حکم کرو مقدس اوتار“ — معاذ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”اس ناواشنگو کے پیر سے جوڑے امار اور پیسے خود پہنو کیونکہ

ہمارے پیروں میں خود تانیں ہے اور پھر اس جوڑے کو اس ناواشنگو

کے سر پر اس وقت تک مارنے رہو جب تک میں تمہیں دردوں۔

یہ آگے بڑھو اور حکم کی تعمیل کرو“ — عمران نے اہمائی کرخت لہجے

بول کہا۔

”تم ہم مگر یہ تو ناواشنگو ہے“ — معاذ نے بڑی طرح ہلکولتے

ہوئے اٹھائیں کہا۔

”ہم نے اسے ناواشنگو کے منصب سے ہٹا دیا ہے۔ اسے ناوا

نگو نہیں ہے جلدی کرو حکم کی تعمیل میں دیر کی تمہیں بھی سزا دی جاسکتی

ہے“ — عمران نے کڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور معاذ تیزی سے آگے

بھا اور اس نے بندھے ہوئے ناواشنگو کے پیر سے جوڑے امار نا شروع

دیتے۔

”معاذ جانتے ہو تم کیا کر رہے ہو۔ تم پر مقدس بدھ کا ہر ٹوٹ پٹے

— ناواشنگو نے چیخ کر کہا۔

”ہماری موجودگی میں ہر نہیں ٹوٹ سکتا چلو جلدی کرو“ — عمران

تیزی لہجے میں کہا اور معاذ نے جھٹے تو امار فہمے لیکن وجہ امار کر

س طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

بڑے لامکا مقدس اوتار کو تھہر دھوکہ فریب۔ مقدس لامکا بھی نہیں

کو اپنا اوتار نہیں بنا سکتا“ — ناواشنگو نے پیچھے ہوتے کہا۔

”یہ مقدس اوتار میں ناواشنگو۔ انہیں کٹائی زہر کا توڑ معلوم ہے

اور انہوں نے میرے سامنے یہ توڑ کیا ہے“ — معاذ نے کڑکتے

دلائے ہوئے کہا۔

”کٹائی زہر کا توڑ نا ممکن۔ کٹائی زہر کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ تم جیونا

بول رہے ہو“ — ناواشنگو نے چیخ کر کہا۔

”میں تمہیں ضرور بول ناواشنگو لیکن میں جھوٹ نہیں بول سکتا“ — معاذ

نے جواب دیا۔

”تم نے بات جیت کر لی معاذ سے یا کچھ اور بھی کرتی ہے“ —

عمران نے سر دھبے میں کہا۔

”تم۔ کاش میں تمہیں دیکھنے ہی گولیوں سے اڑا دیتا۔ تم نے یہ

معاذ کو بھی درغلا دیا ہے۔ اور یہ سید حساد دھاکھا تمہاری وجہ سے

پھر ناواشنگو سے بھی دھوکہ کر گیا ہے۔ اور اب اسے ہر صورت

مقدس سزا دی جائے گی“ — ناواشنگو نے تیزی لہجے میں کہا۔

”فی الحال تو میں نے تمہارے لئے مقدس سزا تجویز کی ہے“ —

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میرے لئے۔ میں تو ناواشنگو بولنے کو ان سزا سے ملکتے

ناواشنگو نے اس طرح جرات ہوتے ہوئے کہا۔ یہ معاذ نے عمران کے

اجہولی بات کر دی ہو۔

پوری قوت سے ناولشنگو کے سر پہ جوتا مارا اور اس کے بعد تو اس کا ہاتھ
اس قدر تیزی سے چلنے لگا کہ ناولشنگو کا جسم رسیوں میں بندھے بندھے
بڑی طرح ٹپٹپٹنے لگا اور اس کے حلق سے نیچیں نکلے گئیں۔

”بس اب ڈگ جاؤ۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔“ عمران
نے کہا اور معاسو نے بھی ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک وقت حیرت
اور شہرت کے بلے چلے تھے تاثرات تھے۔ وہ اس طرح اپنے آپ کو دیکھ رہا
تھا جیسے اچانک اس کا دلخند ہو گیا ہو۔ اسے شاید اپنے آپ پر یقین نہ
آ رہا تھا کہ ایک کبھی بھی ناولشنگو کے سر پہ جوتے مار سکتا ہے، اور جوتے
مارنے کے باوجود عین سلامت اور زندہ کھڑا ہے۔

”اب تمہارے دماغ سے ناولشنگو بخار ہٹ گیا ہوگا۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لہجہ اور کاجمبر ناولشنگو کے
ماننے کھول دیا۔

”دیکھو ناولشنگو تم پڑھے لکھے آدمی ہو۔ اس نے میں تمہارے ساتھ
ایک کیل کیل کیا ہوتا ہوں۔ اب تمہاری جسمت کو تم اس کھیل میں جیتے
ہو یا نہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے جیمبر میں سے ساری
دھاری نکالیں۔ پھر باقی گولیاں اس نے جیب میں ڈالیں اور ایک گولی
جیمبر کے ایک خانے میں ڈال کر اس نے جیمبر بند کر کے اسے مسلسل گھمانا
شروع کر دیا۔

”تمہارے پاس ہنڈا لٹھنے کے سات چانس بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی
ڈال ہو سکتا۔“ عمران نے کہا۔

”تم تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ ناولشنگو نے قدر سے خوفزدہ ہوجانے میں کہا۔

”مجھے میں کہا، اس کی حالت ایسی تھی کہ عمران کو اس پر رحم آگیا اور وہ
ایسے لوگوں کی نفسیات جانتا تھا۔ صدیوں سے پہلے ہوتے یہ لوگ فاش
اس قدر جرأت نہ کر سکتے تھے۔“

”جوتانا تم پہ جوتا اٹھاؤ اور اس ناولشنگو کے سر پہ دس جوتے
تا کہ معاسو خود دیکھ لے کہ ناولشنگو کے سر پہ جوتے پڑنے سے کئی کئی
ٹوٹا۔“ عمران نے جوتانے کہا اور جوتانے آگے بڑھ کر پڑھنے
کا بنا ہوا بھاری جوتا اٹھایا اور دوسرے لے ناولشنگو کے سر پہ پاؤں
نے تڑا اثر جوتے پر اسنے شروع کر دیتے۔ ناولشنگو کے حلق سے
بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

”بس اب ڈگ جاؤ۔“ عمران نے کہا اور جوتا اپنے پیچھے ہٹ گیا۔
”تم نے دیکھا معاسو جہاں معکس اور تار موجود ہو وہاں ناولشنگو کا
کوئی حثیت نہیں ہوتی۔ جوتاب اٹھاؤ جوتا اور شروع ہو جاؤ۔“
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ معاسو جھکتا ہوا آگے بڑھا اور اس
نے جوتا اٹھایا اور اس طرح مرے مرے قدموں سے ناولشنگو کی طرف
بڑھنے لگا جیسے وہ موت کے دہانے میں جا رہا ہو۔

”ہماری موجودگی میں کچھ نہیں ہوگا۔“ عمران نے اسے حوصلہ دینا
ہوئے کہا۔

”ڈگ جاؤ۔“ ناولشنگو نے جس کی ناک اور منہ سے جوتا کی جوتا
کی وجہ سے خون بہہ نکلا تھا جیتے ہوئے کہا لیکن معاسو نے ڈرتے ڈرتے
اس کے سر پہ آہستہ سے جوتا مار دیا۔

”نور سے مارو۔“ عمران نے جرح کر کہا اور پھر معاسو نے پکڑنا

بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر انہوں نے موت کا جھگل بنا کر تمہیں کیوں روک دیا“ —

عمران نے کہا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ وہ جو کچھ بنانا چاہتے ہیں وہاں اگر کسی کا لے ننگ والے آدمی کا سایہ لگبی بننے وقت بڑگی تو پھر یہ سارا جھگل خود بخود تباہ ہو جائے گا اور شراباقل بھی مر جائیں گے“ — تاواشنگو نے

جواب دیا۔

”تم نے سائنس بڑھی ہے“ — عمران نے چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد پوچھا۔

”سائنس۔ نہیں میں نے سائنس نہیں پڑھی۔ میں نے اٹی جوائن پڑھی ہیں۔ اس کے بعد میں واپس آ گیا تھا کیونکہ میرا باپ تاواشنگو بیمار ہو گیا تھا۔ اور میں نے اس کی جگہ تاواشنگو بننا تھا“ — تاواشنگو نے جواب دیا۔

”اسی لمحے باہر سے کسی عورت کی بیچ ستائی دی اور وہ سب بڑی طرح چونک پڑے۔ ہونا بجلی کی بھی تیز سی سے باہر کو لپکا۔ کچن میں ٹھیک اور مقاسو بھی باہر کی طرف بھاگ پڑے۔

”یہ کون ہو سکتی ہے“ — عمران نے سوچنا چاہتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ باہر سے ایک بار پھر عورت کی جھنجھنے چلانے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت کبھی کھینچنے میں پھنس جانے کی وجہ سے بڑی طرح بیچ رہی ہو۔ اگے پھر یہ آوازیں قریب آتی گئیں اور چند لمحوں بعد ایک روسیاتی نوجوان

کچے نہیں تھیں یا نس دینا چاہتا ہوں۔ اگر تمہاری قسمت ملنا ہوا۔ میرے سوال کا جواب دو کہ موت کے جھگل سے لکڑی کے مقدس جھگل تک کون سا ایسا راستہ ہے جہاں سے خطرے سے بچ کر پہنچا جاسکتا ہے۔“ — عمران نے سر دھبے میں کہا اور دیر لوری نال تاواشنگو کی تپشی سے لگا دی۔ ”وہاں کوئی راستہ نہیں ہے۔“ — وہاں موت کا جھگل ہے۔“ — تاواشنگو نے یہ اختیار ہوتے ہوئے کہا۔

”میں صرف یہی تک کہوں گا“ — عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

”میں پناہ کمر رہا ہوں مقدس بدھ کی قسم میں پناہ کمر رہا ہوں“ — تاواشنگو نے ہڈیاں انداز میں پیچنے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بے اعتنا رویہ اور ہٹا لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مقدس بدھ کی قسم کھا کر یہ لوگ بھی جوڑ نہیں بول سکتے۔ اس کے چہرے پر پہلی بار ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

”تم نے ان سفید خاموشی کے جھگل میں اڑھ بنانے کی اجازت کیوں دی تھی“ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”انہوں نے مجھے سفید خاموشی میں دی تھیں اور تجھے یہ اڑھ بنا دیا تھا۔“ — سفید مین اور دوسرا اسلودیا تھا اور قد سے وعدہ کیا تو کہ وہ اگے لکڑی کاٹنے کے موسم تک یہاں رہیں گے۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ اس جنگل کی زمین کے نیچے وہ جو کچھ بتائیں گے وہ میرے لئے تھوڑے کرپلے جاتیں گے اور پھر میں تاہات کا بھی حاکم بن جاؤں گا۔ تاہات کا امپریو بھی قد سے خوفزدہ پہنچے گا۔“ — تاواشنگو نے فوراً ہی

ہی اور پھر سب کچھ نازل ہو گیا۔

”بال بال ہی ہو جو ہوا۔ اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس جگہ کے ساتھ قبائری افسری بیچ بھی شامل ہوتی۔“ عمران نے کہا۔
 ”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ ابھی پھٹ جائے گا۔“ جویا کے بچے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اس کے اندر ہلکی سی لرزش پیدا ہوتی تھی۔ یہ پُریلاسٹ ڈکٹا فون ہے۔ انتہائی طاقتور رسچنگ کا۔“ عمران نے جواب دیا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہمیں کسی شین کے ذریعے دیکھ رہے ہیں اور انہوں نے اس روشنی کو یہاں کسی خاص مقصد کے لئے بھیجا تھا۔“
 معذرت کرنے لگا۔

”مقصد تو یہی بتائے گی۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے مارٹینا کی تاک اور منہ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے بند کھول بعد اسی مارٹینا کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور عمران پیچھے ہٹ گیا۔

”اس کو مت مارنا یہ سفید نام ہے۔“ ٹاؤشنگو نے عمران کو نیب سے دی بیماری دیوانہ نکالتے دیکھ کر کہا۔

”فکر نہ کرو ٹاؤشنگو۔ اگر اسے مارنا پڑ تو پہلی گولی تمہاری کنبٹی میں ماروں گا۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے مارٹینا نے کہا اے ہوتے آنکھیں کھول دیں اور بڑی طرح کسمائے لگی۔

”دیکھو مارٹینا اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیں صبح سلامت اس اوٹے تک لے جاؤں گی تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ ایک گولی ہمیشہ کے لئے

کر میگلیم ریز نفرت نہ آنے والی ایسی شعاہیں ہیں جو اپنے مرکز سے سو گز فاصلے تک مکمل پاؤں رکھتی ہیں اور جہاں تک میگلیم ریز کی پاور ہو اس میں زوالان ریز اثر نہیں کر سکتیں۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ یہاں موت کے جنگل میں ان لوگوں نے زوالان ریز کے آلات قتل کئے ہوتے ہیں کیونکہ معاصو نے اپنے بھائی کی موت کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ بالکل زوالان ریز سے بٹ ہونے کا نتیجہ ہی ہو سکتا تھا۔

عمران نے بائیں کوزیب میں ڈالا اور واپس جھنڈ میں آگیا۔ مارٹینا ابھی تک بے ہوش تھی لیکن جویا نے اسے درخت سے باغھ دیا تھا۔
 ”جویا اس مارٹینا کی مکمل تلاشی نو۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس کوئی اور چیز بھی ہو۔“ عمران نے جویا سے کہا۔

”اس بائیں میں کیا تھا۔“ جویا نے پوچھا۔

”وہ میک اپ بائیں تھا تم فکر نہ کرو اسے منہ دکھانی میں دسے دھل گاتھیں۔“ عمران نے شکراتے ہوئے کہا اور جویا ہونٹ چبائی ہوئی مارٹینا کی طرف بڑھنے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سُرنگ کی دھات کی بنی ہوئی مربع شکل کی ڈبیا اس کے بائیں سے برآمد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

”اوہ یہ تو شاید پشنگ ہے۔“ عمران نے آگے بڑھ کر وہ ڈبیا جویا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی اس نے ڈبیا ہاتھ میں لی اس نے اسے اس بڑی طرح جھنڈ سے باہر اچھال دیا جیسے غلطی سے اس کے ہاتھ میں کوئی زہریلا سانپ آگیا ہوا اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح ایک لمحے کے لئے بجلی سی

ایچے میں کہا۔

تہمارے اس خوبصورت جسم کو لاش میں تبدیل کر دے گی۔“ عمران نے سر ہلچے میں کہا۔

”لیکن.....“ عمران نے کچھ کہنا چاہا۔

”کوئی لیکن ویسے نہیں چلے گا۔“ تنویر نے جھلٹے ہوئے ایچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ جوزف اور مس ممدی آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ عمران نے زمین پر بیٹھے ہوئے جوزف اور ممدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا یاں۔“ جوزف نے ایک ہنسنے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا زہر ختم ہو چکا تھا ادب صرف پہلو پر زخم تھا جس پر پینڈیٹ کا ہونٹ بھی تھی۔ اس نے خابہر سے اب جوزف کہاں رہے تھے رہنے والا تھا۔

”ٹھیک ہے ہواشنکو کو کوئی مار دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران نے فرماتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے تجھے منت مارو۔“ فجر پر رحم کرو۔ میں مقدس بدھ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اب تمہارے خلاف کوئی سازش نہ کروں گا۔“ ناولٹ کھانے بنیائی انداز میں بیچتے ہوئے کہا۔

”دو شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ تم نے ماسو کو مٹا دینا ہے اور دوسرا اسے اپنا نائب بھی بنانا ہے۔ اگر تم مقدس بدھ کے گمان کی قسم کھا کر لو کہ میں تمہیں آزاد کر کے واپس جانے کی اجازت دے سکتا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ ایچے میں کہا۔

”مجھے منظور ہیں بہت مقدس بدھ کے مقدس گمان کی قسم میں ماسو کو مٹا دینا

”اڈھ کون سا اڈھ۔“ مارٹینا نے چونک کر کہا۔

”جہاں تمہارا پاس راسکوف میز اہل فنٹ کر رہا ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو کیا تم واقعی مجھے تنہا چھوڑ دو گے اگر میں تمہیں اس اٹھنے تک پہنچا دوں۔ لیکن ایک بات یادوں میں تمہیں اڈھے کے اندر نہیں لے جاسکتی۔ یہ میری مجبوری ہے۔ ورنہ وہ تجھے ہلاک کر دیں گے۔“

مارٹینا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”لیکن راستے میں تو موت کا جنگل آتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں آتا ہے لیکن انہیوں کے لئے ہمارے لئے نہیں۔ ہمارے لئے ایک راستہ ایسا ہے جس پر کوئی خطرہ نہیں اب تم دیکھو میں موت

کے جنگل سے ہی گزر کر آتی ہوں۔“ مارٹینا نے جواب دیا۔

”اوکے لیکن میں تمہارے بازو پشٹ پر پانڈھ کر لے جاؤں گا

تمہیں۔“ مجھے خطرہ ہے کہ تم کسی جگہ اپنا ٹک کسی پھنسے ہوئے ہیں کو دبا دو

اور ہم ہلاک ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔“ مارٹینا نے فوراً سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہونا مارٹینا کو کھول کر اس کے ہاتھ پشٹ پر پانڈھ دو اور سنو

زخمی نہیں رہیں گے صرف میرے ساتھ وہ لوگ جائیں گے جو صمیم ہوں

عمران نے چھاننا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں ہم بھی ساتھ جائیں گے۔“ تنویر نے دیکھت بھڑکتے ہوئے

پہلے چھپا۔

”میں نے تمہاری باتوں سے جو اندازہ لگایا ہے اور راسخوف نے اس طرح غلطی نہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہٹاک کرنے کا کہا تھا۔ اس نے مجھے اب اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ سفید فام یہاں کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس سے تمہارے ملک کو تو خطرہ ہو سو ہو۔ لیکن ہمارے جنگلوں کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ان سفید فاموں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ جنگل میں پانی پانے والی ایک خاص جڑی بوٹی کو کوڑھنے اور پھر اس سے کوئی دوا بنانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن اس دوا کی یہ ہامیت ہے کہ اگر اس پر کسی کاٹے آدمی کو سایہ پڑ جائے تو پھر یہ دوا بکار ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس سے میرے جنگل کو کوئی خطرہ نہ تھا اور ہمارے لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کی یہ تحقیق آئندہ لکڑی کاٹنے کے موسم تک مکمل ہو جائے گی اور وہ جاتے ہوئے مجھے چار سفید فام عورتیں مستقل طور پر دے جائیں گے اور چار سفید فام عورتیں انہوں نے پہلے مجھے ایک دکان کے لئے دی تھیں۔ ماریٹن بھی ان عمارتیں شامل تھیں۔ ان چاروں سفید فام دکانوں نے واقعی میری بے حد خدمت کی اور میں پورے ایک ماہ تک عام دوسے باہر نہ نکل سکا تھا۔ اس کے بعد یہ عورتیں واپس چلی گئیں پھر بنایا گیا کہ اس آڈے کے متعلق شراب بالامالوں یا کسی ایسی ہی کو ہرگز متعلق ہو سکے۔ مجھے پھر کیا ضرورت تھی کہ میں خود کسی کو پتا نہ کہ میں نے مقدس مقام میں سفید فاموں کو داخل کیا ہے۔ لیکن اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے سفید فاموں نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے۔ اور ہو سکتا ہے ان کی وجہ ہمارے جنگل تباہ ہو جائیں۔ اگر ہمارے جنگل تباہ ہو گئے تو پھر میں

بنانے اور اپنا نائب بنانے کا اعلان کرتا ہوں اور سنو تجھے مقدس بڑھ کے مقدس گیان کی قسم آج سے میں تم سب کے ساتھ کوئی دشمنی نہ رکھوں گا۔“ ناول شنگو نے بڑے پر غصہ سے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔ ”جو ہمارے کھول دو اور سنو مقاصد اب تم اس کے ساتھ جاؤ۔ جب ہم واپس لوٹیں گے تو پھر میں دیکھوں گا کہ کیا اس نے عکس بدھ کی قسم کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں اگر اس نے خلاف ورزی کی ہوگی تو پھر پوری دنیا میں اسے خبر کی جگہ نہ مل سکے گی۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ جواب میں کہا۔

”مقدس اوتار۔ مجھے یقین ہے کہ ناول شنگو مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھا کر خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس پر مقدس موت خود بخود نازل ہو جائے گی۔“ مقاصد نے سر جلاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام عمران ہے۔“ ناول شنگو نے آزاد ہوتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں کیوں؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تم میرے ساتھ اکیلے باہر آؤ میں تمہارے ساتھ ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔“ ناول شنگو نے کہا اور عمران سر جلاتا ہوا اسے ساتھ لے کر بھٹ سے باہر گیا۔ کچھ دور چلنے کے بعد ناول شنگو رگ گیا۔

”ایک بات بتاؤ۔ ان سفید فاموں کے اس آڈے سے ہمارے جنگل کو کیا خطرہ ہے۔“ ناول شنگو نے ہونٹ چباتے ہوئے پتہ

سنجیدہ جواب میں کہا۔

”کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ عمران نے حیرت بھرے جواب

کیا پورے شریا قابل سب ختم ہو جائیں گے۔" ناواشنکو نے بڑے
 سنجیدہ لہجے میں تفصیلی بابت کرتے ہوئے کہا۔
 "اگر میں کہوں کہ واقعی ایسا ہو رہا ہے۔ تو پھر تم کیا کرو گے۔"
 عمران نے مشکراتے ہوئے پوچھا۔
 "میں ناواشنکو ہوں۔ ان جنگلوں کا محافظ۔ مجھ سے ان جنگلوں
 کا ایک ورثہ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں اکیلا ان کا پھل اڑھ ختم کر رہا
 ہوں۔" ناواشنکو نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو سنو ناواشنکو تم واقعی میرے ساتھ چھپنا
 آؤ بیٹا۔ تمہارے اس جنگل کے اندر دو سیاح اور کارفرماں وارا
 ہل کر ایسا خوفناک میزبانوں کا اڈہ بنا رہے ہیں جس سے وہ یہاں
 ہزاروں میل دور میرے ملک پاکیشیا پر خوفناک آگ برسات سکتے ہیں
 تم خود اندازہ کر لو کہ جس قدر خوفناک ہتھیار وہ استعمال کریں گے۔
 ہزاروں میل دور آگ برسات سکتا ہے۔ پورے ملک کو تباہ کر سکتا ہے۔
 بے گناہ افراد کو ہلاک کر سکتا ہے۔ وہ جس جگہ سے چلنا چاہتے گا وہاں
 کوئی اثر نہ ہو گا۔ تینا ہو گا اور یہ لکڑی کا جنگل کیا یہ پورے جنگل چل
 رہا ہے جو جائیں گے لیکن تم حرکت نہ کرو۔ تم معاف سو کو لے کر واپس جاؤ۔ ہم با
 اور یہ اڈہ۔ ہم اسے تباہ کر کے ہی واپس جائیں گے اس طرح کے معاملہ
 بھی بڑھ جائے گا اور تمہارے جنگل بھی۔" عمران نے کہا۔
 "اؤ کیا تم یہ کہہ رہے ہو۔" ناواشنکو کا چہرہ خوف
 سائرات سے بھر گیا تھا۔
 "جبے کیا ضرورت پڑی ہے تم سے جھوٹ بولنے کی۔" عمران۔

بنا سامنے بناتے ہوئے کہا۔
 "ہو نہ ہو جنگل سے تم واقعی بچے آؤ بیٹا۔ میں نے تمہیں دیکھ
 پایا ہے۔ سنو میں تمہیں ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہوں جہاں سے اس
 آٹے تک اس طرح پہنچا جاسکتا ہے کہ ان سفید فاموں کو علم تک نہ
 دیا۔" ناواشنکو نے کہا۔
 "کیا وہ راستہ موت کے جنگل سے گزرتا ہے۔" عمران

نے پوچھا۔
 "نہیں موت کے جنگل سے کچھ دور بڑے جنگل کے اندر ایک
 بہت بڑی سڑک بنی ہوئی ہے۔ جو سیدھی اس لکڑی کے جنگل
 جا پہنچتی ہے۔ یہ سڑک بنانے کب بنائی گئی تھی اور کس نے بنائی
 ہے۔ لیکن اس کا علم صرف ناواشنکو کو ہوتا ہے۔ ناواشنکو اس
 جگہ کے راستے لکڑی کے جنگل میں جاتا ہے اور وہاں سے لہاؤں کے
 اللہ اپنے لئے اور شرابا کے چار بڑوں کے لئے خاص خاص لکڑی
 لے کر لے آتا ہے اور پھر یہ لکڑی انتہائی فائدہ طور پر فروخت کر دی
 ہے۔ یہ اس قدر قیمتی لکڑی ہے کہ اس کے چند بڑے تنوں کی
 ت دوسری لکڑی کے لاکھوں تنوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے
 دن کا ایک ہیں جو ایک مخصوص موسم میں دینی پہاڑی کے پاس پہنچ
 لے جاتی ہیں۔ اور پھر اس رقم کو جو بہت بھاری تعداد میں ہوتی ہے صرف
 بل، شرابا کے چار بڑوں اور ناواشنکو کے خرچ کے لئے استعمال
 ہے باقی شرابا کو کبھی اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔ یہ سڑک بہت
 ہی ہے اور اس میں ہوا کے لئے مخصوص راستے بھی ہیں ہم اس

جنگل تک پہنچوں گا نہ وہاں کا مکمل ماحول دیکھ کر میں اپنے ساتھیوں کو بلاؤں اور اس دوران میرے ساتھیوں کے زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔“ قرآن نے کہا۔

”زخموں کی تم فکر نہ کرو۔ وہ تو ایک روز میں ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ بڑے لاماکے پاس ایسا مرہم ہے جو بڑے بڑے زخم ٹھیک کر دیتا ہے۔“ ناواشننگو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”اوسکے آؤ میرے ساتھ۔ میں اس مارٹینا کو بھی ساتھ لے جاؤں گا کیونکہ اس سے اس اڈے کی اندرونی تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اگر تم رٹا نہ مارو تو میں درخواست کروں گا مارٹینا کو پوچھنے کے بعد میرے حوالے کر دینا۔ میں اُسے گاؤں میں ایسی جگہ رکھوں گا جہاں سے وہ کسی صورت بھی بھاگ نہ سکے گی اور جب تم واپس چلے جاؤ گے تب میں اُسے اپنے پاس رکھوں گا۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔“ عمران نے کہا اور ناواشننگو کے چہرے پر چمک سی ابھرتی۔

مرنگ کے واسطے آسانی سے اس لکڑی کے جنگل تک پہنچ سکتے ہیں اور تم جاؤ تو ہم گھوڑوں پر چڑھ کر بھی جا سکتے ہیں۔ وہاں لکڑی کے جنگل بھی ایک ایک چپہرہ ادا کیا جھالا ہے۔ میں وہاں بھی تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔“ ناواشننگو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے پھر اس کی ایک صورت ہے کہ ہم تمہارے ساتھ پھر باگاول کی طرف جائیں گے اور پھر وہاں سے گھوم کر ہم اس بڑے جنگل تک جائیں گے کیونکہ نئے قبیلے سے کہ ان لوگوں نے ان سارے جنگلوں میں ایسے آلات نصب کر رکھے ہیں جس سے ہماری ساری کڑی وہاں اڈے میں بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں اس مرنگ کا حال ہو گیا تو پھر وہ ہمیں آسانی سے مار ڈالیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا یہ بات ہے۔ تو پھر ایک اور راستہ بھی ہے۔ بڑے سے پارٹنر پہاڑی کے اندر سے بھی ایک راستہ اس مرنگ تک جاتا ہے۔ ہم لکڑی اس راستے سے وہیں پہنچاتے ہیں۔ ہم وہاں سے ہو سکتے ہیں۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”لیکن اس کیلئے ہمیں پہلے تمہارے گاؤں جانا ہوگا۔ کیونکہ اتنی دور سفر ہم چھپ کر تو نہیں کر سکتے۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری مرضی ہے۔ میں ناواشننگو ہوں۔ کوئی پتہ پرانہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر تم گاؤں میں رہنا چاہو تو رہ سکتے ہو۔ سب سے تمہاری حفاظت کریں گے۔“ ناواشننگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں جاؤں گا۔ اس کے میں اکیلا یا ایک آدمہ ساتھی کے ساتھ اس مرنگ کے راستے لکڑی

”باس میرا خیال ہے کہ اب ہمیں دفاع کی بجائے خود ان پر حملہ کر دینا چاہیے؟“ — کرشن نے کہا۔
 ”کیا مطلب — کیسا حملہ؟“ — راسکوف نے چونک کر پوچھا۔
 ”میشل ایئر مشینوں کے ذریعے ٹیم اس گھاؤں کی سرحد تک بھی جاسکتی ہے۔ ان پر مقامی میک اپ کیا جاسکتا ہے اور پھر یہ ایک گھاؤں میں جہاں بھی موجود ہوں ان پر خوفناک بم برسا کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے؟“ — کرشن نے کہا۔
 ”لیکن اس طرح راز ٹیک آؤٹ ہو جائے گا؟“ — راسکوف نے کہا۔

”باس اگر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا فوری خاتمہ نہ کیا گیا تو یہ سارا اڈہ تباہ ہو جائے گا۔ آپ راز ٹیک آؤٹ ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ عمران اب تک اس لئے نامک ٹوئیاں مار رہا ہے کہ وہ اس اڈے تک پہنچ نہیں پا رہا لیکن اب مارٹینا کے اس کم قبضے میں جانے کے بعد ہمارے لئے حقیقی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ارٹیا کو اڈے کی لوکیشن اور اندرونی نظام کے بارے میں مکمل تفصیلات کا علم ہے اور لازماً عمران نے اس سے سب کچھ دریافت کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے مارٹینا سے ریج ایریا میں عیب مشینری کی تفصیلات بھی حاصل کر لیتی ہیں؟“ — کرشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ تم ٹھیک کر رہے ہو۔ میرے ذہن میں واقعی یہ پہلو نایا تھا لیکن مارٹینا کو بھیجے گا پلان تم نے بنایا تھا اور تمہاری دہر

ایک بار پھر دفتر نما کمرے میں راسکوف ناروف اور کرشن اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ راسکوف کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔
 ”اس ساری چکر بازی کا آخر مطلب کیا ہوا؟ اس عمران نے مارٹینا سے اے ون زیر و بھی حاصل کر لیا اور ایس ون ون بھی۔ ایس ون ون چھپنے سے بھی کوئی زخمی نہیں ہوا لیکن پھر یہ لوگ موت کے جنگل میں اُسنے کی بجائے گھاؤں واپس کیوں چلے گئے ہیں۔ وہ ناوا اسٹار بھی ان کے ساتھ اس طرح جا رہا تھا جیسے وہ ان کا دشمن نہ ہو، دوست ہو۔ مارٹینا کو بھی وہ ساتھ لے گئے ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ انہیں تو واپس جانے کی بجائے ریج ایریا میں اُنا چلیے تھا۔ اے ون زیر و کی وجہ سے اگر ٹی ایون کام نہ کر لیتی تو میں لیکن ایون نام کر دیتا لیکن وہ تو واپس چلے گئے ہیں۔“ — راسکوف نے جھلٹے ہوئے انداز میں میز پر گتے برساتے ہوئے کہا۔

سے اڈہ حقیقی خطرے سے دوچار ہو گیا ہے۔ — راسکوف کا دل
یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

”وہ پلان جس طرح بنایا گیا تھا بالکل درست تھا لیکن مارٹینا
احتمول کی طرح ان کے پاس دوڑی گئی۔ حالانکہ اسے اس طرح سامنے
آنا چاہیے تھا کہ جیسے اچانک سامنے آگئی ہو۔ پھر اس نے اسے دن
زیر کی حفاظت بھی نہ کی۔ اس لئے یہ الٹ چکر چل گیا ہے۔ —
کرشن نے جواب دیا۔

”میرے ذہن میں ایک اور تجویز آئی ہے جس سے سانپ بھی
مر جائے گا اور لاش بھی نہ ٹوٹے گی۔ — اچانک ناداف بول پڑا
وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”کیسا پلان؟ — راسکوف نے چونک کر اس کی طرف دیکھ
ہوئے کہا۔ کرشن بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

”یاس ہم خواخوہاء اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو اتنی آہستہ
دے رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم اڈے کو جی دن سے مکمل طور پر گھیر لیں؟
اس طرح اگر وہ یہاں اڈے کے اوپر بھی آجائیں گے تب بھی وہ کسی عورت
اڈے میں داخل نہ ہو سکیں گے اور ہم اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں
گے۔ ہمارا مشن اب تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے
زیادہ دو ہفتوں کا کام باقی ہے۔ دو ہفتوں کے بعد ہم مشن مکمل کر کے
سارا سیٹ اپ کلوز کر کے یہاں سے نکل جائیں گے۔ وہ بے شک ان
دو ہفتوں میں یہاں ٹکریں مارتے پھریں۔ بس یہی ہو گا کہ ہم میں سے
کوئی باہر نہ جائے اور ہمارا باہر کی دنیا سے رابطہ یکسر کٹ جائے؟

لیکن اس کی ہمیں پروا نہ تھی کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارے پاس دو ماہ کا
مکمل راشن پانی ہر چیز موجود ہے۔ اس طرح مارٹینا والا خطرہ بھی ختم
ہو جائے گا۔ — ناداف نے کہا۔

”اودہ تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن اس میں ایک ترمیم
ہو سکتی ہے کہ ہم کرشن کی سرکردگی میں ایک ٹیم پلانٹ دو
دیں۔ وہاں رینج پاور کو کنٹرول کرنے کی ٹیم منتخب ہو جائے۔
کرشن سے ہمارا رابطہ مسلسل ٹرانسمیٹر کے ذریعے رہے گا۔ اگر عمران
اور اس کے ساتھی رینج ایریا میں داخل ہوں تو کرشن ان کا خاتمہ
آسانی سے کر سکتا ہے اور اگر وہ یہاں تک بھی پہنچ جائیں تب بھی
کرشن اپنی ٹیم کے ساتھ جنگل میں آسانی سے ان پر قبضہ کر سکتا ہے
اس طرح ہم اندھیرے میں نہ رہیں گے۔ — راسکوف نے کہا۔

”یاس یہ بالکل درست ہے۔ اس طرح ہم واقعی ہر لحاظ سے
محفوظ بھی ہو جائیں گے اور ان کا خاتمہ بھی کر سکیں گے اور مشن پلانٹ
کو بھی کسی بات کا پتہ نہ چل سکے گا۔ — کرشن نے بھی ناداف کی
تجویز اور پھر راسکوف کی ترمیم کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

”اد۔ کے پھر تم ایسا کرو کہ ضروری اسلحہ اور اپنے چار ساتھیوں
کو لے کر پلانٹ دو پر چلے جاؤ۔ ہم تمہارے جانے کے بعد اڈے
کو مکمل گھیر لیں گے۔ پیش ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ۔ پلانٹ
دو میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا راشن چار پانچ ماہ کے لئے
موجود ہے۔ — راسکوف نے فیصلہ کن ہلے تیس کہا اور کرشن
مصرطاً ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی سے جانے کی تیاری شروع کر دیتا ہوں۔ جنگل میں میرے چار آدمی پوری فوج کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ہماری تو ٹریننگ بھی اسی مخصوص انداز میں کی گئی ہے جس مخصوص انداز کے لوگ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں اگر عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں دوبارہ داخل ہوئے تو کسی صورت بھی پک کر نہ جائیں گے۔“ کرشن نے اہماد بھرتہ ہیچے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”او۔ کے میں تمہارے متعلق ہنگامی آرڈر دے دیتا ہوں۔“
 لاسکوف نے کہا اہماد میز پر بیکھ ہوئے انٹرکام کا ریسورسٹا لیا۔

سرننگ واقعی قدیم زمانے کی بنی ہوئی لیسن اس کے باوجود انتہائی اچھی حالت میں تھی۔ اس کی چوڑائی اور اونچائی اس قدر تھی کہ اس کے اندر باقاعدہ کوئی بڑا سا ٹرالا چلایا جاسکتا تھا۔ تازہ ہوا کے لئے مخصوص راستے بنے ہوئے تھے۔ اس وقت عمران اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار اس سرننگ میں سے گزر رہے تھے چونکہ سرننگ پہاڑی پتھروں کی بنی ہوئی تھی اور قدیم ہونے کی وجہ سے اس کے فرش پر گئے ہوئے پتھر گیس گیس بالکل پلین ہو چکے تھے۔ اس لئے گھوڑے بغیر ٹوک رکھائے اس طرح چل رہے تھے جیسے وہ پختہ سڑک پر چل رہے ہوں۔ ناداشکو بھی ان کے ہمراہ تھا۔ عمران نے مارٹینا سے اڑے، اس کے اندر مکمل نظام اور اندر موجود تمام افراد کے بارے میں نہ صرف تفصیلات حاصل کر لی تھیں بلکہ اس نے اس موت کے جنگل کے بارے میں بھی اس سے تفصیلات حاصل

وہ سمجھ گیا تھا کہ نانا واشنگٹن یہ بات کیوں پوچھ رہا ہے۔ عمران نے مارٹینا سے معلومات حاصل کرنے کے لئے یہی نسخہ آزمایا تھا کہ اسے درخت کے ایک تنے کے ساتھ باندھ کر اس نے اس کے پیروں تلے آگ جلادی تھی اور جب آگ کی گرمی مارٹینا کے پیروں تک پہنچی مڑھوٹ جوتی تو وہ کسی ٹیپ کی طرح مسلسل بجنے لگی تھی ورنہ پہلے اس نے عمران کے ہر سوال کا جواب انکار میں ہی دیا تھا۔

سفید فام عورتوں کا ولی برف کی طرح سفید ہوتا ہے اور برف پگھلاتے کے لئے آگ ہی جلائی جاتی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے نانا واشنگٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ولیس عمران صاحب۔ اگر میں نے مقدس بدھ کی قسم نہ کھائی ہوتی تو جس طرح آپ نے مارٹینا کے پیروں تلے آگ جلا کر اسے جینے پر مجبور کر دیا تھا میں یقیناً آپ کو گوتی مارتینا۔ کیونکہ سفید فام عورتوں کو پہنچنے والی معمولی سی تکلیف بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔“ نانا واشنگٹن نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ نانا واشنگٹن اس معاملے میں پائٹل پن کی حد تک پہنچ چکا ہے۔

”یہ سرننگ ابھی اور کتنی دودھ تک جائے گی؟“ عمران نے موضوع بدھ لینے کے لئے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کڑی کے جھٹک تک پہنچنے میں ابھی ایک گھنٹہ لگے گا۔“ نانا واشنگٹن نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلادیا۔ پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹہ تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ سرننگ کے ایسے حصے

کوئی تھیں کیونکہ ہو سکتا تھا کسی بھی وقت کسی ہنگامی طوفان پر انہیں سرننگ سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنا بچاؤ مکمل طور پر سرننگ لیکن اب تک انہیں ایسی کسی ہنگامی صورت حال سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے سرننگ کے اندر گھوڑوں کو بھکی رفتار سے چلاتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ نانا واشنگٹن عمران کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ عمران کے باقی ساتھی پیچھے آ رہے تھے۔ مقاسم اور مورنی کو عمران وہیں گاؤں میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ اس کے زخمی ساتھی اس وقت بالکل صحت مند حالت میں تھے۔ کیونکہ بڑے لاما کے مخصوص مرہم نے واقعی حیرت انگیز طور پر ان کے زخم مندمل کر دیئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ کو سفید فام عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“ اچانک نانا واشنگٹن نے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سے اس طرح مڑھنا رہا تھا جیسے کوئی بات کرنا چاہتا ہو لیکن جھجک کی وجہ سے کہ نہ پارہ ہو لیکن آخر کار وہ بولی ہی پڑا تھا۔

”کیوں دلچسپی نہیں ہے۔“ مس جولیا کو میرے ساتھ دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ سفید فام عورتوں کو مجھ سے دلچسپی نہ ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جولیا چونکہ کافی پیچھے تھی اس لئے عمران نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں جواب دیا تھا۔

”تو آپ ان کے پیروں تلے بھی آگ جلاتے رہتے ہیں؟“ نانا واشنگٹن نے بڑی طرح چوک کر پوچھا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

میں پہنچ گئے جو آگے جا کر مر جاتا تھا اور یہ موڑ اس طویل سڑک پر
میں پہنچا بار آیا تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اب باہر نکلنے کا راستہ
قریب ہے آگیا ہے لیکن موڑ مڑتے ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ
موڑ کے بعد سڑک پھر دو ٹک جاتی دکھائی دے رہی تھی چونکہ جہاں
سے ہوا آ رہی تھی وہیں سے ہم سب روشنی بھی آ رہی تھی۔ لیکن راز
بلے جد ہم تھی اس لئے سڑک میں خاصا اندھیرا چھا ہوا تھا لیکن
بہر حال اتنا اندھیرا بھی نہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے۔
موڑ مڑنے کے بعد وہ ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے
کہ ایک گھٹ ایک طرف سے اس طرح روشنی چمکی جیسے بجلی کو نہتی ہے
اور دوسرے لمحے عمران کے ذہن پر تاریکی کا دیز پر وہ پھیل گیا۔ یہ
تاریکی اس قدر تیزی سے پھیلی تھی کہ عمران کے ذہن میں آخری
احساس اس جھک کا رہ گیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق
کچھ معلوم نہ تھا لیکن پھر جس طرح گھب اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے
اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا ایک لفظ چمکا اور پھر اُسے
آہستہ یہ لفظ پھیلتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ ہوش میں آگیا اور
کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلی گئیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے لڑ
اؤھر دیکھا اور پھر وہ بڑی طرح چونک پڑا کیونکہ وہ اس وقت پتھروں
سے بنے ہوئے ایک بڑے سے کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ بندھا
ہوا کھڑا تھا۔ پتھروں میں ہر ایک نصب تھے جن کے ساتھ موٹی موٹی
زنجیریں منسلک تھیں اور ان زنجیروں کے آخر میں لوہے کی ہتھکڑیاں
تھیں جن میں اس کی دونوں کھانیاں پھنسی ہوئی تھیں۔ ہر چونکہ اس

کے سر سے کافی بلندی پر تھے اس لئے اس کے دونوں بازو اوپر کو
اٹھے ہوئے تھے۔ پیروں میں بھی اسی طرح کی زنجیریں بندھی ہوئی تھیں
اور پیر بھی ہاتھوں کی طرح قدرے فاصلے پر جکڑے ہوئے تھے۔ عمران
نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے منہ سے حیرت کے مارے سیٹی سی
نکل گئی کیونکہ اس کے سارے ساتھی اس کی طرح دیوار سے جکڑے
کھڑے تھے۔ البتہ ان سب کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ بیہوش
تھے۔ البتہ ناواشکو قیدیوں میں شامل نہ تھا اور ناواشکو کو ساتھ
نہ دیکھ کر عمران کے ہونٹ بڑی طرح پھنچ گئے کیونکہ اس کی عدم
موجودگی بتا رہی تھی کہ ناواشکو نے کوئی سازش کی ہے یا پھر ناواشکو
نے کسی کا آلہ کار بن کر ان کے ساتھ دھوکہ کیا ہے حالانکہ ناواشکو
نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھائی تھی اور اگر اس قسم کے
باوجود بھی اس نے عبادی کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ناواشکو کا کوئی
دین مذہب نہیں ہے۔ وہ انتہائی دھوکہ باز کمینہ دار شاطر آدمی ہے اور
عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ناواشکو کو ایسی عبرت کا منشا
لگا کر اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلائی رہے گی۔ عمران سمجھ گیا تھا
کہ کسی مخصوص ریز سے انہیں بیہوش کیا گیا ہے اور ظاہر ہے یہ ریز
ناواشکو کے پس سے باہر تھی۔ اس لئے ظاہر ہے ناواشکو ان آؤسے
بالوں سے ملا ہوا تھا اور اس نے ان کی کس ایسی حمایت پر عمل
کیا تھا جو کسی پراسرار طریقے سے اس تک پہنچی اور جس کا عمران کو
خرابک علم نہ ہو سکا۔ عمران یہ بات بھی جانتا تھا کہ اپنی مخصوص
انسانی قوت کی وجہ سے وہ جلدی اور خود بخود ہوش میں آگیا ورنہ

نے آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لمحے میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تہارے جیسے سپرائیٹ کے استقبال کے لئے کسی رکسی کو تو ہوش میں آنا ہی چاہیے تھا؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوه تو تم مجھے پہچانتے ہو۔۔۔ کرشن نے چمک کر پوچھا۔

”اچھی طرح تمہارا نام کرشن ہے اور تم کا فرستانی ملٹری انشلی جنس کے اینٹ ہو اور اب میں تمہارے پیچھے کھڑے ہوئے اس ناواشنکو کو بھی اچھی طرح پہچان گیا ہوں حالانکہ اس نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھا کر وعدہ کیا تھا کہ برہم سے غداری نہ کرے گا۔“ عمران نے بڑے طنز پر لمحے میں کہا۔

”میں نے تم سے کوئی غداری نہیں کی ہے۔ مجھے تو خود معلوم نہیں تھا کہ ان لوگوں کو اس سرنگ کے بارے میں معلوم ہے۔ جب اچانک بجلی چمکی تو میرا ذہن بھی تاریک ہو گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو انہوں نے مجھے ایک جگہ باندھ رکھا تھا۔ پھر انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اگر میں وہ سب باتیں بتا دوں جو تم نے مارٹینا سے کی ہیں تو یہ مجھے نہ صرف چھوڑ دیں گے بلکہ مجھے سفید فام عورتیں بھی دیں گے اور تمہاری سفید فام عورت لڑکیا کو بھی میرے حوالے کر دیں گے چنانچہ میں نے انہیں ساری

وہ بھی اپنے ساتھیوں کی طرح ابھی تک بے ہوش ہی ہوتا۔ عمران نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور ان ہتھکڑیوں سے اپنی کلاسیاں آزاد کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن ہتھکڑیوں کے رنگ اس کی کلاسیوں میں اس بڑی طرح پھنسے ہوئے تھے کہ جیسے موٹی عورت کی کلائی میں تنگ چڑھی پھنس جاتی ہے اس لئے ان میں سے تو کلاسیاں کئی طرح بھی نکل نہ سکتی تھیں۔ عمران نے اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد اپنے بازوؤں کو زور دے آگے کی طرف جھٹکا دیا تاکہ وہ ان کہوں کو دیوار سے نکال سکے لیکن کچھ پتھروں میں اس مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے کہ باوجود کافی کوشش کے وہ انہیں ذرا بڑا برہم بنا نہ سکا لیکن عمران نے کوشش ترک نہ کی اور وہ مسلسل بازوؤں کو جھٹکے دیتا رہا۔ زنجیروں کے ہلنے کی وجہ سے کہ ان کی کھڑکھڑاہٹ سے گونج رہا تھا کہ اسے یکلخت دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے کوشش ترک کر دی۔ سامنے والی دیوار میں دو دروازے کی بجائے ایک خلا سامتا اور خلا کی دوسری طرف دیوار سرنگ نظر آ رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ اس سرنگ کے اندر ہی کسی خاص مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ دوڑتے ہوئے تھوڑا کی آوازیں قریب آگئیں اور پھر دو دروازے پر ایک کا فرستانی نمودار ہوا اور اسے دیکھ کر عمران چونک پڑا کیونکہ وہ اسے جانتا تھا کہ یہ کا فرستان کی ملٹری انشلی جنس کا اینٹ کرشن تھا۔ کرشن کے پیچھے ناواشنکو تھا جس کے چہرے پر بڑی طنز پر سی مسکراہٹ تھی۔

”تمہیں خود بخود دیکھ کر ہوش آ گیا عمران؟“ کرشن

باتیں بتا دیں؟ — ناوا واشنگو نے جواب دیتے ہوئے کہا:
 "ناوا واشنگو درست کہہ رہا ہے عمران۔ اسے واقعی غم
 نہ تھا کہ ہم نے اس سرنگ کا پتہ نکال لیا تھا اور پھر ہم نے
 اس سرنگ کے ایک حصے کو اپنے پوائنٹ نمبر ٹوکے طور پر
 استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس ٹکڑے کے ساتھ اس سے
 بھی بڑے بڑے چار ٹکڑے موجود ہیں جنہیں شاید ٹکڑی کو ٹاکر
 کرنے کی غرض سے تعمیر کیا گیا تھا۔ بہر حال حفاظت کی غرض
 سے ہم نے سرنگ میں ہر قسم کے حفاظتی انتظامات کر لئے تھے۔
 نتیجہ یہ ہوا کہ جیسے ہی تم سرنگ میں داخل ہوئے ہمیں تمہاری
 آمد کا علم ہو گیا اور نتیجے میں تم اس حالت میں موجود ہو۔ باقی را
 یہ ناوا واشنگو تو یہ ایک معصوم اور سیدھا سادھا آدمی ہے، جو
 پاگل پن کی حد تک سفید عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے اس لئے
 اسے ہینڈل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے اور ہم اسے زندہ
 رکھنے پر مجبور اس لئے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ جب تک ہمارا
 مشن مکمل نہ ہو جائے مرنے یا قبائلی گوبھاری یہاں موجودگی کا
 ہو سکے اور ان کے ذریعے بات تا بات اور شکران کے اعلیٰ حکم
 کے فرائض میں آجائے؟ — اس بار کرشن نے مقامی
 کا فرستانی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا تھا
 ایسا وہ اس لئے کر رہا ہے تاکہ ناوا واشنگو سمجھ نہ سکے۔
 "ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آگیا ہے کہ ناوا واشنگو نے سارے
 نہیں کی لیکن اب تم کیا چاہتے ہو؟ — عمران نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہرچ بتا دوں تمہیں عمران۔ میں چاہتا تو تمہیں اس
 ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دیتا لیکن اس طرح مجھے ہرگز
 لطف نہ آتا۔ میں تم جیسے مشہور ایجنٹ کو جس سے ایک دنیا
 خنزدہ ہے اپنے سامنے ایڑیاں دگر دگر کر اور گھگھکیا گھگھکیا
 کرتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارے حلق سے نکلنے والی جینیں
 سنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے سے رحم کی بھیک مانگتا دیکھنا
 چاہتا ہوں اور ہاں یہ بھی سن لو کہ اگر تم میرے سامنے جھک جاؤ
 اور مجھ سے رحم کی بھیک مانگو تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ
 دوں لیکن میں تمہاری دونوں آنکھیں ضرور نکال دوں گا تاکہ تم
 آئندہ کبھی کا فرستان کے خلاف حرکت میں نہ آسکو۔ بلوکیا
 ہاتھ ہو اور یہ بھی سن لو کہ میں اس وقت یہاں کا مکمل انچارج
 ہوں۔ یہاں صرف میرے ساتھی ہیں۔ دو سیاہی ٹیم کا انچارج
 ایک سفید میزائلوں کے اڈے میں ہے اور اس اڈے کو ہر
 قسم سے مکمل طور پر کیمرہ حفاظت کر دیا گیا ہے۔ اب مشن کی تکمیل
 سارے کوئی آدمی اڈے کے اندر جاسکتا ہے اور نہ کوئی باہر
 آتا ہے اس لئے تمہاری موت اور زندگی کے فیصلے کا مکمل
 اختیار میرے پاس ہے؟ — کرشن نے جس انداز میں
 مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بچے اور چہرے پر اس
 ٹکڑے دوران جو تاثرات ابھرے تھے اس سے عمران نے
 غلط طور پر سمجھ لیا تھا کہ کرشن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اس پر

پوری طرح عمل درآمد کر کے ہی رہے گا۔

”مجھے معلوم ہے کہ کرشن کہ تم جس ٹولے سے تعلق رکھتے ہو وہ اس طرح بندھے ہوئے پر سیر بن جایا کرتے ہیں درز ہتھاری جو اوقات ہے وہ سب جانتے ہیں، ٹھیک ہے۔ تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ ہم لوگ کسی ذاتی مشن پر یہاں نہیں آئے کہ میں تم سے اپنی جان بچانے کے لئے جسم کی بھینک مانگتا رہوں۔ ہم اپنے ملک کی سلامتی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اہلکی سلامتی کے مقابلے میں ہماری جانوں کی اہمیت نہیں ہے ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ان خوفناک میزائلوں سے بچ جائے۔ اس طرح دوہرا فائدہ ہو گا کہ یہ جنگل بھی راکہ ہونے سے بچ جائیں گے اور ہمارا ملک بھی۔“ عمران نے سپاٹ اپنے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم شاید سمجھ رہے ہو کہ تم ضرورت سے زیادہ مضبوط اعصاب کے مالک ہو اس لئے تم تشدد برداشت کر جاؤ گے لیکن تم کرشن کو اچھی طرح نہیں جانتے۔ میں تمہیں اپنے پیروں پر جھکا کر ہی دم لوں گا۔“ کرشن نے چپختے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں بھی اچھی طرح جانتا ہوں اور اس ناواشنکو کو بھی، جو صرف مسفیہ نام عورتوں کے چکر میں سارے جنگل کے لئے جلوانا چاہتا ہے۔ بہر حال تم سے جو ہو سکے وہ کر عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم شاید ناواشنکو کو ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہو لیکن تم سے زیادہ میں اس کی نفسیات جانتا ہوں۔ اسے جنگلوں سے زیادہ مسفیہ نام عورتوں سے دلچسپی ہے اس لئے بے فکر رہو۔ کیونکہ ناواشنکو میں درست کہہ رہا ہوں۔“ کرشن نے مڑ کر خاموشی کھڑے ناواشنکو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرشن۔“ یہ مقدس جنگل میں یہ نہیں جلی سکتے۔“ ناواشنکو نے سپاٹ اپنے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اب تک اس نے یہ ساری باتیں اس لئے کی تھیں کہ شاید ناواشنکو حرکت میں آجائے لیکن ناواشنکو پاگل تھا اور پاگل سے کیا امید رکھی جاسکتی تھی۔

”جاؤ اور میرے ساتھیوں کو بھی یہیں بلا لاؤ اور انہیں کہو کہ وہ خاردار کوڑا بھی ساتھ لے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ عمران کتنی قوت برداشت رکھتا ہے۔“ کرشن نے بڑے فائنڈر انداز میں کہا اور ناواشنکو ممر جھکائے دروازے والے قلعہ کی طرف مڑا گیا۔ قلعہ میں سے گزرتے ہوئے اس نے مڑ کر ایک بار عمران کی طرف دیکھا اور پھر تیزی سے اگے بڑھ گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم جس طرح کھڑے ہوئے ہو۔ اس صورت میں تم مکمل طور پر بے لیس ہو چکے ہو ورنہ تم سے کچھ

اس نے مارٹینا کے پاؤں کے نیچے آگ مچائی تھی اور اس وقت سے میرے دل میں اس کے خلاف آگ بھری ہوئی ہے۔۔۔
ناداشنگو نے جواب دیا۔

”اوہ ٹھیک ہے، تم شروع ہو جاؤ لیکن سنو تھارڈ ہاتھ نہیں دگنا چاہیے۔۔۔ کرشن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بالکل نہیں رُکے گا صاحب۔۔۔ ناداشنگو نے کہا اور پھر اس نے مضبوطی سے کوڑے کا دستہ مٹھی میں جکڑا اور ایک قدم آگے بڑھا، عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ وہ واقعی ان زنجیروں کی دج سے بے بس ہو کر رہ گیا تھا لیکن اس ناداشنگو نے باہر جاتے ہوئے جن نظروں سے مراد اسے دیکھا تھا اس سے عمران کے ذہن میں ایک امید پیدا ہوئی تھی کہ اس کی باتیں اپنا اثر کر چکی ہیں لیکن اب اس ناداشنگو کی حرکتیں اس امید سے قطعاً برعکس نظر آ رہی تھیں اور عمران سوچنے لگا کہ کیا واقعی اب اُسے انسان کو اس کی نفسیات کے مطابق ڈال کر ناجائز سمجھا گیا ہے یا پھر یہ ناداشنگو میرے سے انسان ہی نہیں ہے۔

”اجازت ہے جناب۔۔۔ ناداشنگو نے ایک قدم پیچھے کوڑے ہوئے کرشن کی طرف رخ موڑتے ہوئے کہا، لیکن پھر اس سے پہلے کہ کرشن کوئی جواب دیتا ناداشنگو کا وہ ہاتھ جس میں اس نے کوڑے کا بھاری دستہ پکڑ رکھا تھا، کبلی کی سی تیزی سے حرکت کر آیا اور دستہ پوری قوت سے کرشن کی پیشانی پر پڑا اور کرشن الٹ کو پشت کے بل نیچے گرا، ضرب اس قدر اچانک اور زوردار

بعید نہ تھا کہ تم کسی بھی دقت سے چوٹیں بردہ دیتے لیکن اب چاہے تم کتنی بھی طاقت استعمال کرو ان زنجیروں سے کسی طرح بھی آزاد نہ ہو سکو گے اور ابھی تمہاری چیخوں کی موسیقی اس کمرے میں گونجنا شروع ہو جاوے گی؟۔۔۔ کرشن نے بڑے طنز پر لبھے میں کہا۔

”نہر ایکٹ صاحب۔۔۔ سپریشن بدلنے کے لئے صرف طاقت ہی کام نہیں آتی اور بھی طریقے ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے ہمیں کسی طریقے کا تجربہ بخیر دیویر میں ہی ہو جائے۔۔۔ عمران نے بڑے طنز پر لبھے میں کہا۔

”نکرہ کرو یہاں تمہارا کوئی طریقہ کام نہیں آ سکتا۔۔۔ کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا، اسی لئے ناداشنگو اقدار داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔

”میرے ساتھی ہمیں بلالائے؟۔۔۔ کرشن نے چمک کر ناداشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ جناب کچھ کھاپی رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم ابھی آجاتے ہیں۔ ناداشنگو نے موڑ بانہ لبھے میں کہا۔

”ہو نہ ٹھیک ہے۔ میں تو صرف انہیں اس عمران کی چیخیں سنانا چاہتا تھا۔ وہ اس سے سب سے خوفزدہ تھے۔ بہر حال چیخیں تو یہاں سے بھی ان تک پہنچ جائیں گی۔ ادھر لاؤ کوڑا؟۔۔۔ کرشن نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”صاحب اگر آپ اجازت دیں تو میں اس یر کوڑے برساؤں

میں نے انہیں بڑی مشکل سے یقین دلایا تھا کہ میں ان کے ساتھ ہوں، اس کرکشن کے ساتھ چار ساتھی تھے، میں جب کوڑا لینے گیا تو میں نے ان سے کہا کہ کرکشن صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنے گھر سے باہر نہ آئیں لیکن مسئلہ یہ تھا کہ کرکشن کو میں نے جیب میں یہ مشین پیش ڈالتے دیکھ لیا تھا اور اس کا ہاتھ بھی مسلسل جیب میں تھا۔ اگر کرکشن بیچ پڑتا تو لازماً اس کے ساتھی آجاتے اور میں مارا جاتا۔ اس لئے میں نے اس کی پیشانی پر دستانے کی زور دار پوٹ لگائی تاکہ یہ چیخے بغیر بیہوش ہو جائے اور مشین پیش بھی استعمال نہ کر سکے۔ جب میرا مقصد پورا ہو گیا تو میں نے اس کے ساتھیوں کو مار دیا۔ ناواشنگو نے بڑے اطمینان سے عمران کو ساری صورت حال بتائی شروع کردی اور عمران خاموشی سے اس کا یہ کارنامہ سناتا رہا۔

مجھے پہلے ہی یقین تھا ناواشنگو کہ تم مجید ذہین اور عقلمند آدمی ہو۔ اس لئے میں مطمئن تھا، یہ حال اب خاتمہ کر کے میری زنجیریں توڑ دو تاکہ میں اس جکڑ بند سے تو آزاد ہو سکوں۔ عمران نے صرطالتے ہوئے کہا،

سنو میں نے یہاں کرکشن کے ساتھیوں کی جو باتیں سنی ہیں ان کے مطابق میرے جنگجوؤں کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے اور یہ بھی ممکن لو کہ میں نے تمہارے خلاف کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں سے لڑوں گا، مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے جنگجوؤں کی

لگی تھی کہ وہ جرح بھی نہ سکا تھا اور بیچے گرتے ہی لڑی بے حس و حرکت ہو گیا جیسے زندہ آدمی کی بجائے کوئی لاکش بیچے گری ہو، اور ناواشنگو نکلوتے اس پر چیخا اور اس سے کرکشن کے کھٹ کی دائیں جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک مشین پیش موجود تھا، اور مشین پیش اٹھائے وہ پہلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس خلا سے باہر نکل گیا، کوڑا اس نے وہیں کرکشن پر پھینک دیا تھا اور عمران کے لمبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی، اس کا خیال آخر کار درست ہی ثابت ہوا تھا اور اس کا مظلوم تھا کہ ناواشنگو انسان بھی ہے اور خاصا سمجھدار بھی ہے کیونکہ اگر نہ جس انداز میں یہ سارا کام کیا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ وہ نہ صرف کرکشن کی جیب سے وہ مشین پیش حاصل کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ کرکشن کے حلق سے کوئی آواز بھی نکل نہ سکے، لہذا اس نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا تاکہ کرکشن کے ساتھیوں کی توجہ کرکشن کا علم نہ ہو سکے، اسی لمحے مشین پیش کی گناہ اور آسانی چیخوں کی آوازیں دور سے سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد خاموشی طاری ہو گئی، قدموں کی تیز آوازیں سرنگ میں ابھرا اور ناواشنگو ہاتھ میں مشین پیش پکڑے واپس خلا میں داخل ہوا، تم نے دیکھ لیا کہ میں نے غداری نہیں کی اور میں کیسے کر سکتا تھا، میں نے مقدس بدھ کے مقدس گیان کی قسم کھائی تھی اور پھر مجھے معلوم ہے کہ ان کے خوفناک ہتھیار سے ہمارے ساتھ جنگل جل کر راکھ ہو جائی گے لیکن میں موقع کی انتظار میں تھا،

تھی اور اس وقت میں نے اپنی جان بچانے کے لئے قسم کھائی
 تھی لیکن تم نے ایک کھبا کے ہاتھوں مجھ نانا شنکو کے سر پر چڑھ
 مردائے ہیں۔ میں اس بات کو زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ میرا دل
 تو کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے جسم پر کرکشن کی خواہش کے مطابق
 کوڑے برساؤں لیکن چونکہ میں نے قسم کھائی ہے اس لئے میں
 مجبور ہوں۔ اب میں یہاں سے واپس جا رہا ہوں اور تم نے کھبا
 کے ہاتھوں میری جو بے عزتی کرائی ہے اس کے بدلے میں تمہاری
 مفید عورت کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ جب
 تک نیلی بوتل میں موجود دوا کے قطرے منہ میں نہ ڈالے جائیں، یہ
 عورت ہوش میں نہ آئے گی کیونکہ انہوں نے میرے منہ میں بھیجی
 قطرے ڈالے تھے۔ میں وہ بوتل ساتھ لے جا رہا ہوں۔ واپس جا کر
 میں مارٹینا اور تمہاری مفید عورت کو جولا کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں
 گا اور اگر تم یہاں سے زندہ بچ کر آئے تو پھر میں تم سے اپنا انتقام
 لوں گا ورنہ تمہاری لاشیں یہیں پڑی رہیں گی۔“ نانا شنکو نے
 بڑے سرد بے رحمی میں کہا اور تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جدھر جولا
 اسی طرح زنجیروں میں جکڑی ہوئی موجود تھی۔
 ”اچھا ایک کام تو کرتے جاؤ۔“ وہ بوتل لاکر میرے ساتھ
 کو تو ہوش میں لائے جاؤ۔“ عمران نے ہونٹ چباتے
 ہوئے کہا۔
 ”جس طرح تم بغیر اس دوا کے ہوش میں آ گئے ہو اسی طریقے
 سے تمہارے ساتھی بھی آجائیں گے۔“ نانا شنکو نے
 کہا دیا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر نانا شنکو کے ہاتھ میں موجود
 اینٹیشن پشیل کی نائزنگ سے گونج اٹھا۔ زنجیروں کے ٹوٹنے کی آوازیں
 بھی اس نائزنگ کی گونج میں شامل تھیں۔ دوسرے لمحے جولا بازوؤں
 کی زنجیریں ٹوٹنے کی وجہ سے پیچھے فرمکش پر جاگری۔ نانا شنکو اب اس
 کے پیروں میں بندھی ہوئی زنجیریں ٹوٹنے کے لئے اس پر جھک گیا۔
 عمران کا ذہن اب تیزی سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے بارے میں
 سوچ رہا تھا کیونکہ نانا شنکو کا کردار واقعی عجیب و غریب ثابت ہو رہا
 تھا۔ وہ ہر وقت قلعہ بازیوں کا تار دہتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب
 اگر یہ نانا شنکو بیہوش جولا کو اٹھا کر واپس چلا گیا تو بیہوش بڑا ہوا
 ارکشن ہوش میں آئے ہی ان سب کو گولیوں سے اڑا دے گا لیکن
 بس انداز میں وہ بندھا ہوا تھا وہ انداز ایسا تھا کہ آزادی کی کوئی
 فریب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور حقیقتاً وہ اس بار اپنے آپ
 کو بے بس محسوس کر رہا تھا اسی لمحے گولیاں چلنے کی آواز دوبارہ سنائی
 دی اور اس بار جولا کے پیروں کی زنجیریں بھی ٹوٹ گئیں۔ دوسرے
 لمحے نانا شنکو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اینٹیشن پشیل اپنی جیب میں ڈالی اور
 جھک کر بیہوش جولا کو اٹھایا اور اپنے کاٹھ سے پر لہرایا۔
 ”سنو نانا شنکو۔ کیوں نہ ہم نیا معاہدہ کر لیں۔“ عمران
 نے اس کے منہ سے ہی کہا۔
 ”معاہدہ۔ کیسا معاہدہ۔“ نانا شنکو نے دروازے کی
 طرف بڑھتے بڑھتے رک کر حیرت بھرے ہنسنے میں پوچھا۔
 ”سنو! میں جانتا ہوں جولا کو جیسے ہی ہوش آئے گا وہ

اس بات کا اشتعال سکول لگا کر تم نے ایک حق پر کھیا کے ہاتھوں
لجنا و اشتکو کے سر پر جوتے برس کر میری توہین کی تھی؟ —
ناوا اشتکو نے بڑے مسرت بھرے ہلچے میں کہا اور پھر اس نے
بلی کو فرخش پر تلخ دیا۔

”اس عورت کی مجال ہے کہ ناوا اشتکو کے مقابلے میں آ سکے۔
ادیکھنا یہ کس طرح بھیڑ ہوتی ہے۔ میں ابھی جا کر وہ دوا لے
تا ہوں۔“ — ناوا اشتکو نے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا
رواڑہ نفا خلا سے باہر چلا گیا۔ عمران اب یہی دعا کر رہا تھا کہ
دلیا کے ہوش میں آنے سے پہلے یہ کرشن نہ ہوش میں آ جائے
سے معلوم تھا کہ جولیا کے ہوش میں آنے کے بعد صورت حال
بدلی ہو جائے گی لیکن کرشن صرف پیشانی پر چوٹ کھانے کی
بد سے بیہوش ہوا تھا۔ وہ کسی بھی دقت ہوش میں آ سکتا تھا۔
اس وقت اسے بھی اس کرشن کی طرف سے ہی خطرہ تھا۔

”نہ لمحوں بعد ہی ناوا اشتکو واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک
سی بوتل تھی جو گہرے نیلے رنگ کی تھی اس پر جریبل لگا ہوا
نا اسے دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پر سائینائیڈ
برکے الفاظ اور موت کا مخصوص نشان صاف نظر آ رہا تھا۔

”ارے ارے ناوا اشتکو یہ تم فلفلا بوتل لے آئے ہو۔ یہ تو زہر
— قاتل زہر؟“ — عمران نے لکھت چیتے ہوئے

”ہنیں یہی ہو کش میں لانے والی بوتل ہے۔ مجھے معلوم ہے

تہارے لئے ایک مشکلی عورت بن جائے گی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں
ہے کہ جولیا اپنی رضا مندی سے ساری عمر تمہارے پاس رہنے کے
لئے تیار ہو جائے؟“ — عمران نے کہا۔

”اس کی تم فکر نہ کرو عورتوں کو سیدھا کرنا میں جانتا ہوں۔
سفید نام عورتیں تو بے حد بزدل ہوتی ہیں۔ میں نے تو شرابا اور کھیا
کی بڑی بڑی سخت مزاج اور انتہائی لڑاکا عورتوں کو بھیڑ میں بنایا
ہے۔“ — ناوا اشتکو نے بڑے غریبے ہلچے میں کہا۔

”تمہیں اپنے متعلق شدید غلط فہمی ہے ناوا اشتکو۔ جولیا تم سے
ہرگز سیدھی نہیں ہو سکتی۔ یہ ہمیشہ فیڑھی ہی رہے گی۔ اگر تمہیں میری
بات پر شک ہو تو بیلے شک آدھا کو دیکھ لو؟“ — عمران نے
ایسے ہلچے میں کہا جیسے اسے چیلنج کر رہا ہو۔ وہ جس حد تک بھی
ناوا اشتکو کو سمجھا تھا اس حد تک اس کی نصیحت کو استعمال کرتے
پر مجبور تھا۔

”تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔ مجھے ناوا اشتکو کو — ٹھیک ہے
مجھے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں ابھی تمہارے سامنے اس
عورت کو بھیڑ بنا سکتا ہوں لیکن ایک مشروط ہے کہ اگر میں کامیاب
رہا تو پھر میری مقدس بدعہ والی قسم ختم؟“ — ناوا اشتکو نے
تیز ہلچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظر ہے؟“ — عمران نے فوراً
ہی اثبات میں سر جلاتے ہوئے کہا۔

”واہ اب مزہ آئے گا۔ اب میں تم پر کوڑے برس کر تم

نہیں اُسکتی۔۔۔۔۔ عمران نے اسنے زور سے چیختے ہوئے کہا کہ اس کی آواز بھرا گئی۔

”تم خواہ مخواہ چیخے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ بیوقوف آدمی جب بول کر رہا ہوں کہ یہی بولتل ہے تو پھر یہی بولتی ہوگی۔۔۔۔۔“
ناواشنگو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا کرکشن پر تجر بہ کر لو۔۔۔۔۔ وہ بھی تو بیہوش پڑا ہے مجروحہ ہوش میں آگیا تو میں مان جاؤں گا اور اگر وہ مر گیا تو تم ان جانا۔۔۔۔۔“ عمران نے فوراً ہی کہا۔

”ارے ہاں یہ کرکشن تو واقعی بیہوش پڑا ہے۔ یہ مرا تو نہیں مجھے تو خیال ہی نہ رہا تھا۔ بہر حال ابھی تو بیہوش پڑا ہے۔ اس غارت کو ہوش میں لانے کے بعد اسے جس مار دیں گا۔۔۔۔۔“

ناواشنگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر جولیاء کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ مسلسل اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اور عمران کی دائمی بان پر بن گئی تھی۔ اس قدر خطرناک صورت حال سے واقعی زندگی

ی پہلے اس کا واسطہ نہ پڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک قطرہ نیتقتا جولیاء کی جان لے لے گا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔ جولیاء کا اس کے سامنے اس طرح موت کے منہ میں چلا جانا

کس کے لئے ناقابل برداشت تھا لیکن وہ بے بس اور مجبور فرما تھا۔

ناواشنگو نے اس دوران جولیاء کے جبڑوں کو بھیج کر اس کا نہ کھول لیا تھا اور اب وہ شیشی کو اس کے کھلے منہ کے اوپر

ابھی دیکھو یہ عورت کیسے ہوش میں آتی ہے؟۔۔۔۔۔ ناواشنگو نے مطمئن انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیشی کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔ اب تو عمران کی جان پر بن گئی کیونکہ یہ پاگل ناواشنگو اس طرح جولیاء کو یقیناً موت کے منہ میں دھکیل دیتا۔

”ارے ارے رک جاؤ ناواشنگو۔۔۔۔۔ یہ زہر ہے۔۔۔۔۔“
زہر۔۔۔۔۔ عمران نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

”کچھ بھی ہے۔ بہر حال اس سے یہ لڑکی ہوش میں آئے گی۔۔۔۔۔“ ناواشنگو اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ اس نے ڈھکن کھل

اور پھر اس نے بوتل جولیاء کے منہ کی طرف بڑھائی اور عمران کے ہونٹ بھیج گئے۔ اس کی آنکھوں سے غصے کی شرارت سے شعلے سے نکلنے لگے۔ اس نے لاشعوری طور پر اپنے بازوؤں کو زور سے

اُگے کی طرف جھٹکا دیا لیکن زنجیریں صرف کھڑکھڑا کر رہ گئیں۔ ناواشنگو نے جو اس دوران سائینائیڈ زہر کے قطرے جولیاء کے منہ میں ڈالنے کے لئے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑے بھیجنے میں

مصرف تھا تا کہ بیہوش جولیاء کا منہ کھل سکے۔ زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ سن کر چونک کر عمران کی طرف گردن موڑ کر دیکھا۔

”رک جاؤ۔۔۔۔۔“ ہمیں مقدس بدھ کی قسم رک جاؤ۔ یہ وہ شیشی نہیں ہے۔ تم غلط شیشی لے آئے ہو۔ اس کا ایک قطرہ ہی اگر جولیاء کے منہ میں گیا تو جولیاء دوسرے لمحے مردہ ہو

جاسے گی اور ظاہر ہے مردہ سفید نام عورت تمہارے کسی کام

سے اگر ٹیڑھا کر رہا تھا۔

• رنگ جاؤ — رنگ جاؤ — عمران بے اختیار چیخ پڑا۔ لیکن اس بار ناداشتگو نے اس کی بات ہی نہ سنی۔ وہ آہستہ آہستہ کشیشی کو ٹیڑھا کر رہا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ صرف چند قطرے ہی ڈال چاہتا تھا اور اب بے اختیار عمران کے دل سے کرکشن کے جوش میں اُٹنے کی دعا نکلتے گئی۔ پہلے تو وہ یہ دعا مانگ رہا تھا کہ جویا کے ہوش میں اُٹنے سے پہلے کرکشن جوش میں نہ اُٹے لیکن اب اس کے دل کی گہرائیوں سے خود بخود دعا نکلتے لگی تھی کہ کاش کرکشن فوراً جوش میں اُٹ جائے۔ بعد میں جو ہو گا سو ہو گا لیکن کم از کم جویا فوری طور پر تو اس پاگل کے ہاتھوں اور عمران کے سامنے موت کے منہ میں جانے سے تو بچ جائے گی لیکن یہ ضروری تو نہیں ہوتا کہ ہر دعا قبول ہی ہو جائے۔ نہ ہی کرکشن جوش میں آیا اور نہ ہی ناداشتگو کا ہاتھ رکا۔ وہ مسلسل ہاتھ کو ٹیڑھا کرتا گیا اور اب کشیشی اس پوزیشن میں آگئی تھی کہ جویا کی موت ہر صورت میں یقینی ہو گئی تھی۔ عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ذہن میں جویا کی موت کے تصور سے جیسے اُلٹش فشاں سے مسلسل چھٹ رہے تھے بے لیں اور بے چارگی کے شدید ترین احساس کی وجہ سے اس کا پورا جسم پسینے میں اس طرح ڈوب گیا تھا کہ جیسے وہ ابھی نہا کر باہر نکلا ہو لیکن بہر حال حقیقت حقیقت ہی ہوتی ہے اور کیفیات کسی بھی ہونے بہر حال حقیقت کو نہیں بدل سکتیں اور جویا کی موت اب

حقیقت کا روپ دھار چکی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اب جبکہ کرکشن کھولے گا تو جویا کی لاش ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اُٹے گی۔ اس کے ہونٹ اس طرح پیٹھ گئے تھے کہ جیسے جویا کی روح اس کے جسم کے اندر موجود ہو اور وہ اس روح کو اپنا ہر نیکلنے سے روکنا چاہتا ہو۔ عمران کی اپنی بے بسی اور جویا کی یقینی موت دونوں انتہائی خوفناک حقیقتوں کے بیک وقت وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے عمران کے ذہن میں جو خوفناک کشمکش پیدا ہوئی اسے عمران کا ذہن بھی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا۔ اور قدرتی رد عمل کے طور پر عمران کے ذہن پر تاریکی چھانے لگی۔ یہ بھی قدرت کا بدامنی نظام تھا اور نہ جو حالت عمران کے ذہن کی اس وقت ہو رہی تھی اگر وہ بیہوش نہ ہوتا تو لازماً اس کے ذہن کی کوئی نہ کوئی رنگ چٹ جاتی۔ بہر حال بیہوشی سے عمران کو اس فوری حذاب سے فوری طور پر ہی ہسی چھٹکا را ضرور حاصل ہو گیا لیکن ظاہر ہے عمران کے بیہوش ہو جانے سے حقیقت تو نہ بدل سکتی تھی۔ وہ جویا کو تو موت سے نہ بچا سکا۔ البتہ خود اس کی گردن اُٹھک گئی۔

ساتھی مارے گئے ہیں۔ کیا وہ رنج ابریا میں آگئے تھے اور؟
 راسکوف نے شدید حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 "انہیں بائس۔ یہ لوگ مرنگ سے اندر داخل ہوئے
 تھے اور؟" — کرشن نے جواب دیا۔

"اودہ پوائنٹ ٹو والی مرنگ سے — اودہ ویری ہیڈ۔ اس
 کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس مرنگ کا انہیں کیسے پتہ لگ
 گیا۔ میں سمجھ گیا یہ اس ناواشنکو کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ پھر کیا ہوا
 تفصیل بتاؤ اور؟" — راسکوف نے تیز تیز لہجے میں بات
 کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اندازہ درست ہے بائس۔ واقعی ناواشنکو انہیں
 لے آیا تھا لیکن اب ناواشنکو سمیت سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور؟
 کرشن نے جواب دیا۔

"کس طرح کرشن — آخر کس طرح — پوری تفصیل بتاؤ۔
 یہ لوگ اتنی آسانی سے تو مرنے والے نہ تھے اور؟ —
 راسکوف نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے بائس۔ یہ واقعی آسانی سے
 مرنے والے نہ تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرے چاروں ساتھی
 بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں اور میں بھی مرتے مرتے بچا
 ہوں اور؟" — کرشن نے جواب دیا۔

"اودہ تم تفصیل کیوں نہیں بتاتے — کیا چیز چھپا رہے ہو
 اور؟" — راسکوف نے غلظ کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسے

دیتے ہی اس ٹکسٹر کی کونسی کے ٹرانسمیٹر کا ایک بلب جل اٹھا۔
 یہ سبز رنگ کا بلب تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈائل پر موجود سرف
 بھی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی دوسری طرف موجود ہند سے پر
 پہنچ کر رک گئی۔ راسکوف نے دوسرے بین کو پرسیس کیا اور پھر
 بون شروع کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — بائس راسکوف کانگ کرشن اور؟ —
 راسکوف نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ بار بار بین کو پرسیس کر کے یہی فقرہ
 دوہرا رہا تھا۔ کافی دیر تک تو کال آؤٹ نہ ہوئی لیکن پھر اچانک
 دوسرا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ سرف
 رنگ کا بلب بج گیا۔

"لیسن کرشن آؤٹنگ اور؟" — کرشن کی آواز ٹرانز
 سے ابھری۔

"تم نے کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی کرشن
 اور؟" — راسکوف نے چپاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھ
 کر کہہ کر کرشن سے کال رسیو نہ کی تھی راسکوف کا ذہن
 کسی اندیکھے خطرے کے احساس سے بھرا رہا تھا۔ اسے لوں صرا
 ہوتا رہا تھا جیسے کوئی ہونک خطرہ اس کے اوڑے کو اپنی پیٹ
 میں لے چکا ہو۔

"صورت حال ہی ایسی ہو گئی تھی۔ بہر حال کامیابی مبارک
 ہو بائس؟" — کرشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ا
 "کیا مطلب — کیسی کامیابی۔ کیا وہ عمران اور اس کے

کرشن کے اس پہیلیاں بکھوانے والے انداز سے شدید کوفت جو رہی تھی

”بتا رہا ہوں پاس۔ آپ سے میں کی چھپاؤں گا اور کیوں چھپاؤں گا۔ ہوا یہ کہ جیسے ہی یہ لوگ سرنگ میں داخل ہوئے ہیں اطلاع مل گئی اور ہم ان کے استقبال کے لئے تیار ہو گئے چونکہ نمبر نو کی شارٹ ریج میں ایشان ریز چارجر کس تھا، اس لئے مجھے ان کا اس ریج تک آنے کا انتظار کرنا پڑا۔ پھر جب یہ لوگ اطمینان سے چلتے ہوئے ایشان ریج میں آئے میں نے چارجر اڑ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پورا گروپ فوری طور پر بہوش ہو کر چوکنہ ناواشنگو ان کے ساتھ تھا اور میں چاہتا تھا کہ ناواشنگو کو ہلاک کرنے کی بجائے اسے اپنے ڈھب پر لایا جائے۔ تاکہ شریا قبائل میں بے عینی پیدا نہ ہو جائے کیونکہ ناواشنگو کی موت زیادہ عرصے تک چھپی نہ رہ سکتی تھی چنانچہ میں نے بڑے کمرے میں موجود زنجیروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح جکڑ دیا۔ وہ ویسے بھی ایشان ریج کی وجہ سے بہوش تھے لیکن پھر بھی میں کوئی دمک نہ لے سکتا تھا۔ ناواشنگو کو علیمہہ کمرے میں ہوش میں لایا گیا اور پھر تھوڑی سی بات چیت سے ناواشنگو مان گیا۔ میں نے اسے سفید عورتوں کا لالچ دیا جو اس کی کمزوری ہے۔ اس کے بعد میں ان لوگوں کے خاتمہ کے لئے بڑے کمرے میں گیا۔ ناواشنگو میرے ساتھ تھا لیکن اس کے بعد ایک عجیب تماشا ہوا۔ ناواشنگو نے اپنا ہیک مجھ پر حملہ کر دیا اور میری پیشانی پر زبردست چوٹ مارا

اچھے بہوش کر دیا۔ پھر اچانک مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ برے ساتھ فرش پر عمران کی ساتھی سفید نام عورت مردہ پڑی تھی اور ناواشنگو انتہائی پریشانی کے عالم میں کھڑا اس مردہ سفید نام رت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں مانیٹائیڈ زہر کی شیشی تھی۔ بہر حال ہوش میں آتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے ڈالا کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ عمران اور اس کے ان ساتھی یہوش تھے۔ میں نے بیوقوفی کے عالم میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ پھر جب وہاں سے خارج ہو کر مشین روم میں آیا تو وہاں برے چاروں ساتھی مردہ پڑے تھے۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلن آئے پڑے تھے۔ یقیناً یہ ناواشنگو کا کام تھا اور۔۔۔ کرشن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور تم نے بیک وقت دو متضاد خبریں دی ہیں۔ تمہارے اخیروں کے مرنے سے مجھے رنج ہے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت سے مجھے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے لیکن کیا کرنا ہے۔ اور؟۔۔۔ اسکوٹ نے کہا۔

”جیسے آپ کا حکم پاس۔ اور۔۔۔ کرشن نے ب دیا۔

”میں خود اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنا ناہوں۔ تم ایسا کرو ان سب کی لاشیں مشین روم میں اکٹھی روم میں یکمؤ فٹا جنگ ختم کر دیتا ہوں۔ ظاہر ہے اس میں گتہ بگ جائے گا۔ اس کے بعد میں آسٹریلوشین کے

” میں تو تمہیں اس لئے ہوش میں لایا ہوں عمران کہ یہ شیشی
 فعال تھی۔ اس میں تو کچھ تھا ہی نہیں۔ اور اس طرح کی دوسری کوئی
 شیشی مجھے نظر نہیں آئی۔ اس لئے اب تم بتاؤ کہ تم کس طریقے سے
 ہوش میں آئے تھے تاکہ میں اس طریقے سے اس سفید عورت کو
 ہوش میں لاؤں؟“ — ناوا واشگو نے تیز ہنسنے میں کہا۔

اس کی بات سن کر فوری طور پر عمران کے دل میں مسرت کی ایک
 نیرور وڑی اور ساتھ ہی اس کے حلق سے اطمینان بھری سانس
 نکلی تھی۔

” شیشی فعال تھی — اودھ خدایا تو کتنا رحیم ہے۔ اگر شیشی فعال
 نہ ہوتی تو اب تک جبرلیا موت کی وادی میں داخل ہو چکی ہوتی؟“ —
 عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

” بتاؤ اب میں زیادہ دیر تک یہاں رکتا نہیں چاہتا۔ جلدی کرو تاکہ
 اس سفید عورت کو ہوش دلا کر ساتھ لے جاؤں؟“ —
 ناوا واشگو نے تیز ہنسنے میں کہا۔

” ارے وہ کرشن — اس کا کیا ہوا۔ وہ ابھی تک ہوش میں
 ہیں آیا؟“ — عمران کو اچانک کرشن کا خیال آگیا۔

” وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ میں
 نے اس کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی اسے گولی مار دی۔“

واشگو نے کہا اور عمران نے گردن گھما کر دیکھا تو کرشن کی
 موڑ پر پردوں میں بکھری ہوئی تھی۔ ناوا واشگو نے گولیاں اس کی
 موڑی میں اتار دی تھیں۔

درد کی ایک تیز ہر عمران کے جسم میں پیدا ہوئی اور اس کا
 سروا جوا ذہن اچانک جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے
 کھلیں اور اس سے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر خود بخود
 ابھر آیا جسے دیکھتے ہوئے وہ بہوش ہوا تھا۔ اس نے فوراً ہی
 نظریں گھما کر جبرلیا کی طرف دیکھا کیونکہ سامنے تو ناوا واشگو بٹھ گیا
 کوڑا اٹھائے کھڑا تھا اور یہ کوڑے کی ہی ضرب تھی جس کی وجہ
 سے عمران کی بیہوشی ختم ہوئی تھی۔ ناوا واشگو کو تو اس نے آنکھیں
 کھولتے ہی دیکھ لیا تھا جبکہ جبرلیا ایک سائیڈ پر تھی اس لئے اس
 کی طرف دیکھنے کے لئے اسے نظریں گھمانی پڑتی تھیں اور دوسرے
 لمحے اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھر آئے کیونکہ جبرلیا
 کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ مردہ نہیں ہے حالانکہ سائنٹسٹ کی کھلی
 ہوئی پیشی اس کے ساتھ ہی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

”ہاں میں بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں میرے ہاتھ ان زنجیروں سے آزاد کرنا پڑیں گے۔“ — عمران نے فوراً ہی ایک خیال کے تحت کہا۔

”کیوں تم تو اس طرح بندھے بندھے ہوش میں آگئے ہو۔“ ناداشنگو نے تیز پیچھے میں پوچھا۔

”سنو۔ یہ ایک مخصوص طریقہ ہے۔ میں خود تو مخصوص انداز میں بہوش ذہن کو حرکت میں لکھ رہا ہوں لیکن دوسرے

کو ہوش میں لانے کے لئے مجھے وہ نئی ہتھکڑی سے کچھ دیر تک اس کی گردن کو مخصوص انداز میں حرکت دینی پڑے گی۔ سنو ڈرو۔

میرے پیر تو بہر حال بندھے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں تو مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن تمہیں اپنی مشرط یاد ہے ناں

عمران نے بڑے سرسری سے پیچھے میں کہا۔

”نہیں تم خطرناک آدمی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کچھ کو گزند نہ۔“ ناداشنگو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میری تلاشی لے لو۔ خالی ہاتھوں سے میں کیا کر سکتا ہوں جبکہ تمہارے پاس تو مشین پشیل بھی موجود ہے۔“ —

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ناداشنگو کچھ دیر سوچتا رہا۔

”اگر میں ایسا نہ کروں اور بجائے اس کے تم سب کو اس عورت سمیت مادرک واپس چلا جاؤں تو زیادہ بہتر نہیں ہے نا داشنگو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت سی مرضی ہے۔ اگر تم اپنے ہاتھوں سفید عورت کو

مکھڑے ہو اور اس کے ساتھ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہونا چاہتے ہو تو چیک سے میں کیا کر سکتا ہوں۔“ — عمران نے

دب دیا اور ناداشنگو سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے

قد میں پکڑا ہوا مشین پشیل جیب میں ڈالا اور عمران کی تلاشی

نی متروک کر دی لیکن شاید انہیں باز نہ کرنے سے پہلے ہی ان کی

اسٹی لی جا چکی تھی۔ اس لئے عمران کی جیبوں میں موجود سارا اسلحہ

خالی تھا۔ جب ناداشنگو کی یوری طرح تسلی ہو گئی تو وہ پیچھے ہٹا۔ اس

نے جیب سے مشین پشیل نکالا اور دوسرے لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ

کے کرد کو بجایا۔ چند لمحوں بعد عمران کے دونوں ہاتھ زنجیروں

میں جاسے کی وجہ سے آزاد ہو چکے تھے۔ گولیاں چلا کر ناداشنگو

نسائی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

”اب لے آؤ ہوش میں آئے۔“ ناداشنگو نے تقریباً

فاس کے قریب رکتے ہوئے کہا۔ عمران آگے کو جھکا اور پھر اس

راہ جھکے جھکے انداز میں اس کے اپنے دونوں ہاتھ جویا کی طرف

بھاگے لیکن جویا چونکہ اس سے کافی فاصلے پر تھی اس

لئے ہوا وود کو کشش کے عمران کے ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکے۔

”اسے قریب لے آؤ اور اس کا سر اور گردن کا رخ میری

رفت کر دو۔“ — عمران نے اپنے جسم کو سیدھا کرتے

سے کہا۔

ناداشنگو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے جھک کر جویا

دینے کی وجہ سے اس کی انگلیاں خود بخود سیدھی ہو گئیں۔ مٹھن پٹیل کے درس پر گرنے کی آواز سننے ہی عمران نے لیکھنت ایک زوردار جھٹکا دے کر تڑپتے اور زور لگاتے ہوئے ناواشوگو کو اُگے کی طرف اچھال دیا۔ عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں وہ پیر مار کر مٹھن پٹیل کو دور نہ اچھال دے۔ اس طرح عمران کی اب تک کی ساری پلاننگ ہی ٹیل ہو جاتی۔ ناواشوگو زوردار جھٹکا لگنے سے بے اختیار اُگے کی طرف دوڑتا چلا گیا اور عمران مٹھن پٹیل اٹھانے کے لئے تیزی سے پلکا لیکن جب تک وہ مٹھن پٹیل اٹھاتا ناواشوگو دوڑتا ہوا اس دروازے کا خلا سے باہر سرنگھ میں پہنچ کر گھوم چکا تھا۔ عمران نے مٹھن پٹیل ہاتھ میں آتے ہی تیرکا سے اپنے پیروں سے بندھی ہوئی زنجیروں پر ناز کھولا۔ لیکن دوسرے لمحے طرح کی آواز سنائی دی اور عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ مٹھن پٹیل کا چیمبر خالی ہو چکا تھا۔ عمران کے ہونٹ بڑی طرح بیچھ گئے۔ قسمت ہر لمحے ہر اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش اسے پہلے معلوم ہو جاتا کہ مٹھن پٹیل خالی سے تو وہ اس ناواشوگو کو تو زندہ نہ چھوڑتا کیونکہ اب ناواشوگو کسی بھی لمحے کوئی گن لے کر واپس آسکتا تھا اور ان زنجیروں کو توڑنے کے لئے کافی وقت چاہیے تھا۔ عمران کا ذہن لیکھنت جیسے ماؤف سا ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر وہ کس طرح اپنے آپ کو آزاد کرانے کا اسی لمحے خلا کی سائیڈ سے مٹھن گن کی نالی جھانکتی

کے ایک بازو کو پکڑا اور اسے گھسیٹا ہوا عمران کی طرف بڑھ لگا۔ عمران دلواری کے ساتھ پشت لگائے سیدھا کھڑا تھا۔ ناوا جو گیا کو گھسیٹنے کے ساتھ ساتھ عمران کی طرف بھی بڑھے چونکہ وہ میں دیکھ رہا تھا لیکن عمران بڑے مطمئن انداز میں ڈھیل کھڑا رہے جیسے اس کا ارادہ حرکت کرنے کا بھی نہ ہو۔ ناواشوگو چلایا کہ کھنچ ہوئے عمران کے قریب لے آیا اور پھر جیسے چپٹا اپنے شکار جھپٹا سے اس طرح اچانک عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اُگے کی طرف جھٹکا اور دوسرے لمحے ناواشوگو اس کے بازو اور میں پکڑا اس کے سینے سے لگ چکا تھا۔ عمران کا بازو ناوا کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے اس کلائی پر جما ہوا تھا۔ ج میں ناواشوگو نے مٹھن پٹیل پکڑا ہوا تھا چونکہ سانس لینا آسان نہ تھا عمران براہ راست اس کے مٹھن پٹیل پر جھپٹ سکتا تھا کہ ناواشوگو نے جس ہاتھ میں مٹھن پٹیل پکڑا ہوا تھا وہ ہاتھ عمران کی طرف سے مخالف سمت میں تھا اس لئے عمران نے جھپٹ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور ناواشوگو گھوم کر اس کے سینے آ لگا اور عمران کا ہاتھ اس کی کلائی پر جم گیا۔ ناواشوگو نے پکڑا اچھل کر اپنے آپ کو چھڑا دیا لیکن ظاہر ہے عمران کی گردن میں آجانے کے بعد اس کا شکل جانا ناممکن ہی تھا۔ عمران ایک جھٹکے سے اس کا مٹھن پٹیل والا بازو اوپر کو اٹھانا چاہا اس لئے ناواشوگو کے ہاتھ سے مٹھن پٹیل نکل کر ایک جھٹکا سے پیچھے گرا۔ شاید عمران کی گرفت اس قدر طاقتور تھی کہ

ہوئی دکھائی دی۔ عمران کا خدشہ درست نکلا تھا۔

عمران نے مشین پٹیل کا ٹریگر بار بار دہانا شروع کر دیا اور مشین پٹیل سے مسلسل ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلتی گئیں۔ عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا تاکہ نادا واشنگو کو اطمینان ہو جائے کہ مشین پٹیل خالی ہے۔ ورنہ جس انداز میں اس مشین پٹیل کی موجودگی کی وجہ سے ڈر کر فائر کھولنا چاہتا تھا عمران لازماً اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو جاتا لیکن خالی پٹیل کی آواز سن کر نادا واشنگو لازماً سامنے آ جاتا اور وہی ہوا جیسے ہی کمرے میں خالی مشین پٹیل کی ٹرچ ٹرچ کی آوازیں گونجیں نادا واشنگو مشین گن اٹھائے اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید نفرت کے آثار نمایاں تھے۔

”اے۔ اے۔ دیکھا مقدس بدھ کی کرامات — تم نے مجھ سے دھوکا دیا تو تمہارا پستول ہی خالی ہو گیا۔ اے۔ اے۔ اب جھگڑو دھوکے کی سزا — نادا واشنگو نے مسرت سے ہنسنے لگے۔

”تم نے بھی مقدس بدھ کی قسم کھا کر دھوکا دیا ہے اس لئے تمہاری مشین گن کا چیمبر بھی خالی ہے۔ ہشک دیکھ لو۔“ عمران نے بڑے پُرلقین ہنسنے میں کہا اور نادا واشنگو کی نظر اس لیے اٹھائی۔ مشین گن کے چیمبر کی طرف جھکی، یہی تھیں کہ عمران کا وہ ہاتھ سجھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ جس میں خالی مشین پٹیل موجود تھا۔ بھاری مشین پٹیل اڑتا ہوا لورڈی قوت سے نادا واشنگو

کی ناک پر پڑا اور نادا واشنگو جھج مار کر نپشت کے بل اُلٹ کر گرا۔ اس کے جسم نے چونکہ انعطاری طور پر پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا تھا اس لئے اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر قدرے اگے کی طرف گری اور پھر اس سے پہلے کہ نادا واشنگو نیچے گر کر کھڑا ہوتا عمران اٹھنے کی طرف جھک کر مشین گن پر قبضہ کر لیا۔ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور سنو اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ عمران نے عزائم جوئے کیا اور نادا واشنگو ضرب کھا کر کھڑا ہو گیا۔ مشین پٹیل کی ضرب اس کی ناک پر اتنی قوت سے پڑی تھی کہ وہ پچک گئی تھی اور اس کی ناک سے خون نکل کر ان کے منہ اور ٹھوڑی سے بہتا ہوا نیچے گرنے لگا جا رہا تھا۔ نادا واشنگو کی آنکھیں بیک وقت تکلیف اور خوف سے سکڑ سکی تھیں۔

”مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ تمہیں مقدس بدھ کی قسم مجھے مت مارو۔ میں اب تمہارے ساتھ کبھی کوئی دشمنی نہ کروں گا۔“ سامنے اٹھی ابوئی مشین گن دیکھتے ہی نادا واشنگو نے اپنی آواز میں روتے ہوئے بلکہ گنگیاتے ہوئے ہنسنے میں کہا اور عمران اس آؤمی کی عجیب و غریب ذہنیت پر حیران رہ گیا کہ خطرے کا احساس ہوتے ہی وہ روئے، ٹھٹھکیانے اور تھیں اٹھنا شروع کر دیتا ہے لیکن موقع ملتے ہی طوطے کی طرح آنکھیں بدلی لیتا ہے۔

”کوئی نے جاکر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ“

کے قطرے اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لا سکتے تھے کیونکہ اب تک وہ یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ بجلی کی طرح چمکنے والی ایسی کونسی چیز تھیں جن کی وجہ سے وہ پلک جھپکنے میں بہوش ہو گئے تھے اور صرف بہوش ہی ہوئے تھے۔ ان کے جسم مفلوج نہ ہوئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ناواشنکو نے یقیناً وہ شیشی دیکھی ہوگی جس سے اسے ہوش میں لایا گیا تھا لیکن اب اسے شیشی ملی نہیں رہی۔ عمران چاہتا تھا کہ اپنے پیرا زاد کرار کو وہ ناواشنکو پر رسالات کر کے وہ شیشی ڈنڈہ لٹکائے ورنہ سارے ساتھیوں کی آکس قدر طویل بیہوشی ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

”میں غلاموں کی طرح تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔“ ناواشنکو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر چلو اس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ، جلدی کرو۔“ عمران نے تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا اور اسی بار اسی ناواشنکو اس کے حکم کی تعمیل میں دوڑتا ہوا دیوار کی طرف گیا اور دیوار سے لگ کر کسی بست کی طرح ساکت کھڑا ہو گیا۔ عمران نے مشین گن بیٹے کی اور ٹرکیر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی زنجیر کے ٹکڑے ٹپکے۔ عمران نے ایک نظر ناواشنکو کو دیکھا لیکن وہ اسی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ عمران نے مشین گن کا رخ بدلا اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرے پیرے کے ساتھ بندھی ہوئی

چلو ورنہ میں ٹرکیر دبا دوں گا؟ — عمران نے انتہائی سرور لہجے میں کہا۔

”پہلے وعدہ کرو کہ مجھے نہیں مارو گے؟ — ناواشنکو نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”جاؤ دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران نے پہلے سے ہیں زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو ناواشنکو کا جسم لکھنت اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اسے جاڑے کا ہمار چڑھ چکی ہو۔ دوسرے لمحے وہ گھٹنوں کے بل ویدیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

”وعدہ کرلو مجھے مت مارو گے۔ میں ہمیشہ تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ بڑے لاما کے اسٹوپے کی قسم میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔“ ناواشنکو نے انتہائی خوف سے کانپتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لکھنت عمران کے سامنے سجدے میں گر گیا۔

”اچھا وعدہ۔“ جب تک تم میرے ہر حکم کی تعمیل غلاموں کی طرح کرتے رہو گے میں تمہیں نہیں ماروں گا۔“ ناواشنکو کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی تھی کہ عمران کو مجبوراً وعدہ کرنا پڑا۔ ظاہر ہے اب وہ خوف سے بڑی طرح کانپتے ہوئے شخص یہ تو کوئی چلائے سے رہا۔ اس نے اسے قوری طور پر گولی بھی اس لئے نہ ماری تھی کہ وہ اس وقت تک اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا جب تک وہ اس کی مدد سے وہ شیشی نہ تلاش کر سکے جس

زنجیر کے ٹکڑے اڑے اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیئے۔ اس بار واقعی ان زنجیروں کی قید سے رہائی اس کے لئے مسئلہ بن کر رہ گئی تھی۔

”اب چلو میرے ساتھ اور مجھے دکھاؤ کہ کون سی شیشی سے انہوں نے تمہارے حلق میں قطرے ڈالے تھے۔“ عمران نے ناداشکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ تو یہ ہے۔“ فرش پر پڑی نیلی شیشی۔ لیکن یہ تو خالی ہے۔“ ناداشکو نے فرش پر پڑی ہوئی ساتیا نیل کی شیشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تم چلو تو یہی۔“ چلو آگے بڑھو۔“ عمران نے کہا اور ناداشکو سر ہلانا ہوا آگے بڑھا اور جب وہ دروازے والے خطے تک پہنچا تو عمران مٹین گن اٹھائے اس کے عقب میں ہو گیا۔ وہ بے حد عجیبے انداز میں چل رہا تھا کیونکہ اب اسے اس ناداشکو کی کسی بات پر اعتماد نہ تھا۔

سرنگ کچھ دور آگے جا کر ایک ہال نما کمرے پر رخت ہو گئی تھی۔ اس کا دروازہ بھی اسی طرح خالی صورت میں تھا۔ عمران جب اس ہال میں داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ہال نا کمرہ ایک جدید قسم کے مٹین روم اور لیبارٹری کے انداز میں سمجایا گیا تھا۔ دیواروں اور چھت سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کمرہ سرنگ کی طرح انتہائی قدیم زمانے میں تیار کیا گیا ہے لیکن اس کے اندر موجود مشینری اور دوسرا سامان بے حد جدید تھا۔

”اس کرکشن کے ساتھ تو یہاں نظر نہیں آ رہے۔“ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر کمرے میں ہیں۔ وہاں بہت سا اسلحہ بھی ہے۔“ ناداشکو نے انتہائی ادنیٰ گونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں دیکھتے ہی دروازے کا فلٹو نظر آ رہا تھا۔

”بتاؤ یہ نیلی شیشی تم نے کہاں سے اٹھائی تھی۔“ عمران نے کہا اور ناداشکو تیزی سے ایک اٹاری کی طرف بڑھا جس میں کافی تعداد میں مختلف شیشیاں پڑی تھیں۔

”انہوں نے میرے سامنے یہیں رکھی تھی وہ شیشی۔“ مجھے یہاں فرش پر ہوش کیا تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر ہاتھ دھو رکھا تھا۔“ ناداشکو نے کہا اور عمران عذر سے ان شیشیوں کو دیکھنے لگا لیکن ان میں کوئی شیشی رنگ کی شیشی نہ تھی۔

”کیا وہ شیشی نیلے رنگ کی تھی؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں ایسی ہی۔ بالکل ایسی ہی تھی۔ بلکہ وہی تھی شاید اس میں چند ہی قطرے تھے چہرہ خالی ہو گئی۔“ ناداشکو نے کہا۔

عمران نے ایک شیشی اٹھائی اسے کھولا تو وہ چونک پڑا کیونکہ یہ شیشی بھی خالی تھی۔

”اُدھ اس میں تو ساری شیشیاں ہی خالی پڑی ہیں؟“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اوپر والے

ڈال دو۔۔۔۔۔ عمران نے کمرے میں پہنچ کر شیشی ناواشوگو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یہ سخی وہ شیشی لیکن۔۔۔۔۔“ ناواشوگو نے

ایسے ہلچلے میں پوچھا جیسے اسے اب تک یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی غلط شیشی اٹھا لیا تھا اور یہ واقعی جویا کی قسمت تھی کہ وہ شیشی خالی تھی ورنہ تو جویا اس غلط شیشی کے نتیجے میں لازماً اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔

”جویا کہہ رہا ہوں وہ کرو؟“ عمران نے سخت ہلچلے میں کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی اُٹا؟“ ناواشوگو نے واقعی غلاموں

جیسے ہلچلے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا۔ ایک ہاتھ سے جویا کے جڑے بھینچنے اور اس کا منہ کھلتے ہی اس نے شیشی کو ذرا سا ٹیڑھا کیا تو اس میں سے نیلگوں رنگ کے معمولی کے قطرے جویا کے حلق میں گرنے لگے۔

”بس کرو؟“ عمران نے پانچ قطرے گرنے کے

بعد کہا اور ناواشوگو نے شیشی سیدھی کر دی۔

”اس پر ڈھکنا لگا دو؟“ عمران نے کہا اور ناواشوگو

نے خاموشی سے ڈھکنا بند کر دیا۔ عمران غور سے جویا کو دیکھ

رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو جویا اسی طرح سہلے جس طرح حرکت کرتی

رہی جیسے پہلے تھی لیکن چند لمحوں بعد اس کے جسم میں کبھی

کسی حرکت عمران کو محسوس ہونے لگی اور عمران نے اطمینان

ایک خانے کو دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں ایک شیشی کی اوٹ میں پڑی ہوئی بالکل اسی طرح کی گمرے نیلے رنگ کی شیشی پر پڑ گئیں۔ اس پر بھی اسی طرح الفاظ تھے جیسے سانپائیہ والی شیشی پر تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا۔ اس پر انہی الفاظ ریزے الفاظ درج تھے اور عمران کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھری سانس نکل گئی کیونکہ اب نام سامنے آنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں ایشان ریز سے ہی یہ پیش کیا گیا ہے۔ ایشان ریز دامنی آپریشنوں کے لئے انتہائی اعلیٰ ترین ہسپتالوں میں استعمال کی جاتی تھیں۔ عمران نے اس کے متعلق پڑھا تو ضرور سمجھ گیا کہ اسے ان ریز کی اصل مامیت اور خصوصیت کے بارے میں تفصیل سے پڑھنے کا موقع نہ ملا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس ریز کو فوری طور پر نہ سمجھ سکا تھا۔ عمران نے شیشی کا ڈھکنا کھولا تو شیشی بھری ہوئی تھی۔

”اُو میرے ساتھ؟“ عمران نے کہا اور دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔ مشین گن اب اس کے کانہ سے سے ٹپک رہی

تھی کیونکہ اب وہ آزاد ہو چکا تھا اور اب ناواشوگو چاہنے کے

باوجود اس کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ ناواشوگو کا وہ یہ بھی بالکل

غلاموں جیسا ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود عمران نے اسے

والپس ساتھیوں والے کمرے تک لے جاتے ہوئے اپنے سے

اُسکے ہی رکھا تھا۔

”یہ تو شیشی اور اس کے چند قطرے جویا کے حلق میں

ہتھکڑیوں کا حلقے ان سے منسلک زنجیروں کے ٹکڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا، اسی لمحے عمران کو دور سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کوئی ٹرانسمیٹر کال ہو رہی ہو۔

”پوری طرح ہوشیار ہو جاؤ جولیا۔ ابھی ہم خطرے میں ہیں؟“ — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خطرے کا لفظ سن کر جولیا اضطرابی طور پر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”خطرہ — کیسا خطرہ؟“ — جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”یہ مشین گن سنبھالو۔ ناواشنگو کے پاس جو شیشی ہے اس میں سے ہر ساتھی کے حلقے میں پانچ پانچ قطرے ڈالتا کہ یہ ہوش میں آسکیں اور پھر مشین گن سے ان کی زنجیریں توڑ ڈالو۔ ناواشنگو سے ہوشیار رہنا۔ اس نے پہلے بھی دھوکہ دیا تھا۔ اب دوبارہ بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کوئی ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہے۔ میں ڈراما کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور مسئلہ سامنے آجائے؟“ — عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا لیکن اپنی مقامی زبان میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ ناواشنگو سمجھ نہ سکے۔

”اوہ اچھا۔“ — جولیا نے مسرہلاستے ہوئے کہا اور مشین گن عمران کے ہاتھوں سے لے لی۔

”ناواشنگو اب تم نے جولیا کے احکامات کی تعمیل کر رہی ہے۔ اور سنو اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تو لہافا کر جاتا ہوں۔ یہ جولیا لحاظ نہیں کرے گی۔“ —

بھرا۔ سانس لیا۔ اسے خطرہ بھی تھا کہ کہیں وہ کوئی غلطی دوا استعمال نہ کر دے لیکن اب جولیا کے جسم میں حرکت دیکھ کر ایسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اس کا خیال درست ثابت ہوا ہے واقعی انہیں ایٹان ریز سے بیہوش کیا گیا ہے۔ ویسے ایٹان ریز کا اس طرح کا استعمال اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔ کیونکہ جہاں تک اس نے پڑھا تھا کہ ایٹان ریز انتہائی اثر والی ریز تھی اس سے واقعی غلیے سو جاتے تھے اور آپریشن اطمینان سے ہو سکتا تھا اور اس کے لئے بھی ایٹان ریز کے چارج کو انسانی کھوپڑی کے اندر ایک سوئی کی مدد سے فلیش کیا جاتا تھا لیکن یہاں تو ایک بڑے رقبے میں کتنے سارے افراد فوری طور پر بیہوش ہو گئے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ روسیہ نے ایٹان ریز کو مخصوص تجربات کی مدد سے انتہائی طاقتور بنا لیا تھا۔

اسی لمحے جولیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”جولیا اٹھو؟“ — عمران نے کہا اور جولیا کا شعور عمران کی آواز سن کر ایک جھٹکے سے جاگ اٹھا۔ اس نے چونک کر دیکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”اوہ یہ کیا — یہ سب بندھے ہوئے ہیں اور میرے ہاتھوں اور پیر دھاموں بھی زنجیروں کے ٹکڑے موجود ہیں؟“ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے اپنے باقی ساتھیوں کی طرف اور خود اپنے بازوؤں میں موجود

عمران نے سمٹتے ہی مجھے میں ناوا واشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”حکم کی تعمیل ہو گئی آقا!۔۔۔ ناوا واشنگو نے سر جھکا کر
 ہوئے انتہائی موذبانہ لہجے میں کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا
 واپس اس مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کی آواز ان
 کسی کی کال اب بھی سنائی دے رہی تھی۔

”ہیلو ہیلو باکس راسکوف کالنگ کرشن اور!“
 عمران کے قریب جانے پر واضح آواز سنائی دی۔ یہ ایک کونے
 میں رکھے ہوئے باکس سے نکلی رہی تھی جس پر سرخ رنگ کا بلبر
 تیزی سے جل بج رہا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ٹکسٹ
 فریکوئنسی کا پینل ٹرانسمیٹر ہے۔

”ہیلو ہیلو باکس راسکوف کالنگ کرشن اور!“
 کال مسلسل دی جا رہی تھی اور عمران نے اتار بڑھا کر ٹرانسمیٹر
 کا بٹن اُن کر دیا۔

”ایس کرشن انڈنگ اور!“ عمران نے کرشن
 کے پہلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”تم نے کال دیس کر کے میں اتنی دیر کیوں لگا دی کرشن
 اور!“ دوسری طرف سے راسکوف نے پھاڑ کھانے
 والے لہجے میں پوچھا۔

”موردت حال ہی ایسی ہو گئی تھی۔ بہر حال کامیابی مبارک ہو
 باس اور!“ عمران نے جان بوجھ کر مبہم سی بات کی البتہ
 کامیابی کا لفظ استعمال کر کے کی وجہ سے اس نے اپنے اپنے

میں مسرت کی مخصوص پکیپا ہٹ مزور پیدا کر لی تھی۔ باس راسکوف
 اس سے تفصیل پوچھ رہا تھا اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس قدر
 جدید مشینری کے استعمال کی وجہ سے وہ کیا جواب دے کیونکہ
 ہو سکتا تھا کہ وہ لوگ کسی مشین کے ذریعے چیکنگ کر لیں اور
 پھر اس نے بالکل اسی طرح تفصیل بتانی شروع کر دی جیسے
 کہ واقعات پیش آئے تھے۔ ایسا ان ریپارجر کا ذکر اس نے
 جان بوجھ کر کیا تھا تاکہ راسکوف کو کوئی شک پیدا نہ ہو سکے۔
 اور وہ اس کے کرشن ہونے کا مکمل یقین کر سکے۔ البتہ اس
 نے اپنے ہوش میں آنے کے بعد کی کہانی میں ذرا سی ترمیم کرتے
 ہوئے اسے بتایا کہ ناوا واشنگو بھی مرچکا ہے۔ پھر راسکوف نے
 جب یکم فلاجنگ ختم کرنے اور اس میں ایک گھنٹہ لگ
 جانے اور آسٹریلوی پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی چیکنگ
 کی بات کی تو عمران کی ساری الجھن دور ہو گئی کیونکہ وہ اس
 یکم فلاجنگ کی تکنیک جانتا تھا جس کے دور کرنے میں ایک
 گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ یہ فوٹی پروف یکم فلاجنگ کہلاتی تھی کہ
 اس کے بعد کوئی چیز حتیٰ کہ کوئی ریپز اور ریڈیائی لہریں تک
 اس یکم فلاجنگ کو کراس نہ کر سکتی تھیں۔ یہ ٹرانسمیٹر شاید کوئی
 خاص ایجاد تھی جو اس قسم کی یکم فلاجنگ کے باوجود کام کر رہا
 تھا۔ اب عمران نے اطمینان بھرے انداز میں بات چیت شروع
 کر دی۔ کرشن اور اس کے سارے ساتھی مرچکے تھے۔ اس
 لئے عمران نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ راسکوف اڈے سے

تالا ہی ٹٹا اور کوئی خطرناک صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ عمران نے مشین پٹل جیب میں رکھا اور الماری کے پیٹ ایک جھٹکے سے کھولی دیئے۔ بڑی الماری کے تین خانے تھے اور ان میں سے دو میں میزائلوں کے سپر پارٹس باکسز میں بند پڑے تھے جبکہ ایک خانے میں سرخ رنگ کا ایک بڑا سا باکس موجود تھا۔ عمران نے یہ باکس کھولی تو دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار مسرت بھری تھکاری سی نکل گئی۔ باکس کے اندر مخصوص قسم کے سیلفین میں لپٹا ہوا ایک چوکور ڈبہ پڑا ہوا تھا۔ جس کی سائیڈ میں اس کا ریوٹ کنٹرولر بھی تھا۔ یہ باکس دراصل دنیا کا سب سے تباہ کن ڈائنٹھ چارجر تھا۔ ڈائنٹھ کی دس ہزار لائمنوں کی مجموعی طاقت سے بھی اس کی طاقت زیادہ تھی۔ باکس میں ایک اور خانہ بھی تھا لیکن وہ خالی تھا۔ اور اس کی خالی جگہ بتا رہی تھی کہ اس باکس میں صرف ڈائنٹھ چارجر تھے جن میں سے ایک استعمال کیا جا چکا ہے اور عمران سمجھ گیا تھا کہ اسے کہاں استعمال کیا گیا ہوگا۔ اس ڈائنٹھ چارجر جسے کوڈ میں ڈبلیو ڈبلیو کہا جاتا تھا کو اڈے کے لئے زمین کھودنے کے لئے استعمال کیا گیا ہوگا۔ اس کی رینج بیسہ ریس تھی اور گہرائی میں بھی یہ بہت دور تک کام کرتا تھا۔ اس لئے اڈے کے لئے وسیع اور انتہائی گہرا کھودنے کی بجائے زمین کا ایک چھوٹا سا حصہ کھود کر اس میں یہ ڈبلیو ڈبلیو لگا دیا ہوگا اور اس کے بعد ریوٹ کنٹرولر سے اسے چارج

نکل کر یہاں پہنچائے۔ پھر اس کے لئے اس اڈے میں گھس کر اس کی تباہی آسان ہو سکتی تھی لیکن یہ ناکوف ضرورت سے کچھ زیادہ ہی محتاط آدمی ثابت ہو رہا تھا کہ وہ باہر نکلنے پر کسی طرح بھی تیار نہ تھا لیکن بہر حال اب عمران اپنے ذہن میں ایک منصوبہ تیار کر چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک گھنٹہ کے دوران ان کی سرگرمیوں کو بہر حال اڈے کے اندر موجود افراد کس طرح جو چبک نہ کر سکیں گے اور ایک گھنٹہ کی مدت اس کے لئے کافی ہو چنانچہ ٹرانسمیٹر کال آف ہوتے ہی وہ تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا جہر ناداشتنگو نے بتایا تھا کہ کرشن کے ساتھیوں کی لائیش بھی موجود ہیں اور اسلحہ خانہ بھی ہے۔ یہ بھی ایک بڑا امرہ تھا اور اندر داخل ہوتے ہی عمران جھٹک کر رک گیا۔ کیونکہ وہاں واقعی کرشن کے ساتھیوں کی لائیش بھی پڑی تھیں اور ان کے بیگ بھی موجود تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریگولر جدید ترین اسلحے کی خاصی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ ایک سائیڈ پر مخصوص ساخت کی ایک الماری بھی پڑی تھی جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ یہ تالا نمبرول والا تھا۔ عمران نے ایک ایک مشین پٹل اٹھایا اس کا میگزین نکل کیا اور پھر اس نے سائیڈ پر جو کرتالے پر فائر کھول دیا۔ تالے کے پرچھے اڑ گئے عمران نے اس زاویے پر رکھ کر فائرنگ کی تھی کہ نہ تو الماری کے اندر موجود کسی چیز کا نقصان ہو اور نہ ہی اسلحے کے ریگولر تک گولیاں جا سکیں۔ اس لئے اس کی فائرنگ سے صرف

نے اصرار اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 "فائرنگ نہیں اُہولی کی آوازیں سنیں ہوں گی؟" — عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "آہیں۔ کیا مطلب؟" — جولیا نے حیران ہو کر
 پوچھا۔

"یہ وہ خامی آواز ہوتی ہے جو بیمارے دلِ عاشق سے
 ن طرح مسلسل نکلتی رہتی ہے کہ جیسے مشین گن کی فائرنگ
 رہتی ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
 بے خبروں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔
 "نہیں اس حالت میں بھی مذاق سوچ رہا ہے؟" —
 دلپا نے حسیلے پہنچے میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا؟" — کیا جنس بدل گئی ہے؟ اور پھر تو واقعی
 ہمارے تنویر کے لئے مسند بن گیا؟" — عمران نے دائرے
 نا صورت میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔
 "میرے لئے تو اس وقت مسند بنے گا جب تمہاری جنس
 والا تو ایک طرف کوئی جنس رہے گی ہی نہیں اور وہ وقت اب
 بڑی سے قریب آتا جا رہا ہے؟" — تنویر نے خشک
 ہنسنے میں کہا۔

"عمران صاحب آپ نے وہ واقعات نہیں بتائے جو ہمارا
 یہوشی کے دوران پیش آئے تھے؟" — صفدر نے جلدی
 سے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

کیا کیا ہوگا تو وسیع رقبہ سے دس کنوؤں سے بھی زیادہ گہرائی
 تک کی مٹی اور اس کے اوپر موجود درخت فضا میں انتہائی
 بلندی تک جا کر بکھر گئے ہوں گے۔ اس طرح صرف چند گھنٹوں
 میں وہ کام ہو گیا ہوگا جس کے لئے کم از کم ایک دو سال کا عرصہ
 لگنا تھا۔ چونکہ یہ اڈے کے لئے انتہائی خطرناک چیز بھی ثابت
 ہو سکتی تھی اس لئے اسے اڈے سے دور یہاں رکھا گیا تھا اور
 شاید اس لئے ڈبل سیڈ لگایا گیا تھا تاکہ اگر کسی بھی وجہ
 سے ایک سیڈ کام نہ کرے تو دوسرا کام کر سکے۔ بہر حال یہ
 ڈبلنڈو بلیو اس وقت عمران کے لئے ایک نعمت غیر مقررہ
 سے کم نہ تھا۔ اگر وہ اڈے کے اندر اسے کسی بھی جگہ چھپا کر رکھ
 دیتا اور پھر دور سے اسے جانچ کر دیتا تو پورا اڈہ بالکل اس
 طرح غائب ہو جاتا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔ اس
 کی طاقت اس قدر زیادہ تھی کہ بڑے سے بڑے پہاڑ کو
 فضا میں قذو کی صورت میں بکھیر سکتا تھا۔ عمران نے ڈبلنڈو
 ڈبلنڈو اٹھا کر ایک جیب میں اور اس کا کنٹرولر دوسری
 جیب میں ڈالا اور پھر بانس اور الماری کے پٹ بند کر کے
 وہ جیسے ہی مڑا اس کے قدموں کی آوازیں تیزی سے مرنے
 سے متعین روم کی طرف آتی ہوئی سنیں۔ وہ تیز تر قدم اٹھاتا پیچ
 روم تک پہنچی تو جولیا سارے سا بھول سمیت مٹین روم میں
 داخل ہوئی، تاہم اشلو بھی ساتھ تھا۔

"میں نے فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں؟" — جولیا

ہو گیا اور اب وہاں ایک ڈھلوانی راستہ اوپر کو جاتا صاف دکھائی دے رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی باہر کی تازہ ہوا بھی کمرے میں داخل ہوئی۔
 ”اُسے۔۔۔ ناوا شنگو نے کہا اور اس ڈھلوانی راستہ پر بڑھنے لگا۔

”جوزف اور جونا اس کمرے میں جا کر اپنے بیگ اٹھائیں اور باقی ساتھی وہاں موجود اسلو لے لیں۔“ — عمران نے بڑبچھ میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیزی سے ناوا شنگو کے پیچھے چلتا ہوا اس ڈھلوانی راستے کے ذریعے اوپر جنگل کے کھلے حصے میں پہنچ گیا۔ یہ جنگل واقعی انتہائی قیمتی عمارتی لڑی سے بھرا ہوا تھا۔ جنگل خاصا گھٹنا تھا۔ عمران ادھر ادھر بکھتا رہا۔

”دو کونسی جگہ ہے۔ جہاں اڈہ ہو سکتا ہے۔“
 عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ ڈبلیو ڈبلیو بکھنے کے بعد اس کے ذہن میں اڈے کی تعمیر کی جو تصویر بری تھی اس کے مطابق وسیع علاقے پر کوئی درخت نہ لگا کیونکہ ڈبلیو ڈبلیو کے چارچ ہونے کے بعد اس جگہ کسی درخت کے باقی رہ جانے کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ ان یہاں تو گھٹنا جنگل تھا جو دور دور تک اسی انداز میں پھیلا نظر آرہا تھا۔

”میں نے ایک بار ایک سفید نام کو ایک جھاڑی سے

”بیہوشی کے عالم میں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ آپریشن ہو سکتا ہے اور میں نے سنا ہے آج کل ایسے آپریشن بہت کامیاب ہو رہے ہیں۔ ویسے تنویر کو تو تجربہ ہو گا۔ وہ زیادہ تفصیل بتا سکتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر اور جولیہ کے علاوہ باقی سب افراد کے حلقے سے ہلکے ہلکے ہنسنے نکل گئے کیونکہ وہ عمران کا لطیف اشارہ بخوبی سمجھ گئے تھے۔

”اُٹا۔ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے۔ میں واپس جانا چاہتا ہوں؟“ — اچانک ایک طرف خاموشی کھڑے ناوا شنگو نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔
 ”ابھی نہیں۔ ابھی تو تم نے ہمیں اس سرنگ سے باہر لے جانا ہے اور پھر اس جگہ کی نشاندہی کرنی ہے جہاں ان سفید ناموں نے اڈہ بنایا ہوا ہے۔“ — عمران نے ٹھیک سے سنجیدہ جوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں حکم کی تعمیل کر دوں گا۔“ اڈ میرے ساتھ۔ ناوا شنگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس مشین روم کی دائیں طرف والی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ دیوار کے قریب جا کر اس نے دیوار کے ایک بڑے سے پتھر کی ایک سائڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر زور سے دبا دیا ہو تو دوسرے لمحے زور دار گڑ گڑاہٹ کے ساتھ دیوار کا درمیان کا ایک چٹان نما بڑا سا پتھر تیزی سے زمین کے اندر غائب

ہیں:۔۔۔۔۔ ناروف نے اسی طرح تقریباً چیتے ہوئے انداز میں کہا۔

”کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے خود کرشن سے بات کی ہے؟“ راسکوف نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”اے میرے ساتھ جلدی کیجئے:۔۔۔ ناروف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ راسکوف بھی جلدی سے اس کے پیچھے نکلے اور پھر وہ دونوں ایک راہداری میں تقریباً دوڑتے ہوئے باہر آئے۔ اختتام پر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی مشین دیوار کے ساتھ نصب تھی جس کے سامنے دو دریاہی کھڑے تھے۔

”یہ دیکھئے ڈبلیو ڈبلیو پیٹل چیکنگ مشین کیا دکھا رہی ہے؟“ ناروف نے مشین کے درمیان موجود بڑی سی سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور راسکوف کی نظریں جیسے ہی اس پر پڑیں اس کی آنکھیں تیزی سے پھیلنے لگیں۔ سکرین پر مکڑی کے جھنڈ میں واقعی عمران اور اس کے ساتھی ناداشنگو کے پیچھے پلٹے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔۔۔ اوہ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ کرشن اور اس کے ساتھی۔۔۔ اور اس کا مطلب ہے کہ ڈبلیو ڈبلیو اس عمران کے قبضے میں پہنچ چکا ہے؟“ راسکوف کے لہجے میں

نکلنے دیکھا تھا۔ میں آپ کو بال ٹک لے جا سکتا ہوں:۔۔۔ ناداشنگو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے ساتھی اسلحے سے لہجے پھندے باہر آئے تو عمران انہیں ساتھ لے کر ناداشنگو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگا۔



خودوازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ناروف پاگوں سے سے انداز میں دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور لوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

”باس بائس غضب ہو گیا ہے:۔۔۔ ناروف نے تقریباً چیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا؟“ راسکوف اس کی پریشانی اور لوکھلاہٹ دیکھ کر خود بھی لوکھلا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”باس عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں اور کرشن اور اس کے ساتھی مارے جا چکے ہیں اور عمران اور اس کے ساتھی ناداشنگو کے ساتھ ہمارے اڈے کی طرف بڑھ رہے

گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

کے ساتھی اندر ہی رہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی باہر آگئے اور پھر وہ ناداشگو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ ناروت نے ایک جن دیا یا تو سکین پر چھماکے سے ایک بار پھر منظر بدلا اور عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں ایک جگہ ٹھہرے دکھائی دیئے۔

”یہ پیشل دسے کے دھانے پر کھڑے ہیں باس۔“
ناروت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ تم ایسا کرو فوراً کیونکہ جنگ اڑن کرنے کے آرڈر منسوخ کیے اب تک ختم ہونے والی موفلا جنگ کو دوبارہ شروع کرادو تاکہ یہ لوگ کسی بھی طرح سے کے اندر داخل نہ ہو سکیں۔“ راسکوف نے کہا۔

”باس ریز کیونکہ جنگ آف ہو جانے کی وجہ سے تو ان رمی باتوں کا علم ہوا ہے۔ اگر ہم نے دوبارہ مکمل کیونکہ جنگ ل کر دی تو پھر الفائن ریز بھی کام نہ کر سکیں گی۔ اس طرح ہم ل اندھیرے میں ہوں گے۔“ ناروت نے کہا۔

”تو پھر اس کا کیا حل ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے ڈبلیو یو کو ٹرن آف کر دیا ہے یا نہیں۔“ راسکوف نے کہا۔
وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال چکا تھا۔

”جی ہاں۔ وہ تو اس مشین کے چلنے کی وجہ سے خود بخود آف ہو گیا ہے۔ اسی لئے تو اسے مشین سے مخصوص فاصلے دکھایا گیا تھا تاکہ ٹرن آف ہو سکے ورنہ تو اس قدر خوفناک

”بیس باس ڈبلیو ڈبلیو اور اس کے ریوٹ کنٹرولر اس وقت عمران کی جیب میں ہے۔ ڈبلیو ڈبلیو کا باکس کھلتے ہی پیشل چینگ مشین نے کام شروع کر دیا اور اس میں موجود الفائن ریز نے پورے ماحول کو یہاں پیش کر دیا۔ میں مسلم ریوائنڈ کرتا ہوں آپ دیکھ لیں۔“ ناروت نے کہا۔
پھر اس نے مشین کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرا ہی کو اشارہ کیا تو اس نے مشین کے مختلف ٹین دہانے شروع کر دیا چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ ٹین دیا تو معنظر ایک جھمکے سے بدل گیا اور اب منظر میں عمران مخصوص ساخت کی المار کے سامنے کھڑا نظر آ رہا تھا اور کمرے میں بڑی ہوئی، کرکشن کے ساتھیوں کی لاشیں بھی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر ڈبلیو ڈبلیو اور اس کے ریوٹ کنٹرولر کو باکس سے اٹھا کر اپنی دو جیبوں میں رکھا اور مڑا کر وہ مشین روم کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے مشین روم کے اس دروازے پر جو سرننگ کی طرف سے آتا تھا، عمران کے ساتھی مشین روم میں داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن الفائن ریز آواز دل کو ٹرانسمٹ نہ کر رہی تھیں۔
لئے ان کے صرف لب ہلکے ہی نظر آتے تھے۔ آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ پھر ناداشگو نے آگے بڑھ کر راست کھولا اور ناداشگو اور اس کے پیچھے عمران جنگل سے باہر آگئے۔ البتہ اس

اس کی وجہ سے تو یہ لوگ سرنگ کے راستے یہاں تک پہنچے
ہیں اور پھر ناواشنکو باہر ہے جبکہ ہم اندر ہیں۔۔۔۔۔
راسکوف نے کہا۔

”باس ناواشنکو کو جب شروع میں مشن کے آغاز کے
لئے منتخب کیا گیا تھا تو پروفیسر برسکی نے اس کے ذہن کو
پینا ٹروم سے کنٹرول کر کے اس کے لاشور میں مخصوص اشارات
ڈال دیئے تھے اور اب جبکہ ناواشنکو اڈے کے تقریباً اوپر
موجود ہے پروفیسر برسکی کا علم اسے یہاں سے ٹیلی پیٹھی کے
ذریعے آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ ناروف

”اوہ دیری گڈ۔۔۔۔۔ جلدی بلاؤ پروفیسر برسکی کو۔۔۔۔۔ ہمارے
یہی مقصد تھا وہ تو ناکام ہو گیا اور یہاں اب صرف الجھن ہے؟“
ناروف کی بات سن کر مسرت سے اچھل پڑا اور ناروف سر بلاتا
کیمو فلڈ جنگ ختم کرنے کا مطلب ہوا کہ یہ لوگ اندر آجائیں
گئے۔ اور میرا خیال ہے اگر ایک بار یہ خطرناک ترین لوگ
اگلے تو پھر صورت حال بے حد خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔
ناروف نے کہا۔ کرشن کی موجودگی میں تو وہ خاموش رہتا ہے
لیکن اس وقت تو وہ کرشن سے بھی زیادہ تیزی سے بولی
رہا تھا۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔ ناواشنکو کو کیسے ہتھال
کیا جاسکتا ہے۔ وہی تو شروع سے ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔
درخت تیار کئے تھے جو یہاں موجود اصل درختوں سے اس قدر

چارجر کو اڈے سے دور رکھنے کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔۔۔۔۔
ناروف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا
حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ گو کرشن کی لاش تو نظر نہیں
آئی لیکن جس طرح یہ لوگ پوائنٹ ٹو میں گھومتے پھر رہے ہیں
اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے۔
راسکوف نے ہونٹ جپاتے ہوئے کہا۔

”پاکس میرے ذہن میں تو صرف ایک ہی تجویز آئی ہے
ناواشنکو کو اگر استعمال کیا جائے تو وہ ان کا خاتمہ آسانی سے
کر سکتا ہے ورنہ ہم خود تو باہر نکل کر ان ایکٹوں کا مقابلہ
نہیں کر سکتے۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کو یہاں رکھنے کا

یہی مقصد تھا وہ تو ناکام ہو گیا اور یہاں اب صرف الجھن ہے؟“
ناروف کی بات سن کر مسرت سے اچھل پڑا اور ناروف سر بلاتا
کیمو فلڈ جنگ ختم کرنے کا مطلب ہوا کہ یہ لوگ اندر آجائیں
گئے۔ اور میرا خیال ہے اگر ایک بار یہ خطرناک ترین لوگ
اگلے تو پھر صورت حال بے حد خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔
ناروف نے کہا۔ کرشن کی موجودگی میں تو وہ خاموش رہتا ہے
لیکن اس وقت تو وہ کرشن سے بھی زیادہ تیزی سے بولی
رہا تھا۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔ ناواشنکو کو کیسے ہتھال
کیا جاسکتا ہے۔ وہی تو شروع سے ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔
درخت تیار کئے تھے جو یہاں موجود اصل درختوں سے اس قدر

بڑا ایل سبکیٹ پر پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ پروفیسر برسکی ایسے مادیاتی علوم کا بھی بر تھا کہ اسے روسیائی سائنسی حلقوں میں جادوگر پروفیسر نام سے یاد کیا جاتا تھا اور شاید وہ دنیا کا واحد سائنسدان مادی سائنسدان کے ساتھ ساتھ غیر مادی امور کا بھی اُستادان تھا جسے اکلٹ سائنسدان کہا جاتا ہے۔ یہ اڈہ حقیقت پر پروفیسر برسکی کی ذہننگرافی ہی تیار ہو رہا تھا اور ٹونک میزائل جسے اس کے نام پر برسکی میزائل کا نام دیا تھا پروفیسر برسکی کی ہی ایجاد تھے۔ اس قدر طویل فاصلے بھیج نشانے پر مار کرنے والے میزائل اس سے پہلے ایجاد نہ گئے تھے اس لئے باوجود اس کے کہ راسکوف اور ناروف انتظامی پر حریف تھے لیکن پروفیسر برسکی پر تو برتر نہ ہو سکتے تھے۔

کہا بات ہے راسکوف — ناروف بتا رہا ہے کہ اڈے کوئی خطرہ درپیش ہے ؟ — پروفیسر برسکی نے بے داری سے کہا۔

ایس پروفیسر — میں آپ کو مختصر حالات بتانا ہوں ؟
 راسکوف نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے اہلکاروں کی آمد سے لے کر ان کے اڈے کے اوپر تک پہنچنے و تمام حالات مختصر طور پر بتا دیئے۔

» تو تم نے اب تک مجھے کیوں ان حالات سے بے خبر نہ کیا تھا۔ اگر یہ لوگ اندر آجاستے تو پھر «

مماثلت رکھتے تھے کہ جب تک انہیں خاص طور پر چیک نہ کیا جائے وہ اصل ہی لگتے تھے۔ اس طرح اڈے والی خالی جگہ بھی پُر ہو گئی تھی اور جنگل بھی ایک جیسا لگتا تھا لیکن جس طرح عمران درخت کو تھپتھا رہا تھا اس انداز کو دیکھتے ہی راسکوف سمجھ گیا کہ اس نے ان نقلی درختوں کو چیک کر لیا ہے۔ گو صرف درخت ہی نقلی تھے کیونکہ جھاڑیاں تو خود بخود دوبارہ پیدا ہو گئی تھیں لیکن نظر سے دھانے کا علم ہو جانے کے بعد نقلی درختوں کو لگانے کا اصل مقصد ہی بیکار چلا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ناواشلگو ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ لوگ کبھی بھی اڈے کو ٹریس نہ کر سکتے تھے۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کا اڈہ تک پہنچنا عاقبت پہنچ جانا ایک لحاظ سے اڈے کے تمام حفاظتی انتظامات کی مکمل ناکامی تھی اگر ڈبلیو ڈبلیو کا راسکوف نہ کھلتا اور عمران اسے اپنی جیبوں میں نہ رکھ لیتا تو پھر واقعی اڈے کا خاتمہ یقینی تھا کیونکہ کیمونڈنگ مکمل طور پر ختم کر دی جاتی اور یہ خطرناک لوگ لازماً اندر داخل ہونے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے اور یقیناً انہیں ان کی آمد کا اس وقت علم ہوتا جب وہ لوگ موت کا درشتہ بن کر ان کے سروں پر پہنچ جاتے۔

اسی لمحے دروازہ کھلتا اور ناروف ایک بوڑھے روسیائی کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔ بوڑھا خاصا بارعب شخصیت کا مالک تھا اور یہ روسیاء کا مشہور سائنسدان پروفیسر برسکی تھا جو

بلے سے مشین کے سامنے موجود تھے بے حس و حرکت کھڑے
 رہے تھے لیکن ان کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ ناواشکو
 ب عمران کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ عمران کے ساتھی بھی
 اُھر اُھر کھڑے تھے۔ اچانک ناواشکو ایک جھٹکے سے مڑا۔
 ا کا انداز میکانیکی سا تھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا قریب
 دسے عمران کے ایک ساتھی کے پاس گیا جس کے ہاتھ میں
 ب مشین گن موجود تھی اور ایک مشین گن اس کے کاندھے سے
 لی ہوئی تھی۔ اس نے اس سے کچھ بات کی تو اس آدمی نے
 مذھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ناواشکو کے ہاتھ میں
 ادا دی اور ناواشکو مشین گن لئے تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف
 بڑا ایک گھٹنے درخت کی طرف بڑھتا گیا۔ باقی سب افراد
 بوش کھڑے اسے اس درخت کی طرف جاتا دیکھ رہے
 تھے۔ درخت کے پاس پہنچ کر ناواشکو ایک لمبے تک درخت
 کے کی طرف منہ کئے خاموش کھڑا رہا پھر وہ تیزی سے
 ا۔ اب اس کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف
 لیا تھا اور پھر کبلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس کی
 مین گن سیدھی ہوئی اور دوسرے لمبے مشین گن سے شعلے
 نکلے اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی
 ا ہوئے ہتھیروں کی طرح بیٹھے گرے دکھائی دیئے لیکن
 سرے لمبے ناواشکو بھی اچھلی کر بیٹھے گرا اور جھاڑی کے
 ایک لمحہ تڑپ کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

پروفیسر برسکی نے غصے سے لرزتے ہوئے لمبے میں کہا۔ اس
 کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

”پروفیسر آپ انتہائی اہم کام میں مصروف تھے۔ اس
 لئے میں نے آپ کو ڈسٹرب نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں
 قطعاً اس بات کی توقع نہ تھی کہ یہ لوگ رینج ایریا کو اس طرح
 سرنگ کے راستے کر اس کر کے یہاں پہنچیں گے اور پھر کرکشن
 اور اس کے ساتھیوں جیسے منجھے ہوئے انجینئروں کو ختم کر دیں
 گے اور صبح بات تو یہ ہے کہ مجھے تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ آپ
 نے ناواشکو پر کوئی خاص عمل کیا ہوا ہے۔ یہ تو نارووف نے
 مجھے ابھی بتایا ہے۔“ — راسکوف نے کہا۔

”ہو ہنس اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو میں اس ناواشکو کو
 کنٹرول میں کر کے ان کا خاتمہ دہیں ضرور یا قبائل میں ہی کر
 یہاں تک ان کے پیشینے کی فوجت ہی نہ آتی۔ بہر حال اب ہم
 تم لوگوں نے بردقت مجھے بتا دیا ہے۔ اب ان لوگوں کا تھما
 دیکھو۔“ — پروفیسر برسکی نے کہا اور پھر اُسے بڑھ کر
 وہ مشین کے درمیان موجود سکریں کے سامنے کھڑا ہو گیا
 سوز سے ناواشکو کو دیکھ رہا تھا۔ ناواشکو کی سکریں کی طرف
 پشت تھی لیکن پھر وہ مڑا اور پھر جیسے ہی اس کا چہرہ سکرا
 پر نظر آیا پروفیسر برسکی نے ایک لمبے کے لئے اسے غور سے
 دیکھا اور پھر اُنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ تیزی سے
 تمٹنے لگا تھا۔ راسکوف، نارووف اور وہ دوسرا ہی ج

”وہ مارا۔۔۔ سب ختم ہو گئے، دیکھا پرو فیسبر برسکی کا کمال۔۔۔ یکلاخت پرو فیسبر برسکی نے آنکھیں کھول کر چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے وہ چونک پڑا جب اس نے جھاڑی میں پڑے ہوئے ایک آدمی کو اٹھ کر ناواشنگو کی طرف بڑھتے دیکھا۔

”یہی عمران ہے پرو فیسبر اس خطرناک گردپ کا اچھا راسکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

”اوپر پہنچ گیا ہے۔۔۔ ٹھیک ہے میں اسے ابھی ٹوک کر آنے پر مجبور کر دوں گا۔“ پرو فیسبر برسکی نے کہا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ناواشنگو کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کے قدم یکلاخت لڑکھڑائے اور پھر وہ بری طرح چکرا کر بیٹھے گرا اور پھر اس طرح پھڑکنے لگا جیسے اسے کم سے گولیوں سے بھون ڈالا ہو اور پھر چند لمحے ٹپٹپنے کے بعد اس کے جسم نے ایک زرد وار جھٹکا کھایا اور وہ ساکت ہو گیا۔ پرو فیسبر برسکی نے ایک بار پھر آنکھیں کھول کر فاسٹانز تہتہ لگایا۔

”دیکھا میں نے اس کے ذہن پر اس قدر دباؤ ڈالا اس کے ذہنی خلیات کسی بم کی طرح پھٹ گئے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریک ہو گیا ہے۔“ پرو فیسبر نے مرہ کر کہا۔

”کمال ہے پرو فیسبر۔ آپ تو انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔“ راسکوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے واقعی کانوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہاں کھڑے کھڑے پرو فیسبر اس طرح ان خطرناک لوگوں کا فوجی ایک انگلی ہلانے ہی خاتمہ کر سکتا ہے۔ اگر یہ سب کچھ اس کے سامنے نہ ہوا ہوتا تو وہ مر کر بھی اس بات پر یقین نہ کرتا۔

”پرو فیسبر برسکی لا محدود قوتوں کا مالک ہے راسکوف۔ یہ تو میں سائنسی تجربوں میں مصروف ہو گیا ہوں درنہ میں چاہوں تو پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہوں۔“ پرو فیسبر برسکی نے بڑے فخرانہ لہجے میں کہا اور سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سکین پر اب جھاڑیوں میں پڑے ہوئے بے حس و حرکت افراد کے کچھ حصے ہی نظر آ رہے تھے۔“ ناروف تم سے پرو فیسبر برسکی کا کمال دیکھا، جن لوگوں کا خاتمہ ہم اس قدر زبردست سائنسی نظام کے باوجود نہ کر سکے تھے انہیں پرو فیسبر برسکی نے یہیں کھڑے کھڑے چند لمحوں میں ختم کر دیا۔ واقعی پرو فیسبر برسکی درست کہہ رہا تھا۔ وہ اگر چاہے تو واقعی پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہے۔“ راسکوف نے ناروف سے مخاطب ہو کر کہا اور ناروف نے انہماک میں سر ہلایا۔

”اب کیا کرنا ہے باس؟“ — ناروف نے کہا۔

”بیس کرنا کیا ہے — مشین آف کر دو۔ کیونکہ جنگ بھی ختم کر دو۔ ارے ہاں اس طران کے پاس ڈبلیو ڈبلیو بھی موجود ہے وہ تو لازماً حاصل کرنا ہے۔ ٹھیک ہے تم کیونکہ جنگ ختم کر کے سپیشل وسے کھلو اور ہم دونوں ساتھ ہی باہر جا کر ڈبلیو ڈبلیو بھی حاصل کریں گے اور پوائنٹ ٹو کا رائونڈ بھی لگا آئیں گے۔“ — راسکوف نے کہا اور ناروف نے سر ہلادیا۔

”بیس باس۔“ — ناروف نے کہا اور راسکوف فائنڈا انداز میں چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے سے اب گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔ ناروف نے ان دونوں روسیائیوں کو مشین آف کرنے کا حکم دیا اور پھر وہ بھی راسکوف کے پیچھے چل دیا تاکہ آپریشن روم میں جا کر کیونکہ جنگ کے مکمل خاتمے کے احکامات دے سکے۔

ناواشنگٹون کی انہیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور دوسرے لمحے وہ بری طرح کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیکن اٹھ کر بیٹھے ہوئے اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں مئی دہڑنے لگیں۔ اس کی ایک ران سے خون تیزی سے نکلی رہا تھا اور یہ درد اور تکلیف اسی زخم کی وجہ سے تھی۔ اس نے حیرت سے اپنی ران کے زخم کو پھر ادھر ادھر جھاڑیوں میں اونڈھے میوے پر سے جوئے طران کے ساتھیوں کو دیکھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر دوبارہ گر پڑا۔

”اوه یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ لوگ مر گئے ہیں۔ شاید میں بھی زخمی ہوں مگر کیسے! میں تو طران سے باتیں کر رہا تھا! — ناواشنگٹون سے سوچا اور اس سوچ کے ساتھ ہی اس کا ذہن

حیرت کے جھٹکوں کی زد میں آگیا۔ اُسے بس اتنا یاد تھا کہ وہ عمران سے اُدسے کے متعلق بات کر رہا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا وہ کیسے زخمی ہوا، یہ لوگ کیسے مرے یہ سب کچھ باوجود سوچنے کے اس کے ذہن میں نہ آ رہا تھا۔ اس نے زخم پر ہاتھ توڑ کر دیا تھا تا کہ خون نہ نکلے لیکن اس کا ہاتھ اپنے ہی خون سے تھک گیا۔ اور اس کے باوجود خون بند نہ ہوا۔

”اُدہ اس طرح تو میں بھی مر جاؤں گا۔ ناوااشکو بھی مر جائے گا۔ نہیں میں ناوااشکو ہوں، میں جلا کیسے مر سکتا ہوں؟“

ناوااشکو نے کہا اور اسی لمحے اسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کی نظر پر ایک جھاڑی پر پڑ گئی جس کے ٹپے بڑے اور چوڑے پتے تھے ناوااشکو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ چونکہ ناوااشکو تھا اس لئے اسے جنگل میں پانی جانے والی خاص خاص جڑی بوٹیوں کی خصوصیت کا بخوبی علم تھا۔ یہ علم قدیم زمانے سے ہر ناوااشکو تک اس کے باپ کے ذریعے باقاعدہ پہنچایا جاتا تھا۔ ناوااشکو زمین پر گھسٹا ہوا اس جھاڑی تک پہنچا اور پھر اس نے جلدی جلدی اس کے کئی پتے توڑے اور انہیں منہ میں ڈال کر جھانک لگا۔ وہ ان کا رس پی رہا تھا۔ جیسے ہی ان پتوں کا رس اس کے حلق سے نیچے آتا اس کا زخموں سے نکلتا ہوا دمرف خون رک گیا بلکہ پورے جسم میں موجود شدید درد بھی ہلکا ہونے لگ گیا۔ ناوااشکو نے اپنی پتوں کی مدد سے اپنا زخم صاف کیا اور پھر وہ حور سے

اس زخم کو دیکھنے لگا پھر اس نے دونوں انگلیوں سے زخم کے کناروں کو دبایا تو اسے عسوس ہوا کہ گولی اس کی ٹانگ کا گوشت چھاڑ کر سائیڈ سے نکل گئی ہے کیونکہ زخم ایک نالی کی صورت میں تھا۔ اس نے اور پتے توڑے اور انہیں چبانے شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد درد آہستہ آہستہ ہوتے ہوئے ختم ہو گیا۔ اب خون نکلنا ممکن طور پر بند ہو گیا تھا لیکن بہر حال زخم موجود تھا۔ اسی لمحے اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور پھر ایک جڑی بوٹی نکال لی۔ یہ ڈبیا وہ جنگل میں جاتے وقت اکثر اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس ڈبیا میں وہ مخصوص مرہم تھا جو بڑے بڑے زخموں کو فوری طور پر مندل کر دیتا تھا اور زہریلے سے زہریلے سانپ کے زہر کو بھی ایک لمحے میں ختم کر دیتا تھا۔ اس نے ڈبیا کھولی اور اس میں سے فراسا مرہم نکال کر اس نے زخم پر لگایا اور پھر انگلی سے اسے پورے زخم پر پھیلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا۔

اپنی تکلیف دور ہونے کے بعد اسے عمران کا خیال آیا تو اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے عمران ایک جھاڑی کے پیچھے بے حس و حرکت پڑا نظر آ گیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”آقا عمران — آقا عمران!“ ناوااشکو نے قریب پہنچ کر عمران کو بڑی طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا اس نے

دیکھ لیا تھا کہ عمران کے جسم پر کوئی زخم نہ تھا، وہ اسے مسلسل جھنجھوڑتا رہا اور پھر کچھ دیر بعد عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں لیکن اس کی آنکھیں اس طرح خالی خالی تھیں جیسے وہ پہلے نور ہوں۔

”آقا عمران — آقا عمران“ میں ناواشنکو بھول —
ناواشنکو نے دوبارہ پوری قوت سے عمران کو جھنجھوڑا تو عمران کی آنکھوں میں یکایک چمک سی ابھری اور وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

”آقا عمران یہ سب کچھ کیا ہو گیا ہے، میں تو آپ سے باتیں کر رہا تھا پھر سنبھانے کیا ہوا، پھر مجھے ہوش آیا تو میں زخمی پڑا ہوا تھا۔“ ناواشنکو نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر یکایک چونک پڑا، اسی لمحے اسے اپنے ساتھیوں کا خیال آیا تو وہ پاگلوں کے سے انداز میں ان کی طرف دوڑ پڑا، قریب ہی جولیا اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی، عمران نے اسے سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے مایوسی بھری آواز نکلی، جولیا کے پیٹ میں ایک قطار کی صورت میں زخم تھے اور ان زخموں سے ابھی تک خون نکل رہا تھا، جس جگہ جو یہ پڑی تھی وہاں خون کا ایک تالاب سا بن گیا تھا، عمران نے جلدی سے جولیا کی نبض دیکھی، نبض بالکل مدھم ہو رہی تھی، ایسے جیسے کسی بھی لمحے ڈوب جائے گی، عمران کے ہونٹ جھنجھ گئے۔

”ناواشنکو وہ تھیلے اٹھا لاؤ۔“ ادھر جھاڑی کے پیچھے پڑے تھے۔“ عمران نے چیخ کر ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو بجلی کی سی تیزی سے جھاڑی کی طرف دوڑ پڑا، عمران تیزی سے اُٹے بڑھا اور پھر اس نے صفدر، تنویر، کیشن شکیل، جوزف اور جوانا کو چمک کرنا شروع کر دیا، ان سب کے جسموں کے مختلف حصوں میں گولیاں لگی تھیں، لیکن بہر حال وہ ابھی زندہ تھے لیکن ان سب کی حالت انتہائی عمدہ نہ تھی خاص طور پر تنویر کی حالت زیادہ خراب تھی کیونکہ اس کے سینے میں چار گولیاں لگی تھیں اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔
”ادھر لے آؤ جلدی کرو۔“ عمران نے چیخ کر ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو جو تھیلے اٹھائے اُڑ رہا تھا دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا ہے آقا عمران — یہ سارے لوگ کس طرح زخمی ہو گئے ہیں؟“ ناواشنکو نے بگڑ رکھتے ہیں کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیزی سے بگڑ کھولا اور پھر اس کے اندر رکھا ہوا ایمر ہنسی میڈیکل باکس باہر نکال لیا، باکس کھول کر اس نے انتہائی چھرتی سے اس میں موجود چند سیلڈ انجکشنز باہر نکالے۔ سرخیں معلول سی بھری ہوئی تھیں، اور اسی طرح پیکٹ تھیں عمران نے ایک انجکشن کی سیل توڑی اور دوسرے لمحے اس نے سوئی تنویر کے بازو میں گھونپ دی، چند لمحوں بعد مرزج

ہے۔ اگر تم حکم دو تو میں تمہارے ساتھیوں کے زخموں پر اسے مل دوں۔ زخم جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ گو یہ مرہم صرف ناواشکو ہی استعمال کر سکتا ہے لیکن میں اب تمہارا غلام ہوں جیسے تم حکم کرو؟۔۔۔ ناواشکو نے کہا۔

”اوه اچھا۔ لیکن زخموں کے اندر جو گولیاں موجود ہیں انہیں تو باہر نکالنا پڑے گا ورنہ اندر زہر پھیل جائے گا۔“ عمران نے انتہائی پریشان ہجے میں کہا۔

”زہر۔۔۔ اوه زہر بھی اس مرہم سے ختم ہو جائے گا۔ اس مرہم کی خاصیت ہے کہ زہریلے سے زہریلے سانب کا زہر ایک لمحے میں ختم کر دیتا ہے اور پھر یہاں ٹانگوں کی لونی کی جھاڑیاں ہیں ان کے پتوں کا رس جیسے ہی تمہارے ساتھیوں کے جسموں میں ملے گا ان کا درد بھی ختم ہو جائے گا اور خون نکلنا بھی بند ہو جائے گا۔“ ناواشکو نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”اوه کہاں ہے یہ ٹانگوں کی لونی؟۔۔۔ عمران نے کہا۔ وہ۔۔۔ وہ چوڑے پتوں والی؟۔۔۔ ناواشکو نے

کچھ غاصلے پر موجود ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ وہی جھاڑی تھی جس کے پتوں کا رس اس نے پیا تھا اور اس سے اس کے زخم سے خون بہنا بھی بند ہو گیا تھا اور جسم میں موجود بے پناہ درد بھی ختم ہو گیا تھا۔

”اوه ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ

خالی ہو چکی تھی۔ عمران نے دوسرا انجکشن کھول کر اسے بھی تنویر کے دوسرے بازو میں لگا دیا۔ پھر ڈبہ اٹھا کر وہ پاس پڑے ہوئے جوان کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا بھی شدید زخمی تھا۔ اور اس کے زخموں سے بھی خون نکل رہا تھا۔ اس نے ایک انجکشن لگایا پھر وہ صدر کی طرف بڑھا۔ اس طرح اس نے باری باری سب کو ایک ایک انجکشن لگایا اور آخر میں اس نے جولیا کو بھی تنویر کی طرح یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگا دیئے۔ ان انجکشنوں کی وجہ سے ان سب کی ڈوبتی ہوئی بنفیس وقتی طور پر تو بحال ہو گئی تھیں لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ ان کا مکمل علاج نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ ایسا ماحول تھا کہ وہ ان کا باقاعدہ علاج کر سکتا تھا۔ یہاں باقی بھی موجود نہ تھا۔ اسی لیے اسے پلانٹ ٹو کا خیال آ گیا۔ ٹین پلانٹ ٹو وہاں سے کافی دور تھا اس لیے اس نے یہیں ان کے زخموں سے گولیاں نکالنے اور زخموں کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اب مسئلہ تھا پانی کا کیونکہ زخموں کو صاف کرنے بغیر وہ نہ ہی گولیاں نکال سکتا تھا اور نہ ڈرائنگ کر سکتا تھا۔

”پانی مل سکتا ہے یہاں ناواشکو؟۔۔۔ عمران نے بڑے بے چہین سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ پانی۔۔۔ اوه نہیں آتا۔ یہاں تو پانی نہیں ہے۔ البتہ کافی دور ایک چشمہ ہے۔ لیکن وہ کافی دور ہے۔ اہا عمران میرے پاس خاص مرہم ہے۔ دیکھو میرا زخم کتنا ٹھیک ہو گیا

بھی تو نہیں۔ تم ان کے زخموں پر مرہم لگاؤ میں پتے توڑ کر اس کا رس ان کے حلق میں ڈالتا ہوں؟ — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے وہ اس جھاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے پتے توڑ توڑ کر ان کا ڈھیر لگانا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں میں اس نے چوڑے چوڑے پتوں کا کافی ڈھیر اکٹھا کر لیا۔ پھر وہ ڈھیر اٹھائے تیزی سے واپس اپنے ساتھیوں کی طرف آیا۔

ناواشنکو اس دوران جویا کے زخموں پر مرہم لگانے کے بعد اب صدر کے زخموں پر مرہم لگانے میں مصروف تھا۔
 "کتنے قطرے ڈالتے ہیں اس بوٹی کے رس کے؟" —

عمران نے ناواشنکو سے پوچھا کیونکہ اس بوٹی کے متعلق اسے نہ صرف کوئی علم تھا بلکہ اس نے یہ بوٹی اپنی زندگی میں پہلی بار ہی دیکھی تھی۔

"پانچ چھ قطرے کافی ہیں آقا عمران؟" — ناواشنکو نے کہا اور عمران نے دس بارہ پتے مٹی میں رکھ کر دوسرے ہاتھ سے جویا کے جڑ سے بیخ دیئے۔ جویا کا منہ کھل گیا تو عمران نے مٹی میں موجود پتوں کو مٹی سے ملنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کی مٹی سے سبز رنگ کے اس کے قطرے نکل کر جویا کے حلق میں گرنے لگے۔ عمران مسلسل مٹی کو بیچنے چلا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ انگلیوں کی مدد سے انہیں مزید دبا بھی رہا تھا۔ پتوں میں قدرتی طور پر کافی رس تھا اس لئے پانچ چھ قطرے نکل ہی آئے

عمران نے مٹی کھول کر مٹے ہوئے پتے پھینک دیئے اور پھر ان کا ڈھیر اٹھائے وہ دوسرے ساتھی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سارے ساتھیوں کے حلق میں اس بوٹی کے رس کے قطرے ڈال چکا تھا۔ ناواشنکو نے بھی سارے ساتھیوں کے زخموں پر دو عجیب سا مرہم لگا دیا تھا اور پھر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو کام ان انتہائی قیمتی انجکشنز نے نہ کیا تھا وہ اس بوٹی کے چند قطرہ ہی نے کر دکھایا تھا۔ نہ صرف زخموں سے نکلنے والا خون بند ہو گیا تھا بلکہ ان سب کی بغضیں بھی تیزی سے کمال ہونے لگ گئی تھیں اور وہ سب انتہائی شدید خطرناک حالت سے نکلنے آ رہے تھے اور پھر ایک ایک کر کے ان کے منہ سے کراہی نکلیں اور وہ ہوش میں آتے گئے۔ عمران کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھرائیں۔

"ویسے یہ واقعی انتہائی عجیب صورت حال ہے کہ انہیں موت کے منہ میں پہنچانے والے ہی تم ہو اور ان کی زندگیاں بچانے کا کام بھی تم نے خود کیا ہے؟" — عمران نے مسکراتے ہوئے ناواشنکو سے کہا اور ناواشنکو عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو آقا عمران، میں نے انہیں موت کے منہ میں پہنچایا، میں تو تم سے باتیں کر رہا تھا۔ پھر مجھے معلوم نہیں کر کیا ہوا؟" — ناواشنکو نے انتہائی حیرت جبرے پہنچے میں کہا۔

میں نے اس کے سینے میں گولی مارنے کی بجائے اس کی ٹانگ میں گولی صرف اس لئے ماری تھی کہ میں اس کی فدااری پر اسے اُسان موت مارنے کی بجائے عبرتِ ناک موت مارنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک میرے ذہن پر خوفِ ناک حد تک دباؤ پڑنے لگا اور اس سے پہلے کہ میں سہیلؔ میرا ذہن بلیک ہو گیا۔ اور اگر ناواشکو مجھے زور زور سے نہ جھنجھوڑتا تو میں شاید کبھی بھی شعور کی دنیا میں واپس نہ لوٹ سکتا۔ بہر حال ناواشکو نے مجھے ہوش دلایا اور پھر جب میں نے تم سب کو چیک کیا تو تم سب کی حالت زخمی اور خون بہہ جانے کی وجہ سے انتہائی سیریس ہو چکی تھی اور یہاں حالات ایسے تھے کہ میں تم لوگوں کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ میرے پاس جوا انجکشن تھے وہ میں نے تم سب کو لگا دیے لیکن یہ انجکشن بھی وقتی سہارے کے لئے تھے لیکن تم لوگ تو مشینِ گن کے برسٹ کا شکار ہوئے تھے۔ ان انجکشنز کے باوجود ہمارا پانچ جانا ناممکن ہی نظر آتا تھا لیکن ناواشکو نے ایک نئی برقی کی خصوصیات بتائیں۔ اس کے پانچ پانچ قطرے ہمارے حلق میں اترتے ہی ہمارے زخموں سے خون نکلتا بھی بند ہو گیا اور درد بھی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد ناواشکو نے جو مرہم لگا دیا ہے۔ اس سے ہمارے زخم اس حد تک مندمل ہو گئے ہیں کہ تم اب اٹھ کر بیٹھے ہی ہو اور ناواشکو پر انکھیں بھی نکال رہے ہو۔ — عمران نے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہوا کہ ہم زخمی بھی ناواشکو کی وجہ سے ہوئے اور پھر زندہ بچے ہیں اُس کی وجہ سے

”میں سمجھ گیا ہوں کہ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ اگر مجھے شبہ بھی ہو جاتا کہ ہمارا قصور ہے تو اُس بار تم زندہ نہ بچ سکتے۔ میرے ساتھ بھی وہی ہوا جو ہمارے ساتھ ہوا ہے لیکن اب ایسا کرنے والا بچ کر رہ جائے گا؟ — عمران نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”اسی لمحے عمران کے ساتھی ایک ایک کر کے نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ اب وہ اُٹھ کر بیٹھنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے لیکن وہ انتہائی حیرت سے اپنے جسموں پر موجود ہولناک زخموں کو دیکھ رہے تھے۔

”اوہ یہ زندہ کھڑا ہے۔ یہ ناواشکو؟ — یکلافت تنذیر کی انتہائی مفصلی اور آواز سنائی دی۔ وہ انتہائی زہر بھری نظروں سے ناواشکو کو دیکھ رہا تھا۔

”اگر ناواشکو زندہ نہ کھڑا ہوتا تو تم اب تک سکرنگیر کو حساب کتاب دے کر فارغ بھی ہو چکے ہوتے؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب اس ناواشکو نے اچانک مشینِ گن کا فائر ہم سب پر کھول دیا تھا۔ ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے؟ — صفدر نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

میں بھی پہلے ہی سمجھا تھا اور چونکہ مجھے اتنا وقت مل گیا تھا کہ میں ایک جھاڑی میں چھپانگ لگانے کی وجہ سے زخمی ہوئے سے بچ گیا تھا اور پھر اس پر فائر بھی میں سے ہی کیا تھا۔ لیکن

بہت خوب۔ ایسا اتفاق تو شاید پہلے کبھی نہ ہوا ہو؟
صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہارے زخموں میں گولیاں موجود ہیں اس لئے مجھے ان کا باقاعدہ آپریشن کرنا پڑے گا لیکن یہاں ایک توپانی میسر نہ تھا۔ اور پھر جن لوگوں نے پہلے آپ پر مارواں حمل کیا ہے وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں فوراً یہاں سے اس مریض کو دالے حصے میں جانا پڑے گا؟“ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب آپ کے ذہن پر دباؤ اور ناداشتگو کے ذہن پر کنٹرول کس نے کیا ہوگا اور کس طرح کیا ہوگا؟“ صفر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کوئی بہت ہی طاقتور ذہن کی مالک شخصیت کہیں قریب موجود ہے۔ میں آج تک بھی سمجھتا تھا کہ ذہنی طاقت کے لحاظ سے مجھ پر کوئی کنٹرول نہیں کر سکتا لیکن آج جس طرح میرے ذہن پر خوفناک دباؤ پڑا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مجھ سے بھی ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ طاقتور ذہن کے لوگ بھی موجود ہیں اور یہ واقعی میرے لئے ایک نیا تجربہ ہے اور میں اب صورت میں اسی شخصیت کو تلاش کروں گا۔ اگر میرا ذہن معصوم درختوں کی وجہ سے فوری رد عمل کا عادی نہ ہوتا تو جس قدر خوفناک دباؤ پڑا تھا لازماً میرے دماغ کی رنگیں پھٹ جاتیں لیکن فوری رد عمل کی وجہ سے دماغ بالکل ہو گیا۔ اس طرح رنگیں پھٹنے سے بچ گئیں۔ عمران نے اپنے

ساتھیوں کے ساتھ مریض کو دالے مکروں کی طرف واپس جاتے ہوئے کہا چونکہ وہ سب سب آہستہ آہستہ چل رہے تھے اس لئے انہیں مریضوں کو دالے مکروں میں پہنچنے میں کافی دیر لگ گئی۔ پھر عمران نے کیپٹن شکیل کی مدد سے سب سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ان زخموں کا آپریشن کیا جس میں گولیاں موجود تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کسی بھی لمحے اندر موجود گولیاں ان کے خون میں زہر پھیلانے کا موجب بن سکتی ہیں اور بارود کا زہر اگر ایک بار خون میں شامل ہو جائے تو پھر انسان کا بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ کیپٹن شکیل کے زخم اس نوعیت کے تھے کہ اس کے زخموں کے اندر گولیاں نہ تھیں اس لئے اس کے آپریشن کی ضرورت نہ تھی اس لئے اس نے ان آپریشنوں کے دوران عمران کی بھرپور مدد کی۔ ویسے بھی اسے امیر عیسیٰ آپریشن کی مکمل ٹریننگ حاصل تھی اس لئے اس کی مدد سے عمران کا کام آگیا۔ آسان ہو گیا تھا۔

”اب کیا کرنا ہے؟“ صفر نے لیٹے لیٹے پوچھا۔ اس کے دو زخموں سے گولیاں نکالی گئیں تھیں۔ اس لئے وہ بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ فرش پر لیٹا ہوا تھا۔

”آقا عمران دور اسکوف وہاں موجود ہے۔ جنگل میں؟“ اچانک ناداشتگو نے دیوار کے خلا میں سے اوپر جاتی ہوئی ڈھلان میں سے اترتے ہوئے کہا۔ وہ ان آپریشنوں کے دوران باہر چلا گیا تھا۔ ناداشتگو کی بات سن کر سب بڑی طرح چونک پڑے۔ عمران تو اچھلی کر کھڑا ہو گیا۔

کہاں ہے۔ راسکوف؟ — عمران نے تیز لہجے میں پوچھا کیونکہ راسکوف کی اڑے سے باہر جنگل میں موجودگی کا مطلب تھا کہ اڑے کی کیونکہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور یہ کم از کم عمران جیسے شخص کے لئے انتہائی اہم خبر تھی، اس لئے وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آقا عمران میں جنگل میں ایک اور بوٹی کی تلاش میں گیا تھا تاکہ اس بوٹی کی مدد سے آپ کے ساتھیوں کی کمزوری دور ہو سکے پھر میں نے راسکوف اور اس کے ساتھ ایک اور سفید فام کو ایک جھاڑی کے پیچھے سے نکلنے دیکھا۔ میں ان سے ذرا فاصلہ پر ایک جھاڑی کی اوٹ میں تھا۔ وہ دونوں باہر نکلے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ انہیں شاید آپ کی تلاش مٹی لکین وہاں آپ کو نہ دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہو گئے۔ ان کے پاس اسلحہ تھا اور میں بالکل خالی ہاتھ تھا۔ دہڑ میں انہیں وہیں گرا لیتا۔ اس لئے مجبوراً مجھے چھپنا پڑا۔ پھر میں نے ان کی باتیں سنیں۔ راسکوف نے کہا کہ کوئی گزربڑ ہو چکا ہے۔ پروفیسر برسکی کا علم پوری طرح کھارہ نہیں ہوا۔ اس پر دوسرے سفید فام نے کہا کہ انہیں مشین بند نہ کرنی چاہیے تھے وہ اس مشین کا کچھ عجیب سا نام بھی لے رہے تھے۔ ارے ہاں ڈبلیو ڈبلیو قسم کا نام تھا۔ پھر راسکوف نے کہا کہ وہ ڈبلیو ڈبلیو تو ابھی تک اس عمران کی جیب میں ہو گا۔ اس لئے فوراً چل کر مشین پر چیک کریں چنانچہ وہ واپس اسی جھاڑی کے پیچھے غائب ہو گئے اور میں آپ کا اعلان دینے یہاں آگیا۔“

بتا دی۔

”ہو ہند اب میں ساری بات سمجھ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر برسکی اس اڑے کے اندر ہے۔ ہاں وہی اس قدر طاقتور ذہن کا مالک ہو سکتا ہے کہ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے اڑے کے اندر سے ناداشگو کے ذہن کو کنٹرول کر کے ہم پر فائر کھلا سکے اور پھر میرے ذہن پر دباؤ ڈال کر میرا فائر کر سکے۔ ٹھیک ہے، وہی ہو گا وہ میزائلوں کا ماہر سائنسدان بھی ہے اور مادیاتی علوم میں بھی دنیا بھر میں انتہائی ماہر سمجھا جاتا ہے۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ڈبلیو ڈبلیو اور اس کا ریکارڈ کمزور لڑکا لا اور پھر دوڑتا ہوا وہ اسلحہ خانے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے الماری کے پرٹ کھولے اور پھر اس کے اندر موجود باکس کو کھول کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو گئی۔ باکس کی اندرونی سطح پر کرومیم کی انتہائی پتلی سی تہ چڑھی ہوئی تھی۔ عمران نے دونوں چیزیں باکس میں دیکھیں اور باکس بند کر کے وہ اسلحے والے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہ پرائیوٹ بھی اس کے ذہن میں واضح ہو گیا تھا کہ ان کی اڑے سے باہر موجودگی کا پتہ کس طرح چلایا گیا ہے۔ ڈبلیو ڈبلیو یا اس کے ریکارڈ کنٹرولر کے اندر کوئی ایسا آلہ موجود ہے جس کی مدد سے اڑے کے اندر کسی مشین کے ذریعے ارد گرد کے ماحول کو سن کر پر دیکھا جاسکتا ہو گا۔ اس طرح انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی اڑے کے باہر موجودگی چیک کی

اور اس کے ریموٹ کنٹرول کو اس نے اٹھا کر کاغذ میں لپیٹ کر دوبارہ جیموں میں منتقل کر دیا۔ اب وہ ان ویلوریز سے محفوظ ہو گیا تھا چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس مشین روم میں پہنچا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ناداشنگو اور جوزف دو فلی وٹل موجود نہ تھے جبکہ باقی ساتھی اب اٹھ کر بیٹھ چکے تھے لیکن وہ سب خاموش بیٹھے شاید عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ عمران نے گولیاں کھانے کے بعد ان کے زخموں پر چونک دوبارہ ناداشنگو وال مریم لگا دیا تھا اس لئے اب زخم انہیں کوئی تکلیف نہ دے رہے تھے۔

”یہ جوزف اور ناداشنگو کہاں گئے ہیں؟“ — عمران نے چونک کر صغدر سے پوچھا۔

”جوزف اسے باہر لے گیا ہے۔ شاید باہر کھڑے ہوں گے۔“ — صغدر نے جواب دیا۔

”اب ایسا ہے کہ آپ لوگ یہاں آرام کریں کیونکہ ابھی آپ کے لئے تیز حرکت کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ صرف کیپٹن شکیل میرے ساتھ جائے گا۔ اس آڈے کے لئے ہم چار ہی کافی ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”انہیں — میں ضرور ساتھ جاؤں گی۔“ — جولین نے کہا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے جب تک ہم پرنسپر برکی کا فائدہ نہ کر دیا جائے آڈے میں داخل ہونا موت خرید کر ہے

اور پھر پرنسپر برکی نے اپنے علم کی بنا پر ناداشنگو کا ذہن کنٹرول کر کے بیٹے ان پر فائر کھلوا دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ عمران کو کوئی گولی نہیں لگی تو پھر پرنسپر نے عمران کے ذہن پر دباؤ ڈال کر اس کا فائدہ کرنا چاہا اور عمران کا ذہن چونکہ حوالی رومل کے طور پر بلیک ہو گیا تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ سب ہلاک ہو گئے ہیں اور شاید اس بات کی مکمل تصدیق کے لئے وہ باہر آئے ہوں گے اور واقعی اگر ناداشنگو ان سے ہمدردی نہ کرتا تو وہ اب تک موت کے منہ میں پہنچ ہی چکے ہوتے لیکن باکس کو دیکھنے کے بعد عمران کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ جوزف وٹلیو ڈبلیو یا ریموٹ کنٹرول سے نکلتی ہیں اور جن کی مدد سے مشین کے ذریعے انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ ریز کریم کی تہہ کو کراس نہیں کر سکتیں عمران چونکہ ڈبلیو وٹلیو کو مستقل اپنے سے علیحدہ نہ کرنا چاہتا تھا۔

کیونکہ آڈے کی تباہی کے لئے یہ بے حد کارآمد تھا اس لئے اسے باکس میں بند کرنے کے بعد وہ اسلئے سے بھرے ہوئے ریموٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسلکو کو نمی سے بچانے کے لئے اسلئے کی پیٹریوں کے اندر کریم شدہ کاغذ پیک کیا جاتا ہے اس لئے وہ ایک پیٹی کی طرف بڑھا۔ اس نے پیٹی کھولی اس کے اندر واقعی ایسا کاغذ موجود تھا۔ اس نے پیٹی میں موجود مشین پستل وہیں رکب میں ہی الٹ دیئے اور پھر خالی پیٹی میں سے اس نے کاغذ نکال لیا۔ کاغذ کے کردہ واپس الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری میں موجود باکس کو دوبارہ کھولا اور پھر ڈبلیو وٹلیو

کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایسا آدمی جراتی دور سے آپ جیسے ذہن کے مالک کو ٹھیک کر سکتا ہے وہ باقیوں کا کیا حشر کرے گا۔ نارا شنگو کی فائرننگ سے تو ہم زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اگر ہم میں سے کسی کا ذہن کنٹرول کر کے فائرننگ کرانی گئی تو پھر شاید کوئی نہ بچ سکے؟ — صفدر نے کہا اور عمران کے ہونٹ پھینک گئے۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو صفدر — واقعی اس پہلو پر تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کی پیشانی پر سوچ کی لکریں سی ابھر آئیں۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا کہ جس سے پروفیسر برسکی کو اڈے سے باہر نکال سکے لیکن کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کیونکہ اسے اس بات کا بیخ بجز یہ جو چکا تھا کہ پروفیسر برسکی ٹیلی پیتھی اور ایسے ہی مادرانی علوم میں انتہائی درجے کی مہارت رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو ڈانچ دینا یا اس پر کنٹرول کرنا تقریباً ناممکن سی بات تھی لیکن صفدر کی بات بھی اپنی جگہ وزن رکھتی تھی۔ پروفیسر برسکی کو کور کئے بغیر وہ کسی صورت بھی اڈے کو تباہ نہ کر سکتے تھے۔ وہ باتوں پر غور کر رہی رہا تھا کہ اسے دور سے کسی کے چھینے اور پھر بے تحاشا فائرننگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ ہڑکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ باقی ساتھی بھی چونک بیڑے۔ دوسرے لئے عمران دوڑنا ہوا باہر جانے والی ڈھلوان کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے واسکوف؟“ — پروفیسر برسکی نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”خود دیکھ لیجئے۔“ — واسکوف نے کہا اور پھر اس نے نارووف سے کہا کہ وہ فلم کو ریوانڈ کر کے آن کر دے۔ اس وقت وہ سب اسی کمرے میں موجود تھے جس میں ڈبلیو ڈبلیو کی ویلجنگ فٹینس موجود تھی۔ واسکوف اور نارووف اڈے کی کیوس فٹا جنگ مکمل طور پر ختم ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنے اور پرائنٹ ٹو کو چیک کرنے کی غرض سے جب اڈے سے باہر جنگل میں پہنچے تو محاورتا نہیں بلکہ حقیقتاً ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کیونکہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا البتہ جگہ جگہ خون کے بڑے بڑے دھبے صاف نظر آ رہے تھے لیکن وہاں

آدمی ایک بھی موجود نہ تھا۔ وہ ان لوگوں کو اس طرح غائب پارک
 بے حد حیران ہوئے اور غری طور پر واپس اڈے میں آ گئے۔
 اب ان کی چیکنگ کے لئے ایک ہی راستہ رہ گیا تھا اور وہ تھا
 مشین اچانچہ انہوں نے آتے ہی مشین اُن کی توان کی آنکھیں
 یہ دیکھ کر حیرت سے پھٹ گئیں کہ عمران اور اس کے ساتھی پلٹا آ رہا جو۔
 ٹوٹے مشین روم میں زندہ سلامت موجود تھے البتہ وہ سب کے
 سب زخمی تھے اور عمران کس ماہر سرجن کی طرح اپنے ایک ساتھی اسکوف نے کہا۔
 کے آپریشن میں مصروف تھا۔ پھر آپریشن ختم ہونے ہی ناوشنگ
 مشین روم میں داخل ہوا اور اس کے انہیں کچھ بتا چوٹک آواز لے کہا۔
 مشین کچھ نہ کر سکتی تھی اس لئے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ناوشنگ
 نے کیا کہا ہے لیکن وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرہ وا
 پر ابھرنے والی حیرت صاف دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران اٹھ
 اٹھنے والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں مبارک المار
 موجود باکس کھول اور پھر جیبوں سے ڈبلیو ڈبلیو اور اس کا ر
 کنٹرولر باکس میں رکھ کر اس نے باکس جیسے ہی بند کیا مشین اُن
 ہو گئی تھی۔
 اسکوف کے پاس اب یہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ پردہ فی
 برسکی کے سامنے ساری صورت حال رکھ کر اس سے مشورہ -
 چنانچہ نارڈف کے ذریعے اس نے پروفیسر برسکی کو بلایا جیسے
 پروفیسر برسکی نے ان کی بات تسلیم کرنے سے یکسر انکار کر
 لیکن جب پروفیسر برسکی نے رول آؤٹ ہونے کے بعد فلم کو د
 نو اس کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔
 "اوہ واقعی یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ یہ عمران
 بھی زندہ ہے اور اس کے ساتھی بھی؟" پروفیسر برسکی
 کا بھر اب بھی ایسا ہی تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ
 آپ انہیں پرائنٹ ٹوپر کنٹرول کر سکتے ہیں؟
 نہیں۔ یہ بہت فاصلہ ہے۔" پروفیسر برسکی
 لیکن پروفیسر جہاں تک میں نے سنا ہے ٹیلی پیٹھی کے
 لئے تو فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔" اسکوف نے
 ما اور پروفیسر برسکی چونک کر اسکوف کی طرف دیکھنے لگا۔
 تم نے صحیح سنا ہے اسکوف لیکن ان میں سے کسی پر بھی
 لی پیٹھی کا عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں
 نے فزول کو میں نے ایک لمحے میں ٹوٹ لیا تھا۔ یہ لوگ انتہائی
 ت قوت ارادی کے مالک ہیں۔ بس ایک ناواشنگر رہ گیا تھا
 بن اس کا ذہن آبد ہونے کی وجہ سے معمولی ذہن بن سکتا تھا۔
 یہ وہ ٹیلی پیٹھی سے ملنے جلتے ایک اور علم کی زد میں آ گیا تھا۔
 معلم کو ڈائریکٹ مائنڈ کنٹرول کرنے کا علم سمجھ لو۔ اس طرح
 مانے اس کے ذریعے ان لوگوں کا خاتمہ کرانے کے لئے نازنگ
 دی۔ عمران پر البتہ میں نے صرف ہارڈ پرائیڈ ڈالا تھا۔ اور

اور ناروٹ سر ملاتا ہوا پروفیسر کے پیچھے چل پڑا۔ راسکوف بھی چند لمحے وہیں کھڑا رہا پھر وہ بھی اس کمرے سے نکل کر اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

حقوڑی دیر بعد ناروٹ اندر داخل ہوا۔

”پروفیسر باہر چلا گیا۔“ راسکوف نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں میں نے پیش دے کھلوایا ہے۔ لیکن باس پروفیسر منہ کر رہا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اور اگر پروفیسر کو کچھ ہو گیا تو دوسری حکومت ہماری بوٹیاں نوحے لے گی۔ اس وقت پروفیسر میزائلوں کے بارے میں اپنے بے پناہ علم کی وجہ سے پورے (دنیہ میں ٹاپ مین سمجھا جاتا ہے۔“ ناروٹ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے اسی لئے میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھ دو مسلح آدمی لے لو اور پھر پروفیسر کا چھب کر قاتل قتل کرو۔ اگر پروفیسر کو کوئی خطرہ ہو تو تم فوراً آئیں گے۔“

”آ جانا۔“ راسکوف نے کہا اور ناروٹ سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔
حقوڑی دیر بعد ناروٹ اپنے ساتھ دو مسلح آدمی لے پیشل دے سے باہر جنگل میں آ گیا۔ اس کی تیز نظروں سے دور جاتے ہوئے پروفیسر کو دیکھ لیا۔ پروفیسر بڑے مغرورانہ انداز میں بغیر کسی احتیاط کے پوائنٹ ٹو کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

اس کام کے لئے پہلے اپنے ذہن کو بلیک کرنا پڑتا ہے اور یہ بھی طویل فاصلے پر ممکن نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اڈے سے باہر جا کر مخصوص فاصلے پر پہنچ کر ان پر کنٹرول کر سکتا ہوں۔“ پروفیسر برسکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن پروفیسر یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اڈے سے باہر جائیں اور یہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔“ راسکوف نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”الحق جو تم جو ایسی بات کر رہے ہو۔ پروفیسر برسکی کو دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ صرف نامہ اڈے آ گیا ہے۔ کم فاصلے پر تو میں ان سب کو ایک لمحے میں پاگل کر دوں۔“ پروفیسر برسکی نے انتہائی کڑخت ہنچے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں پروفیسر برسکی سے کچھ فاصلے پر چھب کر ساتھ جانا چاہیے تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو ہم آسانی سے منبھال سکیں۔“ ناروٹ نے کہا۔

”شٹ اپ۔“ تم پروفیسر برسکی کی توہین کر رہے ہو۔ میں اکیلے جاؤں گا اور تم دیکھنا میں ان کا کیکہ غیر ناک حشر کرتا ہوں۔ پروفیسر برسکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”جاؤ ناروٹ پروفیسر کے لئے پیشل دے کھلا دو۔“ راسکوف نے ناروٹ کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بادجوہر اس کا پورا جسم کسی پھوٹے کی طرح دکھ رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے آپ سنبھالنا ایک بار پھر تڑپڑپاہٹ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبنا چلا گیا۔



ناروف اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لٹاقب میں چل پڑا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ساری بات سمجھا دی تھی اس لئے وہ بھی انتہائی محتاط انداز میں چل رہے تھے۔

ابھی پروفیسر پوائنٹ ٹو سے کافی فاصلے پر تھا کہ اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے سے کوئی کالا سایہ دیکھتے پروفیسر پر جھپٹا اور وہ پروفیسر کو ساتھ لئے ایک بڑی سی جھاڑی میں جاگرا۔ ابھی وہ سنبھل ہی رہے تھے کہ انہوں نے اس جھاڑی میں سے جس میں وہ کالا سایہ اور پروفیسر گرے تھے۔ ایک زوردار انسانی چیخ سنی۔

پروفیسر — پروفیسر؟ — ناروف اور اس کے دونوں مسلح ساتھی سب احتیاط بھول کر چیخے ہوئے اُٹھے بڑھے ہی تھے کہ اچانک تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ناروف کو بلی جسوس ہوا جیسے اس کے جسم ہی کی دھکتے ہوئے انگارے گھس گئے ہوں۔ وہ چیخ مار کر گرا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں اپنے دونوں ساتھیوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں ان کی چیخیں ایسی تھیں کہ ناروف ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ یہ ان کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخیں ہی ہو سکتی ہیں۔ اس کے اپنے دماغ میں زبردست جھماکے ہو رہے تھے اور پارے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ لیکن اس کا ذہن کام کر رہا تھا۔ وہ بہر حال ہوش میں تھا۔ دیکھتے ہوئے انگارے اس کے بازوؤں اور ٹانگوں میں گھسے تھے تعین اس کے

عمران دوڑتا ہوا پوائنٹ ٹو سے نکل کر باہر جنگل میں آیا اور پھر اس طرف کو دوڑنے لگا جدھر سے اس کے خیال کے مطابق آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن تھوڑی ہی دور جانے کے بعد وہ دیکھتا تھا کہ ایک درخت کی آکھٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بارعب چہرے والا آدمی جس کے سر کے بال اور جسم پر موجود لباس بڑی طرح مسلا ہوا تھا کھڑا تھا۔ اسے جوزف اور ناداشکو دونوں ہی اس کے سامنے غلاموں کے انداز میں کھڑے تھے۔ ناداشکو کے ہاتھ میں شین گن تھی۔ جوزف خالی ہاتھ کھڑا تھا۔

ناداشکو اسے گولیوں سے چھلنی کر دو۔ — اچانک اس نے شخصیت کے حامل آدمی نے چیخ کر کہا اور ناداشکو کا

ہوا ہی تھا جہاں ناوا اشگو اس آدمی کے ساتھ گرا تھا کہ عمران نے ٹریگر دیا دیا۔ دوسرے نے جوزف کے ہاتھ سے مشین گن اٹائی ہوئی دور جا گری۔

”خبردار جوزف۔ رگ جاؤ۔ اسے مت مارو۔“ عمران نے فائر کرتے ہی بیچ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ دوڑنا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ ناوا اشگو اس دوران بغیر کوئی آواز نہ لگائے ایک طرف گر کر بے حس و حرکت ہو چکا تھا جب کہ وہ آدمی اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران اس کے سر پر پھینک گیا۔

”تم بددعیر برکسی ہو۔“ عمران نے بیچ کر کہا اور وہ آدمی اپنے عقب سے عمران کی آواز سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ٹھوہا اور پھر اس کی تیز نظریں عمران کی نظروں سے ٹکرائی ہی تھیں کہ عمران کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ عمران نے یکھٹ اپنے ذہن کو ایک لمحے کے لئے بلیک کیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ذہن کی پوری قوت کو ایک نقطے پر مرکوز کرتے ہوئے مقابل کے ذہن پر پورا دباؤ ڈالنا چاہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایک زوردار دھماکہ ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح نابیک ہو گیا جیسے کیمرے کا مشٹر بند ہوتا ہے پھر اچانک اس کے تاریکی میں ڈوبے ہوئے ذہن میں روشنی کا ایک جٹو چمکا اور پھر یہ روشنی تیزی سے چلیتی چلی گئی۔

وہ ہاتھ جس میں اس نے مشین گن پکڑی ہوئی تھی تیزی سے اٹھا اور اس کا رخ جوزف کی طرف ہوا ہی تھا کہ یکھٹ جوزف کیل کی سی تیزی سے اچھلا اور ناوا اشگو کے ہاتھ سے مشین گن اٹائی ہوئی دور جا گری۔ اور وہ جوزف کی قلاںک کھا کر جھاڑیوں میں جا گرا۔

”رگ جاؤ جیسی؟“ اس بار عجب شخصیت نے بیچ کر کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیخا ہوا اچھل کر جھاڑی میں جا گرا جوزف نے زخمی ہونے کے باوجود واقعی بے پناہ حوصلے اور چہرے سے کام لیتے ہوئے اپنے جسم کو فضا میں ہی گھماتے ہوئے اس بار عجب شخصیت کے سینے پر قلاںک لگ جہادی تھی اور پھر اس کے گرتے ہی جوزف اس طرف کو دوڑ پڑا بعد پھر ناوا اشگو کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر گری تھی۔ اسی لمحے وہ بار عجب شخصیت اچھل کر کھڑی ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں مشین پشیل صاف نظر آ رہا تھا۔ اور جوزف کی چونکہ اس کی طرف پشت تھی اس لئے جوزف کا ہٹ ہو جانا یقینی تھا۔ عمران کا ہاتھ تیزی سے جیب سے باہر آیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ میں موجود مشین پشیل سے اس شخصیت پر فائر کھولے جھاڑی میں گرا ہوا ناوا اشگو کسی چپے کا طرح اچھل کر اس آدمی سے ٹکرایا اور پھر اسے ساتھ لئے وہ جھاڑی میں جا گرا۔ اس طرح اس آدمی کو جوزف پر فائر کرنے کی ہمت ہی نہ ملی تھی۔ جوزف اس دوران مشین گن اٹھا کر مزاحمت کا تھا اور پھر اس کی مشین گن کا رخ اس جھاڑی کی طرف

”یہ یقیناً پرو فیئر برسکی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ناداشگو نے آج ”میری بار میری زندگی بچائی ہے۔ درنہ یہ پرو فیئر برسکی مجھے لازماً لے ڈوبتا۔“ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”باس آپ نے میری مشین گن پر فائر کیوں کیا تھا۔ میں اس کے ٹکڑے اڑا دیتا۔“ — اسی لمحے جوزف نے عمران سے منا طلب ہو کر کہا۔

”میں دراصل اس سے زندہ ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال مجھے تم بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے ہم پوائنٹ ٹو پر چلیں۔ میں اس پرو فیئر کو اٹھا لیتا ہوں۔ وہاں سارے ساتھی یقیناً پریشان ہوں گے۔“ کیپٹن شکیل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں لے چلو اسے اٹھا کر۔“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر زمین پر پڑے ہوئے پرو فیئر کو اٹھایا اور کندھے پر لاد لیا۔

”آپ جب ”دوسرے کمرے میں گئے ہاس تو میں نے اس ناداشگو سے کہا کہ وہ مجھے وہ جگہ دکھائے جہاں اس کے کہنے کے مطابق وہ ”دونوں سفید نام“ دیکھتے تھے۔ میرا خیال تھا کہ یہ ”دونوں“ نکالوں گا اور پھر کسی سفید نام کو اٹھانے کے یہاں سے آؤں گا لیکن ابھی ہم ”دونوں“ تھوڑا ہی اُسے بڑھے تھے کہ ہم نے

”عمران صاحب — عمران صاحب؟“ — اچانک کیپٹن شکیل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھولی دیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگیں مگر درد کی یہ لہریں صرف چند لمحوں تک محسوس ہوئیں۔ اس کے بعد اس کا ذہن نارمل ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ زمین پر چت لیا ہوا ہے اور کیپٹن شکیل اس پر جھکا اسے آوازیں دے رہا ہے۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”آپ کو کیا ہو گیا تھا عمران صاحب؟“ — کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا لیکن عمران کی نظریں سامنے زمین پر چت لیٹے ہوئے اس بارعب شخصیت پر جمی ہوئی تھیں جس کے سر پر ایک گومڑا بھرا ہوا تھا اور وہ یہ سرکش پڑا ہوا تھا۔

”ادہ یہ بیہوش کیسے ہو گیا۔“ — عمران نے کیپٹن شکیل کی بات کا جواب دینے کی بجائے اٹل سوال کر دیا۔

”اس پر ناداشگو نے اچانک حملہ کر دیا تھا۔ اس نے اس کے سر پر مکڑی ماری ہے۔“ — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور عمران کی نظریں تیزی سے ناداشگو کی طرف گھوم گئیں جو ”دونوں“ ہاتھوں سے اپنا سر کپڑے ہوئے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ جوزف اسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے کھڑے تھے کہ یککھٹ آپ اچھل کر پشت کے بل بیٹھے
گرسے اور بے حس و حرکت ہو گئے۔ یہ بھی یقیناً اس شخصیت کا
کارنامہ تھا۔ میں کافی ناخصلے پر تھا۔ جب کہ ناواشنکو جو پہلے بے حس
و حرکت پڑا تھا آپ کے نیچے گرے تھے، یہی یککھٹ اچھلا۔ اس کے
ہاتھ میں ایک مگڑی تھی اور اس نے مگڑی کا دار اس شخص کے
سر پر کر دیا۔ اس شخص کے منہ سے رنج نکلی اور ضرب کھانے
کے باوجود اس نے گھوم کر ناواشنکو کی طرف دیکھا اور ناواشنکو
جو دوسرا وار کرنا چاہتا تھا یککھٹ اچھل کر نیچے گرا لیکن اس
لحظے یہ شخص بھی لہرا کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے
ایڈیٹن تشکیل بھی دڑتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ
کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی جبکہ میں نے اس
ناواشنکو کو مضیلا اور پھر آپ بھی ہوش میں آگئے اور یہ ناواشنکو
بھی لیکن اس نے ہوش میں آتے ہی اس طرح «دونوں ہاتھوں
سے سر کپڑا لیا تھا جیسے اس کا دماغ پھٹنے والا ہو»۔
جو ذہن نے ساتھ ساتھ جلتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔
«واقعی یہ ناواشنکو کی قسمت ہے کہ اس کا ذہن ابھی تک
صحیح سلامت ہے۔ دراصل اس پر فیئر کر اس کے ذہن پر پورا
دباؤ ڈالنے کی ہمت ہی نہیں ملی»۔ حمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔
«حمران صاحب میں دور سے دڑتا ہوا آ رہا تھا کہ میں نے

دور سے اس آدمی کو آتے ہوئے دیکھا۔ پھر ہم نے اس کے
پیچھے کچھ ناخصلے پر عین اور سفید فاقوں کی جھلک بھی دیکھ لی جو
مسح بختے ہیں۔ میں نے ناواشنکو سے کہا کہ وہ ان مسلح افراد کو سنبھالے
جبکہ میں اس آدمی کو سنبھال رہا ہوں کیونکہ میں خالی تھا جب کہ
ناواشنکو کے پاس مشین گن تھی۔ پھر ناواشنکو مجھ سے علیحدہ ہو کر
آگے چلا گیا۔ اس کے بعد جب یہ آدمی اس جھاڑی کے پاس پہنچا
تو میں اس پر چیپٹ پڑا اور اسے نیچے گرا کر میں نے اس کی
کنپٹی پر رکتہ مارنا چاہا۔ اسی لمحے مجھے فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی
دیں لیکن ابھی میں نکل مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ یککھٹ
جیسے میرے ذہن نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس آدمی کی آنکھوں سے
دلی تاروں جیسی چمک نکل رہی تھی۔ میں اس کے حکم کی تعمیل کے
لئے مجبور رہتا۔ اور میں اس کے سامنے اس طرح کھڑا تھا جیسے
جنگل میں آڑوہا کی آنکھوں کے سامنے ہرن بے بس ہو کر کھڑا
ہو جاتا ہے۔ اسی لمحے دور سے ناواشنکو بھی دوڑتا ہوا آیا۔ اس
کے ہاتھ میں مشین گن تھی وہ بھی میرے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔ پھر
اس نے میرے چہرے سے نظریں ہٹا کر ناواشنکو کو مجھ پر غار
کرنے کا حکم دیا۔ یہی تھا کہ میرے ذہن پر موجود اس کی چمک
دور ہو گئی اور میں نے اپنے ذہنی بچاؤ کے لئے ناواشنکو پر حملہ
کر دیا اور اس کے ساتھ ہی میں نے اس شخص کو بھی نیچے گرایا
اور پھر میں مشین گن اٹھانے دوڑ پڑا تاکہ اس شخص کا فائر
کہ دوں لیکن آپ نے فائر کر کے میری مشین گن گرا دی اور پھر

آپ کو اچانک اچیل کر بیٹھے گرتے دیکھا۔ آپ کو کیا ہو گیا تھا۔
حالانکہ اس پر دھیرے دھیرے ہاتھ بھی نہ ہلایا تھا۔ کیا اس نے کوئی دینی
عمل کیا تھا؟ — کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں کیپٹن شکیل — یہ واقعی ماورائی علوم میں بے پناہ مہارت
ذہن کا مالک ہے۔ میں نے کوشش کی کہ اس کے ذہن کو کوئی
پوری قوت لگا کر کنٹرول کر سکوں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا
اپنا دماغ پھینک ہو گیا۔ اگر ناوا شنگو عین اسی لئے اس پر کھڑی کا
وارد نہ کرتا تو یقیناً دوسرے لمحے یہ مزید دباؤ ڈال کر میرے دماغ
کو اس طرح پھاڑ کر رکھ دیتا کہ جیسے تروڈ کو زمین پر پھینک دیا جائے
تو اس کا اپنی خول تو سلامت رہتا ہے لیکن اندر موجود اس
کا سارا مواد بڑی طرح کو یک ہو جاتا ہے اور یہ مار بھی اس لئے
کھا گیا کہ جس وقت اس کے سر پر کھڑی ماری گئی یہ اپنے ذہن
کی پوری قوت مجھ پر لگائے ہوئے تھا۔ اس عالم میں ضرب لگنے
سے اس کا اپنا ذہن بھی پھینک ہو گیا لیکن پھینک ہونے کے دوران
بھی اس کے ذہن کی قوت نے ناوا شنگو کے ذہن پر اس قدر دباؤ
ڈالا ہی تھا کہ ناوا شنگو بھی یہ سوکس ہو کر گر گیا؟ — عمران
نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ پروفیسر انتہائی خوفناک حد تک
طاقتور ذہن کا مالک ہے پھر تو اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے؟
کیپٹن شکیل نے کہا۔
”نہیں پوائنٹ ٹوپر ہمارے اس کے ذہن میں موجود یہ

خوفناک طاقت نکال دوں گا۔ میں اس جیسے آدمی کو ہلاک نہیں
کرنا چاہتا۔ اس شخص کا ذہن ایک عجوبہ ہے اور پھر مینٹالوں
کے سیٹیکٹ میں بھی یہ اتھارٹی ہے اور حیرت انگیز خیال ہے کہ اگر اس
کا ذہن کنٹرول ہو جائے تو پھر یہ پاکیشیا کے لئے بے حد کارآمد
ہو سکتا ہے؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چند لمحوں بعد وہ پوائنٹ ٹوپر کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے
دیکھا کہ باقی سارے ساتھی باہر اچکے تھے اور وہ ایک دوسرے
کو سہارا دیتے ہوئے بکھڑے تھے۔ اس طرح ان کی ایک قطار
بن گئی تھی۔

”اسے اسے یہاں جنگ میں کون سنی ملے گا جو تم یوں قطار
بنائے ہوئے بھکاریوں کی طرح کھڑے ہو؟ — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے بے اختیار ایک دوسرے کے
کا دھڑوں پر رکھے ہوئے ہاتھ بٹھائے۔

”عمران صاحب — ہم آپ کی طرف سے پریشان تھے۔
اور اگر آپ دور سے آتے ہوئے نظر آتے تو کسی نہ کسی طرح
گرتے پڑتے آپ کی طرف آنا ہی تھا۔ اس لئے ہم ایک دوسرے
کو سہارا دینے کی کوشش کر رہے تھے؟ — صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تنویر نے تو سہارا دینے کی بجائے جویا کا سہارا لے
رکھا تھا؟ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ تنویر کا
بائے جویا کے کا نہ جے پر تھا۔

ہی اس نے جوزف کے لائے ہوئے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس کے اندر موجود ایک سرخ لکال کر ایک طرف رکھ دی پھر اس نے اسی باکس کے اندر سائید پر موجود ایک باریک سی سوئی نکالی جس کے اوپر چڑا سا دستہ لگا ہوا تھا۔ اسے اٹھا کر درخت کے تنے کے ساتھ بٹھا دے بلکہ اسے تنے کے ساتھ اس طرح باندھ دو کہ یہ ہل نہ سکے۔ عمران نے دستے والی سوئی ہاتھ میں لے کر بیہوش پڑے ہوئے پرفیئر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں — تم کیا کرنا چاہتے ہو اور یہ سوئی کیسی ہے۔“ جولیانے حیران ہو کر پوچھا۔

”تم دیکھتی جاؤ۔ ضرورت سے زیادہ عقلمندوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اور تم بھی اپنے آپ کو عقلمند کہنا پسند کرتی ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس جول عقلمند ہے تو باس نے اسے سیکٹہ چیف بنایا ہے تم جیسے احمق تو کیوں نہیں بنادیا؟“ ساتھ بیٹھتے ہوئے تنویر نے موقع دیکھتے ہی بات کر دی۔ ظاہر ہے اس کا اس بات سے مقصد ایک تیر میں دو شکار کرنا تھا۔ جولیانے خوش ہو جاتی اور عمران پر بھی طنز ہو جاتی۔

”تم خاموش رہو تنویر۔ تمہاری زبان بھی اب بہت چلنے لگی ہے۔“ عمران کے بولنے سے پہلے جولیانے اسے جھڑ دیا۔ وہ خود تو چاہے جو کہتی رہے لیکن کسی دوسرے کے منہ سے

”بکواس کرنے کا تم کوئی موقع نہیں چھوڑتے، مس جولیانے خود مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ لوں۔“ تنویر نے قدرے مثر مذہ سے بولنے میں کہا۔

”تو اس میں شرمندہ ہونے والی کوئی بات ہے۔ بھائی بہنوں کا معاملہ ایسے ہی تو ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم بکواس ختم کر دو اور مجھے یہ بتاؤ کہ یہ آدمی کون ہے۔“ جولیانے مصمتی منہ دیکھتے ہوئے کہا۔

”اسے یہیں لٹ دو کیپٹن ٹنگیل — اندر جانے کی بجائے اگر ہم یہاں باہر رہیں تو زیادہ اچھا رہے گا۔ اس طرح ہم اس پاس کی فکرائی بھی کر سکتے ہیں اور جوزف تم بچے جا کر دونوں بیگ لے آؤ۔“ عمران نے وائس اعلیٰان سے گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ جوزف پلانٹ ڈو کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن ٹنگیل نے پرفیئر کو زمین پر لٹ دیا۔ باقی عمران بھی ان کے گرد بیٹھ گئے۔

”مامٹر مجھے سمجھنا شرمندگی سی ہو رہی ہے کہ اس بار میں اور مشن میں کوئی کام کرنے کی بجائے اٹ بوجھ بن گیا ہوں۔“ جوانانے جو ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔ اچانک بول پڑا۔

”تم شہید زخمی ہو جوانا۔ تمہارا بچ جانا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔“ عمران نے کہا اور جوانا کا سکڑا ہوا چہرہ قدرے ہموار ہو گیا۔

”تم یہیں تو بتاؤ یہ کون ہے؟“ جولیانے کہا اور اہل عمران نے مختصر طور پر پیش آنے والے واقعات بتا دیئے۔ ساتھ

عمران کے متعلق کوئی بات برداشت نہ کر سکتی تھی اور تنویر نے ہونٹ پھینچ لئے اور عمران جو شاید کچھ کہنے کے لئے منہ کھول ہی رہا تھا، مسکراتا ہوا خاموش ہو گیا۔

اس دوران صفدر اور کیپٹن خلیل نے بیگ میں موجود ٹائلوں کی باریک دہی کی مدد سے درخت کے تنے کے ساتھ پرویئر کی پشت لگا کر بیٹھے ہوئے انداز میں اس کے جسم کو اس طرح جکڑ دیا کہ وہ ذرا سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔

اب آپ سب لوگ خاموش رہیں ورنہ یہ مفیم دماغ ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو سکتا ہے؟ عمران نے سرخ اور وہ دتے والی سوئی اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا، اس کا بوجہ بے حد سنجیدہ تھا اور سب نے اس طرح ہونٹ پھینچ لئے جیسے زہر کی قسم کھالی ہو۔

عمران نے سرخ ایک پتھر پر رکھی اور انگلیوں سے پرویئر کے سر کو ٹٹون مشروع کر دیا، چند لمحوں بعد اس کی ایک انگلی پرویئر کی کھڑکی کے قدرے دائیں طرف رگ گئی، عمران نے دوسرے ہاتھ میں موجود سوئی کو بٹسے احتیاطاً جبرے انداز میں بین اس جگہ رکھا جہاں اس کی انگلی تھی، ایک آدھ ٹکے کے لئے اس نے سوئی کو ذرا سا ایڈجسٹ کرنے میں لگایا اور پھر اس نے دستے کے درمیان رکھی ہوئی انگلی کو ذرا سا دبا دیا تو سر کی آواز کے ساتھ سوئی انتہائی تیز رفتاری سے گھومتی گئی، عمران دستے کو دبا دیا اور گھومتی ہوئی سوئی پرویئر کی کھڑکی کے اندر

آہستہ آہستہ اترتی چلی گئی، جب وہ آدھی سے زیادہ اندر چل گئی تو طرآن نے دستے پر سے ہاتھ ہٹا لیا، اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی طاری تھی، اس نے ہاتھ بڑھا کر پتھر پر رکھی ہوئی سرخ اٹھائی جس کے اندر ہلکے کریم کوکا محلول موجود تھا، پھر سوئی کے اوپر لگی ہوئی کیپ ہٹا کر اس نے دستے کے پچھلے سرے پر انگلی رکھ کر اسے آہستہ سے اڑپہ کو جھٹکا اور پھر دستے کو اس طرح کھولنے لگا جیسے پتھر کھلتا ہے، چند لمحوں بعد دستہ سوئی سے علیحدہ ہو گیا، عمران نے اسے احتیاطاً سے ایک پتھر پر رکھ دیا، سوئی کا اوپر والا سرا اب بغیر دستے کے تھا اور اس کے اندر باریک ماسورخ نظر آرہا تھا، عمران نے بڑی احتیاطاً سے سرخ والی سوئی کو اس سوراخ میں ایڈجسٹ کیا، سوئی انتہائی باریک تھی، اس لئے وہ پرویئر کی کھڑکی میں اترتی ہوئی سوئی کے اندر موجود باریک سوراخ میں غائب ہو گئی، اب یوں لگ رہا تھا جیسے کھڑکی میں اترتی ہوئی سوئی بھی سرخ کے ساتھ فٹ ہو، عمران نے آہستگی سے سرخ میں موجود محلول کو پریس کرنا شروع کر دیا، سرخ ایسے تو محلول سے بھری ہوئی تھی لیکن جب اس کا ایک تہائی حصہ خالی ہو گیا تو عمران نے اس کے ہینڈل سے الگو تھا ہٹا لیا اور سرخ کو واپس پھینچ لیا، اس کے بعد اس نے وہی کیپ پر پہلے سرخ پر چڑھی، کوئی تھو دو بارہ سوئی پر چڑھائی اور سرخ پائس کھڑے صفدر کے ہاتھ میں دے کر اس نے وہی دستہ اٹھایا اسے احتیاطاً سے دوبارہ سوئی کے سرے پر رکھ کر پتھر کی

کو ذری طور پر صحت مند کرنے کا عمل شروع کر دیتا ہے۔ عام طور پر اسے دماغ کے اندر چوٹ لگ جاتے کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اب اگر میں یہی معمول دوبارہ پروفیسر کے دماغ کے اس حصے میں انجیکٹ کر دوں تو پروفیسر دوبارہ اسی حالت میں آجائے گا۔ یہ باکس اس لئے میں نے ساتھ رکھا تھا کہ اگر کسی کو دماغی چوٹ لگ جائے تو اس کا بروقت علاج ہو سکے۔

عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا:

”قرب تم اس پروفیسر کو کس طرح ٹریٹ کرنا چاہتے ہو؟ جولیائے پوچھا۔

”دیکھو ابھی یہ ہوش میں آجائے گا۔ اس کے بعد اس کی ذہنی کیفیت کو مد نظر رکھ کر ہی کوئی پلاننگ کی جاسکتی ہے۔“

عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد پروفیسر کے جسم میں حرکت محسوس ہونے لگ گئی اور وہ سب پروفیسر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

عمران اٹھ کر پروفیسر کے بالکل سامنے آکر باقاعدہ آلتی پالتی مادرِ بچہ لگا جبکہ باقی لوگ سائیڈوں پر بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ وہ چند لمحوں تک خالی خالی نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں لکھنت چمک سی ابھرائی لیکن سب سے دیکھا کہ اب اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک میں وہ تیزی نہ تھی جو اس سے پہلے محسوس ہوتی تھی۔ پروفیسر چند لمحے آنکھیں سکڑنے عمران کو دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں بند

طرح گھمانے لگا۔ اس کے بعد اس نے پوری قوت سے جھٹکا دے کر کھوپڑی میں اتاری ہوئی سوئی کو باہر کھینچ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا جیسے اس کے کانہ حلق پر لدا ہوا شئی بوجھ اتر گیا ہو۔

”یہ تم نے کیا کیا ہے۔“ کچھ نہیں بھی تو بتاؤ۔“

جولیائے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”میں نے اس کے ذہن کے اس حصے کو بیکار کر دیا ہے جس کی مدد سے یہ مادرِانی علوم میں اس قدر درست رکھتا تھا۔ اب یہ صرف سائنسدان ہے۔ اس طرح یہ آسانی سے کنٹرول میں آجائے گا اور اگر ہو سکا تو پانچیشہ کے کام بھی آتا رہے گا۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ لیکن کیا تمہیں پہلے سے پروفیسر کے متعلق معلوم تھا جو تم یہ عجیب و غریب سامان ساتھ لے آئے تھے۔“

جولیائے نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ارے نہیں جولیائے۔ ابھی میں تو نیرنگی طرح اتنا عقلمند نہیں ہوا۔ یہ سامان تو دماغ کے آپریشن کے کام آتا ہے۔ اس سرجن میں جو معمول ہے یہ بیک وقت دو طرح کام کرتا ہے۔ اگر اسے صرف صحت مند ذہن میں انجیکٹ کر دیا جائے تو یہ اس حصے کے خلیات کو نہ صرف توڑ پھوڑ دیتا ہے بلکہ اُنہ کے لئے ان کی نشوونما بھی روک دیتا ہے۔ لیکن اگر اسے ایسے حصے میں انجیکٹ کیا جائے جو ذہنی ہویا ٹوٹا چھوٹا ہو تو پھر یہ اس

ہو گئیں۔ اس نے ایک بار پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھا لیکن اس بار پہلے سے کہیں زیادہ جلدی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے بند ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی پردیصر کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار اُبھر آئے۔

”یہ۔۔۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ میرا دماغ کام ہی نہیں کر رہا۔۔۔“ پردیصر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔
 ”یہ ناؤ شنگو جھنگلو کا معاملہ ہے مگر کسی کامیاب معصوم استمال جانتا ہے۔ اس نے مگر ہی تمہارے سر پر ایسی جگہ ماری ہے کہ اب تم صرف مادی سائنسدان رہ گئے ہو۔ اکلٹ سائنس دان! خانہ چمک گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ پردیصر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں جیسے عمران سے چپک کر رہ گئیں اور پھر سب لوگوں نے عجیب تاثر دیکھا۔ وہ دو فوجی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس طرح ایک دوسرے کو گھور رہے تھے جیسے جانی دشمن اچانک آمناسا منا ہونے پر ایک دوسرے کو گھورتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عمران کی آنکھیں سکھونے لگ گئیں اور اسی لمحے پردیصر کی آنکھوں میں غیر محسوس سا پھیلاؤ آئے دگا۔ اس کی آنکھوں میں موجود چمک بھی پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ معدم ہوتی جا رہی تھی۔

”پردیصر برسکی تمہارا ذہن میرے کنٹرول میں ہے۔۔۔“ عمران کے منہ سے اچانک انتہائی سرد آواز نکلی۔
 ”ہاں میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرا ذہن تمہارے کنٹرول میں ہے۔۔۔“ پردیصر کے حلق سے منمناتی ہوئی آواز نکلی۔

”صرف محسوس نہیں بلکہ تمہارا ذہن مکمل طور پر میرے کنٹرول میں ہے۔“ عمران کا ہجو یکلفت ٹھکانا ہو گیا۔
 ”ہاں میرا ذہن مکمل طور پر تمہارے کنٹرول میں ہے۔“ اس بار پردیصر کا ہجو اور دہا ہوا تھا۔

”تم میرے احکامات کی تعمیل کرو گے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں میں تمہارے احکامات کی تعمیل کروں گا۔“ پردیصر نے جواب دیا۔
 ”تم یہاں سے سیدھے اڈے میں واپس جاؤ گے۔ وہاں تم میں آئی سیکشن میں ڈی بی ڈی کو ایسی جگہ نصب کر دو گے جہاں کسی کی نظر نہ پڑ سکے اور کوئی تمہیں اسے نصب کرتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گا۔“ پردیصر نے جواب دیا۔

”اب میں تمہیں بار تالی بجاؤں گا اور تم مشور میں آیاؤ گے لیکن تمہارے ذہن میں میرے احکامات موجود رہیں گے اور بھارا شور مشور میں آنے کے باوجود میرے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔“ عمران نے اسی طرح ٹھکانا بیچے میں کہا۔

”ہاں میرا لشور تمہارے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔“
 پروفیسر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دونوں
 ہاتھ اٹھا کر تین بارت نامی بھائی تو پروفیسر کے پورے جسم کو
 ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی پھیلی ہوئی انگلیوں تیزی
 سے نازل ہونے لگیں۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے پہلی بار
 ہوش میں آیا ہو۔

”پروفیسر برسی تم دنیا کے صوبے سے بڑے سائنسدان
 کہلاتے ہو اس لئے میں نے تمہیں کوئی نہیں ماری ورنہ تم جس
 طرح ہمیں ہلاک کرنے آئے تھے میں ایک تو کیا تمہارا پورا جسم
 گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔

”تت۔ تت۔ تت تم عمران جو مجھے یاد ہے میں نے تمہارے
 ذہن پر زبردست دباؤ ڈالا تھا۔ پھر تم کیسے بچ گئے؟“
 پروفیسر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”دراصل میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ بڈھی کا
 بنا ہوا ہوں۔ بہر حال اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے سچ سچ بتا دو گے
 کہ یہ اڈہ کن مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے تو میں تمہیں زندہ
 چھوڑ دوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”کونسا اڈہ۔ کس اڈے کی بات کر رہے ہو؟“
 پروفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہی جس میں پچاس پچاس فٹ لمبے میزائل لانچرز نصب
 کئے جا رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اڈہ نہیں یہ تفصیل کیسے معلوم ہوئی؟“ پروفیسر
 کے ہلچے میں واقعی شدید حیرت تھی۔

”میں علم نجوم جانتا ہوں۔ اس میں حساب کتاب نہیں کرنا
 پڑتا۔ بس کسی ستارے کو دم سے پکڑا اور ستارے صاحب نے
 فرز سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ تم میرے سوال کا جواب دو؟“
 عمران نے طنز بھری نگاہ میں کہا۔

”تمہارا تعلق ایشیا کے کس ملک سے ہے؟“ پروفیسر
 نے ہونٹ بھیجیتے ہوئے پوچھا۔

”میں جانتا ہوں کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ لیکن مجھے جھوٹ
 بولنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ تمہارا یہ مشن
 برصغیر کے خلاف بھی ہوا تب بھی میں تمہیں یہاں سے
 زندہ اڈے تک جانے دوں گا اور اڈے میں داخل ہونے
 تک تمہیں کچھ نہ کہا جائے گا۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ تمہارا
 مسئلہ نہیں ہے؟“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

”ہو نہ۔ تم واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار
 آدمی ہو۔ بہر حال میں بتا دیتا ہوں۔ ہمارا مقصد ایشیا کے ایک
 اسلامی ملک پاکیشٹان میں قائم شدہ اٹمی اڈے پر میزائل فائر کرنا
 ہے۔“ پروفیسر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تمہارا مشن کب مکمل ہو رہا ہے؟“ — عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا کام باقی ہے۔ اس کے بعد پاکیشیا کا وہ انٹیمی اڈہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا۔“ — پرو فیئر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تعاون کا شکریہ۔ جوزف پرو فیئر صاحب کو کھول دو اور انہیں اڈے تک زندہ جانے دو۔“ — عمران نے کہا اور جو نصف سر ملتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے پرو فیئر کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں کھولتی مشروح کر دیں۔ چند لمحوں بعد پرو فیئر آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہوتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا واقعی تم اپنا وعدہ پورا کر دے گے۔ کہیں تم میری پشت میں تو گولیاں نہیں مارو گے؟“ — پرو فیئر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اسے زندہ واپس جانے دیا جائے گا۔

”ہاں میں نہ صرف اپنا وعدہ ہی پورا کروں گا بلکہ تمہیں ایک تحفہ بھی دے رہا ہوں۔ آخر تم عظیم سائنسدان ہو اور مجھ سے زیادہ سائنسدانوں کا قدر دان اور کون ہو سکتا ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کریم کی تہہ والے کاغذ کا لپٹا ہوا بندل پرو فیئر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”یہ ڈبلیو ڈبلیو ہے پرو فیئر لیکن تم اسے اڈے کے اندر جا کر کھلو گے، پہلے نہیں؟“ — عمران کا ہجو یکلفت ٹھکانا ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔“ — میں اسے اڈے کے اندر جا کر کھولوں گا پہلے نہیں؟“ — پرو فیئر نے کہا اور پکیٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

”ناواشنگو تم پرو فیئر کے ساتھ جاؤ اور اسے اڈے تک چھوڑ کر واپس آؤ لیکن سنو تم نے پرو فیئر کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔“ — عمران نے ایک طرف کھڑے ناواشنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو حکم آقا عمران؟“ — ناواشنگو نے جواب دیا اور پھر وہ پرو فیئر کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”تم نے ناواشنگو کو کیوں ساتھ بھیجا ہے؟ کیا پرو فیئر خود نہیں جا سکتا تھا؟“ — ان کے درختوں میں غائب ہوتے ہی جویا نے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے پرو فیئر میں اڈے میں جانے کی بجائے پوائنٹ ٹو جیسے کسی اور اڈے میں چلا جائے۔ یہیں تو معلوم نہیں ہے کہ اس جیسے اور کتنے اڈے یہاں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب تک ناواشنگو اسے چھوڑ کر واپس آئے گا اس وقت تک اتنا وقفہ پرو فیئر برسی کی کوئل جائے گا کہ وہ ڈبلیو ڈبلیو کو میزائل سیکشن میں نصب کرے چنانچہ واپسی

پر ہم ریموٹ کنٹرول سے ڈبلیو ڈبلیو کو چارج کر دیں گے اور یہ خوفناک آڈہ ہمیشہ ہیڈ کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا؟ عمران نے دھناحت کرتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ پروڈیوسر برسکی کو آپ پاکیشیا نے جانیں گے اور جبکہ پروڈیوسر اڈے کے اندر ہوگا تو اڈے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ختم ہو جائے گا؟“ — صفحہ ۳۳۷

”نال پہنے میرا ارادہ یہی تھا لیکن جب میں نے پروڈیوسر کے ذہن میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ پروڈیوسر دراصل جعلی یہودی النسل ہے اور اس کے ذہن میں مسلمانوں کے لئے اس قدر شدید نفرت موجود ہے جسے مکمل طور پر داکش نہیں کیا جاسکتا اس لئے مجبوراً مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا، اس طرح اس اڈے کے ساتھ ساتھ اس پروڈیوسر سے بھی مسلمانوں کی جان چھوٹ جائے گی ورنہ اگر یہ بچ کر دوبارہ روسیہ یا اسرائیل پہنچ جاتا تو پھر پاکیشیا کے خلاف کسی منصوبے پر کام شروع کر دیتا۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر اس قدر بڑے سائنسدان کی موت پر افسوس ہوگا، لیکن جو شخص چاہے کتنا بڑا کیوں نہ ہو جہاں میرے ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہوگا وہاں اسے بہر حال مرنے پڑے گا۔“

عمران نے اس قدر سرد چہرے میں کہا کہ اس کے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی ہلکی سی ہلر دوڑ گئی۔
 ”ہو سکتا ہے اڈے کے اندر کوئی ایسی مشین موجود ہو جو

ڈبلیو ڈبلیو کو چیک کر لے۔ بہر حال وہاں راسکوف تو موجود ہے۔ اس بار کمیشن ٹشیں نے کہا۔
 ”ایسی کوئی مشین نہیں ہے۔ میں نے مارٹینا سے تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ البتہ ایسا کسٹم ہے کہ باہر سے اندر کوئی نہیں جاسکتا لیکن اندرونی طور پر ایسا کوئی نظام نہیں رکھا گیا کیونکہ انہیں مکمل یقین تھا کہ ان کے انتظامات کی وجہ سے کوئی غیر آدمی اندر داخل نہیں ہو سکتا۔“ — عمران نے صرطاتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ پروڈیوسر کنٹرول میں نہ آتا یا باہر ہی نہ آتا تو پھر تم نے اندر جانے کا کیا پروگرام بنایا تھا؟“ — جولیانے کہا۔
 ”آخری صورت یہی تھی کہ میں ڈبلیو ڈبلیو کو اس اڈے کے اوپر رکھ کر فائر کر دیتا، اس طرح پورا آڈہ تو شاید تباہ نہ ہوتا لیکن راستہ بہر حال بن جاتا لیکن اندر سے باہر مار کرنے کے لئے انہوں نے چھوٹے میزائل رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں ڈبلیو ڈبلیو کی تباہی سے بچنے کے لئے کافی دور سے اسے فائر کرنا پڑتا اور پھر جب ہم دیاں پہنچتے تو وہ لوگ اس دوران سنبھل چکے ہوتے اس لئے بہر حال اس میں سو فیصد رسک تھا لیکن اگر اور کوئی صورت نہ نکلتی تو یہ رسک لینا ہی پڑتا۔“ — عمران نے جواب دیا۔

اس طرح کی باتوں میں انہیں وقت کا بھی احساس نہ ہوا اور پھر انہیں ناواشنکو تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آنا دکھائی دیا تو

وہ سب چونک پڑے۔

”پروفیسر اڈے کے اندر چلا گیا ہے؟“ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں آقا عمران — وہ میرے سامنے جھاڑی کے اندر غائب ہو گیا ہے۔“ — ناداشنگو نے قریب اکثر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پھر اس خوفناک اڈے کا خاتمہ کب ہی دیا جائے۔“ عمران نے کہا اور اس نے جیب سے کرومیم کی تہہ والے کاغذ میں لپٹا ہوا پیکیٹ نکالا اور اس کی تہہ کھولنے لگا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی طاری تھی جبکہ باقی ساتھی بھی سنجیدہ چہرے لئے خاموش کھڑے تھے۔ کاغذ کی تہہ میں موجود ڈبلیو کا ریوٹ کمزور نکال کر اس نے کاغذ کو ایک طرف پھینک دیا اور وہ سب غور سے اس چھوٹے سے آلے کو دیکھنے لگے جس کے اندر اس قدر خوفناک اڈے کی تباہی پوشیدہ تھی۔ جسے ناقابل تہیج بنانے کے لئے روسیاء نے اپنی طرف سے اڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اور پھر عمران نے ریوٹ کمزور کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا احمق آدمی، وہ سمجھ رہا تھا کہ پروفیسر برسکی اس ڈبلیو ڈبلیو کی تباہ کاریوں کو نہیں جانتا اور میں اپنے ہی ہاتھوں اس عظیم اڈے کو تباہ کر دوں گا۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ اب اسے معلوم ہو جائے گا کہ پروفیسر برسکی کیا ہے؟“ — دفتر کے انداز میں بچے ہوئے کمرے میں بیٹھے پروفیسر برسکی نے متہقہ لگاتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھا نہیں آپ کی بات؟“ — سامنے بیٹھے ہوئے واسکوف نے چونک کر پوچھا۔ وہ دونوں ابھی دفتر میں پہنچے تھے۔ پروفیسر برسکی جیب واپس اڈے میں داخل ہوا تو واسکوف دیر ہو جانے کی وجہ سے بے چینی کے عالم میں انٹرنس میں ہی ٹپل رہا تھا۔ اس نے پروفیسر سے حالات پر پوچھنے کی کوشش کی لیکن پروفیسر نے صرف اس قدر بتایا کہ اس نے واپس

آستے ہوئے ناروف اور اس کے دو ساتھیوں کی فاشیں جھاڑیوں میں پڑی دیکھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے کچھ نہ بتایا اور پھر وہ سجائے اپنے میکشن میں جانے کے سیدھا راسکوف کے دفتر میں آگیا۔ وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ دفتر میں پہنچ کر بھی راسکوف نے پروفیسر سے کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن پروفیسر نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اسے خاموش رہنے کے لئے کہا اور اب اچانک پروفیسر نے قہقہہ لگاتے ہوئے ایسی بات کر دی کہ راسکوف بری طرح چونک پڑا۔

تم پوچھ رہے تھے کہ باہر کیا ہوا۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا ہوا۔ میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک کالا سا خوفناک سایہ مجھ پر ڈٹ پڑا۔ میں نیچے گر پڑا۔ وہ کالا سایہ ایک گرائڈل جیٹ تھا۔ اس نے مجھے نیچے گرا کر مجھے نکل مارنا چاہا مگر میں نے اس کا ذہن کنٹرول کر لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ ناداشکو بھی وہاں موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور جب مجھ پر وہ جیٹ حملہ آور ہوا تو اس وقت میں نے اپنے سے کچھ دور عقب میں مشین گن کی فائرنگ کی اور اس میں سے ایک گولی کا شکار ہو رہے ہیں۔ پھر جب میں نے ناداشکو کو دیکھا تو میں نے اسے بھی کنٹرول میں کر لیا۔ اب اس کے بعد میں نے ناداشکو کو حکم دیا کہ وہ اس جیٹ کو گولی مار دے لیکن اچانک وہ جیٹ میرے

کنٹرول سے نکل گیا۔ اس نے حیرت انگیز طور پر ناداشکو کو بھی ضرب لگا کر نیچے گرایا اور مجھے بھی، پھر وہ چونکہ میری طرف سے پشت کر کے دوڑ پڑا تھا اس لئے میں اس کا ذہن کنٹرول نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے مشین پٹل سے اس پر فائر کرنا چاہا لیکن اسی لمحے وہ ناداشکو مجھ سے اٹھکرایا اور میں دوبارہ گر پڑا۔ پھر میں نے ناداشکو کو اپنی ذہنی طاقت سے اچھال کر ایک طرف پھینک دیا۔ اسی لمحے وہ عمران میرے سر پر پہنچ گیا۔ وہ خاصے طاقتور ذہن کا مالک ہے لیکن ظاہر ہے میرا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے اس پر براہ راست دباؤ ڈال کر اس کا ذہن پھاڑنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن ٹینک ہو گیا۔ وہ گر پڑا۔ ابھی میں اپنے ذہن کو سنبھال ہی رہا تھا کہ اچانک میرے سر پر خوفناک ضرب لگی اور پھر مجھے جوش ڈھجھب مجھے جوش آیا تو میں رسیوں سے ایک درخت سے جکڑا ہوا تھا اور وہ عمران میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے دوسرے ساتھی ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے پھر اپنے ذہن کو حرکت دی لیکن یہ عکسوں کے حیران رہ گیا کہ میرے ذہن کی طاقت اُدھی رہ گئی تھی۔ اسی لمحے میں نے عکسوں کی کہ عمران میرے ذہن کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے لیکن اسے میری اصل ذہنی طاقت کے بارے میں اندازہ نہ تھا۔ بہر حال اس اُدھی طاقت سے میں اس کا ذہن کنٹرول میں نہ کر سکتا تھا تو وہ بھی میرے ذہن کو کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ میں نے فوری طور پر یہی سوچا

کہ اس طرح ظاہر کر دل کہ یہ عمران ہی سمجھے کہ میرا ذہن اس کے کنٹرول میں آگیا ہے۔ وہی ہوا کہ مجھے حکم دینے لگا کہ میں ہمیشہ اس کے کنٹرول میں رہوں گا۔ پھر اس نے مجھے واپس اڈے میں جانے کا حکم دیا اور ساتھ کہا کہ میں ڈبلیو ڈبلیو اپنے ساتھ لے جاؤں اور اسے میزائل سیکشن میں ایسی جگہ نصب کروں جہاں سے کوئی دسرا بھی اسے نہ دیکھ سکے اور مجھے نصب کرتے بھی کوئی نہ دیکھ سکے۔ میں نے اسے یقین دلادیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ ایسا میں نے اس لئے کیا تھا کہ اس طرح سے وہ لازماً مجھے چھوڑ کر اڈے کے اندر آنے کا موقع دیتا۔ پھر اس نے مجھے اپنے طور پر شعوری کنٹرول سے آزاد کر کے ڈبلیو ڈبلیو کا پیکٹ جو کہ رویم کی تہہ والے کاغذ میں لپٹا ہوا تھا یہ کہہ کر دیا کہ اس کی طرف سے تحفہ ہے میں چونکہ اس دوران اس کا ذہن بھی پڑھ چکا تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ یہ تحفہ کیوں دے رہا ہے۔ پھر اس نے نانا شنکو کو میرے ساتھ بھیج دیا تاکہ میں کسی اور اڈے پر نہ جاؤں اور نانا شنکو کے واپس جاتے تک وہ اندازہ لگانے کہ میں اسے میزائل سیکشن میں نصب کر چکا ہوں گا لیکن میں نے بتایا ہے کہ اس نے میرے ذہن کے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔ عمران انتہائی طاقتور ذہن کا مالک ہے۔ اس لئے میں اس پر تو کنٹرول نہ کر سکتا تھا لیکن نانا شنکو جیسے احمق کو تو میں پھر بھی کنٹرول کر سکتا تھا چنانچہ میں نے اس کی چال اس پر ہی الٹ دینے کا پلان بنایا۔ اڈے پر پہنچ کر میں نے اس نانا شنکو کے ذہن کو کنٹرول میں کیا اور

پھر وہ ڈبلیو ڈبلیو اسے دے کر حکم دیا کہ وہ اسے جیب میں رکھ کر واپس اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس جائے اور انہیں صرف اتنا بتائے کہ میں اس کے سامنے اڈے کے اندر چلا گیا ہوں اور اس پیکٹ کے متعلق کچھ نہ بتائے۔ چنانچہ وہ نانا شنکو چلا گیا۔ اس لئے میں وقت دیکھ رہا تھا کہ وہ کتنی دیر میں واپس پہنچے گا۔ اب وہ احمق عمران اپنے طور پر تو اس ریموٹ کنٹرول کو آپریٹ کر کے یہ سمجھ کر ڈبلیو ڈبلیو کو فائر کرے گا کہ ڈبلیو ڈبلیو میزائل سیکشن میں نصب ہے اور اس طرح وہ اس اڈے کو تباہ کر دے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہوگا کہ ڈبلیو ڈبلیو تو اس کے قریب کھڑے نانا شنکو کی جیب میں موجود ہے۔ اس طرح ڈبلیو ڈبلیو تو ضرور چلے گا لیکن اڈے کی بجائے اس عمران اور اس کے ساتھی ہی دروں میں تبدیل ہو جائیں گے! — پر دھیر بڑھکا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویل ڈن پر دھیر — اب نے تو کمال ذہانت سے کام لیا ہے۔ اس طرح ہمارا اڈہ بھی بچ جائے گا اور یہ لوگ بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ ویل ڈن پر دھیر میں آپ کی ذہانت اور عقلت کو سلام کرتا ہوں۔“ — راسکوف نے بے پناہ مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن ابھی تک دھماکے کے اثرات یہاں تک نہیں پہنچے ڈبلیو ڈبلیو جس قدر طاقتور ہے اس کے پھٹنے سے تو پورے اڈے میں زلزلہ سا آجاتا۔“ — پر دھیر نے ہونٹ

چہ جاستے ہوئے کہا۔

”اڈھ تو شاگ پر دف ہے پرو فیسر۔ لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ اثرات تو ضرور ہی محسوس ہونے چاہئیں؟“ راسکوف نے کہا۔

”میرے خیال کے مطابق تو اب تک دھماکہ ہو جانا چاہیے ٹھیک ہے۔ مجھے ایک بار پھر باہر جانا پڑے گا۔“ پرو فیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اڈھ نہیں پرو فیسر۔ آپ کو باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پوائنٹ ٹو پر ایسی مشین موجود ہے جسے اگر اُن کیا جائے تو وہ پوائنٹ ٹو کے دھانے کے ارد گرد کا منظر اور اگر ہم چاہیں تو اندر کا منظر بھی دکھا سکتی ہے۔ ایسے میسے ساتھ بس تھوڑی سی دیر لگے گی اسی مشین کو چلانے میں لیکن ہم باہر گئے بغیر سب کچھ چیک کر سکیں گے۔“ راسکوف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اڈھ اگر ایسی بات ہے تو زیادہ بہتر ہے۔“ پرو فیسر نے صرطانتے ہوئے کہا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے ریوٹ کنٹرول کے اُن ہونے والا جن دہانیا۔ ریوٹ کنٹرول پر وہ بلب پیارک دینے لگا جو خفا ہو کر تھکا کر ڈیلیو ڈیلیو بالکل درست حالت میں ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اس بلب کے پیارک کرتے ہی عمران کے لبوں پر قاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

”ہاں جی۔ اب مشن مکمل ہو ہی جائے۔“ عمران نے گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دم سادھے خاموش کھڑے ریوٹ کنٹرول کو دیکھ رہے تھے۔ ایک طرف ناواشنکو بھی غلاموں کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا۔ ”میں تین تک گنتی گنوں گا اور تین کی گنتی ختم ہوتے ہی یہ خوفناک اڈھ ختم ہو جائے گا جو اس لئے بنایا گیا تھا کہ پاکیشا کو تباہ کر سکے۔“ عمران نے انہماکی سے غیہہ پہنچے میں

کہا اور پھر اس سے باقاعدہ گفتنی شروع کر دی۔ گفتنی شروع ہوتے ہی سب ساتھی مسکایا بھول ہی گئے۔ عمران نے تین لمبے گنگنے کے بعد ریوٹ کنٹرول کے اس بٹن پر انگلی رکھ کر اسے پریس کر دیا۔ جس کے پریس ہوتے ہی خوفناک حد تک طاقتور ڈبلیو ڈبلیو فائر ہو جانا تھا۔ لیکن فائر بٹن پریس کرتے ہی عمران بڑی طرح چونک پڑا کیونکہ فائر بلیب اُن نہ ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ فائر کرنے والی ریز ڈبلیو ڈبلیو کی فائرنگ مشین تک نہیں پہنچ رہی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔“
عمران نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔
”فائر نہیں ہو رہا۔ کیا مطلب؟“ مصدقہ نے چونک کر پوچھا۔

”ڈبلیو ڈبلیو تو درست حالت میں ہے لیکن یہ فائر نہیں ہو رہا اس لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کوئی تکنیکی خرابی پیدا ہو گئی ہے یا کر دی گئی ہے۔ پھر آخر یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔“ عمران کے بچے میں شدید الجھن تھی۔

”ہو سکتا ہے اس پر دفیئر نے اسے کسی ایسی چیز میں رکھ دیا ہو کہ فائر نہ ہو سکے۔“ آخر وہ بھی بہت بڑا سائنسدان ہے؟ جویا نے کہا اور دوسرے لمحے عمران بڑی طرح اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ حماقت ہو گئی۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا۔“ عمران نے بڑی طرح ہونٹ چباتے

ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوٹ کنٹرول کو اُن کر دیا۔

”کیا ہوا۔ کچھ ہیں بھی تو بتائیے۔۔۔ سب ساتھیوں نے چونک کر کہا۔

”اس احمق پر دفیئر نے ڈبلیو ڈبلیو کو کریم کی تہہ والے کاغذ سے نکالے بغیر ویسے ہی آپس رکھ دیا ہے اور اس کریم کی تہہ والے کاغذ کی وجہ سے فائرنگ ریز اس تک نہیں پہنچ رہی۔ اوہ واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے اس کاغذ سے علیحدہ کر کے دینا پڑا ہے تھا۔“ عمران نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور سب کے حلق سے طویل سانس نکال گئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈبلیو ڈبلیو بھی ہاتھ سے گیا اور اوہ بھی تباہ نہ ہو سکا۔ اب کیا کرنا ہے؟“ جویا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب خود جاکر اوہ تباہ کرنا پڑے گا اور کیا کریں؟“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ ناداشنگو سے مخاطب ہو گیا۔

”ناداشنگو تم جنگلوں کے محافظ ہو۔ کوئی ایسا راستہ بتاؤ جس سے ہم اوہ کے اندر پہنچ سکیں۔“ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

”آقا عمران۔۔۔۔۔۔۔۔“ ناداشنگو نے سر اٹھا کر

میں تھا۔ عمران نے ایک جھٹکا دے کر ناواشو کو ایک طرف کیا اور جلدی سے مصفر کے ہاتھوں سے ڈبلیو ڈبلیو نے لیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔

”اُدھ خدا کی پناہ اگر یہ چھٹ جاتا تو اُدھ کی بجائے ہمارے جسموں کے ذرات فضا میں بکھر جاتے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ڈبلیو ڈبلیو ہمارے پاس کھڑے ناواشو کی جیب میں موجود ہونگا لیکن خدا کا شکر ہے کہ جو حماقت مجھ سے ہوئی تھی وہی حماقت اس پر و فیئر برسی سے بھی سرزد ہوئی اور اس حماقت کی وجہ سے اس وقت ہم زندہ سلامت کھڑے ہیں۔“

عمران نے بے اختیار بٹے لیے سانس لیتے ہوئے کہا۔
”لیکن یہ تو تم نے پر و فیئر کو دیا تھا۔ یہ اس کے پاس کیسے پہنچ گیا۔“ جولیا نے خوف اور حیرت کے ملے جلے ہنسنے میں پوچھا۔

”میں نے پر و فیئر کی ذہنی طاقت کا انتہائی غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ میری توقع سے بھی کہیں زیادہ طاقتور ذہن کا آدمی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے اتنا ملوئی اس کی کھوپڑی میں انجیکٹ کیا تھا کہ اس کی ذہنی طاقت ختم ہو گئی تھی لیکن وہ چونکہ زیادہ طاقتور تھا اس لئے اس کی طاقت پوری طرح ختم نہ ہوئی تھی۔ البتہ وہ میرے ذہن پر کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ اور یقیناً اس نے مجھے ڈاج دیا کہ وہ میرے ذہن کے کنٹرول میں آ گیا ہے لیکن ایسا نہ تھا۔ اس طرح وہ یہاں سے پرجھک چلا

عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے قریب سے جب ناواشو کی آنکھوں میں جھانکنا تھا تو اسے فوراً معلوم ہو گیا تھا کہ ناواشو کا ذہن کنٹرولڈ ہے۔ اس کی آنکھیں اس کا صاف پتہ دے رہی تھیں۔ عمران نے یہ احساس ہوتے ہی اس کے ذہن کو ٹیٹون شروع کر دیا اور شاید اسی لئے ناواشو بات کرتے کرتے رک گیا تھا۔ دوسرے لمحے عمران کے چہرے پر شدید سراسیمگی کے آثار پھیلنے چلے گئے۔ اس نے نظریں ناواشو کے چہرے سے ہٹائیں اور تیزی سے ناواشو پر چھٹ پڑا۔ دوسرے لمحے ناواشو اس کے سینے سے جکڑا کھڑا تھا۔

”کیا۔ کیا ہوا۔“ سب لوگ عمران کی اس حرکت سے بُری طرح چونک پڑے۔

”مصفر اس کی جیب سے ڈبلیو ڈبلیو نکال لو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے جرح کر کہا۔ اور عمران کا یہ فقرہ سارے ساتھیوں پر ہم بن کر گرا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ ڈبلیو ڈبلیو اور اس کی جیب میں۔“ مصفر جیسے آدمی نے بھی بُری طرح بوکھلائے ہوئے ہنسنے میں کہا۔

”جلدی کرو۔ نکالو اسے۔“ عمران نے تیز بولے میں کہا تو مصفر ناواشو پر چھٹ پڑا اور دائمی چند لمحوں بعد کرومیک کی تہہ والے کانڈ میں پٹشا ڈبلیو ڈبلیو اس کے ہاتھوں

ہوئے کہا۔

”مجھے یہ تم کیا کہہ رہے ہو اُقا عمران۔ ناواشوگ سے زیادہ جنگلوں کو کوئی جان سکتا ہے۔“ ناواشوگ نے کہا، بُرا سامن بناتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر تم نے اب تک مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ مقدس چشمہ کہاں موجود ہے؟“ عمران نے کہا۔

”اودہ مقدس چشمہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا، یہ راز تو صرف میں جانتا ہوں۔ میں ناواشوگ۔ اور یہ راز اس قدر مقدس ہے کہ میں اس کو کسی طرح بھی کسی کو نہیں بتا سکتا کیونکہ اس چشمے کی وجہ سے تو مگڑی کا مقدس جنگل زندہ ہے؟“ ناواشوگ نے انتہائی حیرت جبرے بلجے میں کہا۔

”تمہارے اس مقدس چشمے کا پانی وہ سفید نام استعمال کر رہے ہیں، انہوں نے اس چشمے کو نہ صرف ڈھونڈ لگا لاپے بلکہ پانیوں کی مدد سے وہ اڈے کے اندر لے گئے ہیں۔ تمہارا یہ مقدس پانی ان خوفناک میز آٹوں کی تنصیب میں کام آکر رہا ہے۔“ عمران نے اسے اگسائے کے لئے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اودہ۔ اودہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں ہو سکتا، اس کا پانی کوئی آدمی استعمال نہیں کر سکتا، یہ مقدس چشمہ ہے۔“ ناواشوگ نے انتہائی غصیلے بلجے میں کہا۔

”اُو پھر مجھے دکھاؤ کہاں ہے وہ چشمہ، میں نہیں ابھی

گیا اور پھر اس نے ناواشوگ کے ذہن کو کنٹرول کر کے یہ ڈیو ڈیو اس کی جیب میں منتقل کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق اہلار نہ کرے لیکن ہماری قسمت اچھی تھی کہ پروفیسر کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ وہ اسے کاغذ سے نکال کر دے۔ اگر وہ ایسا کر لیتا تو فائر مین پریس ہوتے ہی ہم سب ختم ہو جاتے؟ عمران نے کہا اور اس کی بات سننے ہی ایک بار تو سب سائیکل کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ناواشوگ اب بھی ایک طرف سر جھکائے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کا اس سارے واقعہ سے کوئی تعلق نہ ہو، عمران چند لمحوں خاموش کھڑا سوچتا رہا پھر وہ ناواشوگ سے مخاطب ہوا۔

”ناواشوگ میری طرف دیکھو۔“ عمران نے تیز بے میں کہا اور ناواشوگ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا، اور دوسرے لمحے اس کی پکیں بھی جھپکنا بند ہو گئیں۔ وہ ایک ٹک عمران کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا، ہتھوڑی دیر بعد عمران نے ایک جھٹکے سے نظریں ہٹائیں تو ناواشوگ بُری طرح چونک کر اودھراؤ میں دیکھنے لگا۔

”اودہ اُقا عمران۔ میں واپس کیسے اور کب آیا ہوں، میں تو اس پروفیسر کے ساتھ گیا تھا۔“ ناواشوگ نے حیرت جبرے بلجے میں کہا۔

”تم اچھے جنگلوں کے محافظ ہو ناواشوگ، کہ تمہیں جنگلوں کے بارے میں بھی علم نہ ہے؟“ عمران نے مسکراتے

ثابت کر دیتا ہوں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ : —
 عمران نے کہا۔

”نہیں آتا عمران۔ میں اس چٹے تک کسی غیر کو نہیں
 لے جاسکتا۔ بتیں بھی نہیں۔ یہ مقدس چشمہ ہے۔ صرف میری
 ذات وہاں تک جاسکتی ہے۔“ ناواشنگٹن نے انکار میں
 سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا تمہاری مرضی؟“ عمران نے منہ بناتے ہوئے
 کہا اور ناواشنگٹن کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

”آتا عمران تم سچ کہہ رہے ہو کہ ان سفید ناموں نے مقدس
 چشمے کے پانی کو مستحالی کیا ہے؟“ ناواشنگٹن نے چند لمحے
 خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں میں درست کہہ رہا ہوں۔ جاؤ جا کر دیکھ لو۔“
 عمران نے کہا۔

”مجھے جانا ہوگا اور اگر ان سفید ناموں نے ایسا کیا ہے تو
 پھر ناواشنگٹن سے ایسا انتقام لے گا کہ ان کی نسلیں بھی ختم
 ہو جائیں گی مگر ناواشنگٹن کا انتقام ختم نہ ہوگا۔“ ناواشنگٹن
 نے عزت سے کہا۔

”کیسے لوگ انتقام؟ وہ تو اڈے کے اندر بند ہیں اور اڈے
 میں کوئی جاسکتا۔“ عمران نے بڑے طنز سے کہہ
 میں کہا۔

”کوئی جائے یا نہ جائے ناواشنگٹن ہر حال جاسکتا ہے۔“

ناواشنگٹن کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ میں جا رہا ہوں۔
 ناواشنگٹن نے تیز بچھے میں کہا اور تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا
 جدھر اڈہ تھا۔

”بچھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم اڈے کے اندر گئے ہو؟“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں آتا عمران۔ لیکن ایک
 راستہ ایسا ہے جس کا علم ان سفید ناموں کو بھی نہیں۔
 وہ مقدس راستہ ہے۔ اس میں سے صرف میں گزر سکتا ہوں۔“
 ناواشنگٹن نے کہا۔

”تم اس راستے کی بات کر رہے ہو جو درخت کے کھوکھلے
 تنے سے جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اڈہ
 ناواشنگٹن اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ
 پڑا ہو۔

”تمت۔ تم سب کچھ کیسے جانتے ہو۔ کیا تم بھی
 اپنے جنگلوں کے ناواشنگٹن ہو؟“ ناواشنگٹن حیرت سے
 آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا اور عمران نے بغیر
 ہنس پڑا۔

”ہو سکتا ہے وہ راستہ بھی سفید ناموں نے ڈھونڈ نکال
 ہو، جیسے پوائنٹ ٹو والی سرنگ انہوں نے ڈھونڈ نکالی
 تھی اور اب یہ راستہ بند ہو چکا ہو؟“ عمران نے
 منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اس کا تو مجھے علم نہیں ہے۔“ — ناداشکو نے
میلوسا نہ بچے میں کہا۔

”اگر راستہ بند ہو گیا ہو تو پھر تمہیں اس راستے تک جس
لے جانے میں تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔“ — عمران
نے کہا۔

”ہاں اگر ایسا ہے تو واقعی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“
ناداشکو نے کہا اور عمران کا چہرہ کھل اٹھا۔

”ٹھیک ہے۔“ — اُد بھی اب تم آسانی سے چل سکتے ہو
اُو تمہیں اس مقدس راستے کی زیارت کراؤں؟ — عمران
نے کہا اور ان سب سے سر ہلا دیئے پھر وہ سب ناداشکو کے ساتھ
اُس کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو بیگ
بھی ساتھ لے چلنے کو کہہ دیا تھا اس لئے دونوں بیگ بھی وہ
اٹھائے ہوئے تھے۔

واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے کاغذ سے علیحدہ
کر کے ناداشکو کو ڈبلیو ڈبلیو دینا چاہیے تھا لیکن میرے ذہن میں
بھی یہ بات نہ آئی تھی لیکن وہ کونسا مقدس راستہ ہے جس کا ذکر
یہ عمران کر رہا ہے؟ — ایک میز پر رکھی ایک مصیل شکل کی
مٹین کے سامنے کسی پر بیٹھے ہوئے پروفیسر برسکی نے ساتھ
بیٹھے راسکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس مٹین پر موجود مسکریں
کے ذریعے انہوں نے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کی
تمام حرکات دیکھی تھیں بلکہ ان کی گفتگو بھی سنی تھی اور پھر جب
وہ سب چلتے ہوئے اس مٹین کی رینج سے باہر ہو گئے تو مسکریں
پر سے ان کی تصویریں بھی غائب ہو گئیں اور ان کی آوازیں بھی
سنائی دینا بند ہو گئیں۔ اس وقت پروفیسر برسکی نے بات کی
صحی۔

ڈھلوانی صورت میں جا رہا تھا۔

"یہ ہے دھان؟" — راسکوف نے پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں — یہ بتاؤ کہ یہاں سے ہمارے اڈے کی دیوار کتنے فاصلے پر ہوگی؟" — پروفیسر نے پوچھا۔

"صرف آدھا کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا؟" — راسکوف نے جواب دیا۔

"کافی ہے دن الیون میزائل" اس پوری سرنگ میں خودناک تباہی پھیلا دے گا اور پھر ان کے پاس ڈبلو ڈبلو بھی ہے۔ وہ بھی پھٹ جائے گا اور اس علاقہ کی موجودگی بتا رہی ہے کہ یہ لوگ اندر سرنگ میں موجود ہیں۔ اتارو اس میزائل کو۔"

پروفیسر نے کہا اور راسکوف نے سر ہلاتے ہوئے کاندھے پر لہسے ہوئے میزائل کو درخت کے تنے کے ساتھ احتیاط سے رکھ دیا۔ پروفیسر نے میزائل کو اٹھایا اور پھر خلا کے درمیان رکھ کر اسے اس طرح ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا کہ میزائل فائر ہونے کے بعد ادھر ادھر جانے کی بجائے ٹھیک سرنگ کے اندر دوڑتا ہوا آگے جائے۔ عورتی سی کوکوشش کے بعد وہ اسے ایڈجسٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"تدمل کے نشانات بھی موجود ہیں اندر جاتے ہوئے؟" راسکوف نے کہا۔

"ہاں میں نے بھی دیکھے ہیں — اب یہ کسی صورت بھی نہ

"ہاں کل جاتا ہوں — کچھ میٹر سرورے پرورٹ میرے پاس موجود ہے۔ اس میں اس سرنگ اور اس کے دھانے کی پوری تفصیل موجود ہے؟" — راسکوف نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے جائے گا کون۔ کیا تم جاؤ گے؟" — پروفیسر نے کہا۔

"نہا ہرے مجھے ہی جانا پڑے گا۔ اگر ناروف اور کرشن زندہ ہوتے تو میں انہیں بھیجتا لیکن اب مجھے خود جانا ہوگا۔" راسکوف نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ چلو آؤ۔ ون الیون میزائل ان کے لئے یقینی موت بن جائے گا اور یہ میزائل میں ہی فٹ کر سکتا ہوں تم نہیں۔" — پروفیسر نے کہا اور راسکوف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

عورتی دیر بعد راسکوف ایک دس فٹ لمبا سرخ رنگ کا میزائل کاندھے پر اٹھائے اڈے سے نکل کر نامر جنگل میں آیا تو پروفیسر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے شمال کی طرف بڑھنے لگے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد راسکوف ایک پرانے شاہ بلوط کے درخت کے سامنے پہنچ کر راز رک گیا۔ اس درخت کا تنہا بنے حد چڑا تھا اور اس وقت اس تنے کے اندر باقاعدہ ایک خلا سا صاف نظر آ رہا تھا۔

راسکوف نے احتیاط سے آگے بڑھ کر اس خلا کے اندر جھانکا۔ اس خلا سے ایک سرنگ ناراستہ نیچے گہرائی کی طرف

نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب ناواشکو کی رہنمائی میں اس خلاء میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک ڈھلوانی سی سرنگ تھی جو نیچے ہی نیچے چلی گئی تھی۔ وہ سب اس ڈھلوان پر تیزی سے اترتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ سرنگ بالکل سیدھی تھی۔ اس میں کہیں بھی کوئی خم یا موڑ نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ راستہ پامال کی گہرائی تک چلا جائے گا۔ راستہ تنگ تھا اس لئے وہ سب ایک قطار کی صورت میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

جوزف اور جانا دونوں کے پیچھے ہوئے کندھے دونوں طرف کی دیواروں سے ٹکرا رہے تھے۔ پھر اچانک راستہ ختم ہو گیا۔ اور سامنے زمین کے اندر سے لے کر اوپر چھت تک سرخ رنگ کی ایک ٹھوس دیوار موجود تھی۔ عزان نے قریب جا کر غور سے اس دیوار کو دیکھا اور پھر اسے ہاتھ لگایا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر قہر سے آنجن کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ تو ایسے بلاکس والے ہیں۔ اس پر تو ایم بی بھی اثر نہیں کر سکتا۔ اوه اس قدر مضبوط اڈہ ہونے کی تو بھلے توقع بھی نہ تھی۔“ عزان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب؟“ صفدر نے کہا۔
”تم نے دیکھا یا ناواشکو؟ انہوں نے یہ مقدس راستہ بھی بند کر دیا ہے۔“ عزان نے طنز پر بھیجے میں پاس کھڑے ناواشکو سے مخاطب ہو کر کہا۔
”تم نے درست کہا تھا لیکن میں ناواشکو ہوں۔ یہ دیواریں مجھے نہیں روک سکتیں۔“ ناواشکو نے سر ہلاتے ہوئے

ناواشکو عزان اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لئے جنگل کے اندر چلتا ہوا کافی دور آ گیا۔ جنگل کا یہ حصہ شاہ بلوط کے درختوں سے پر تھا۔ چند لمبے بدنہ ناواشکو شاہ بلوط کے ایک پرانے درخت کے سامنے جا کر ٹک گیا۔
”یہ ہے مقدس راستے کا دھانہ۔ آقا عزان۔“ ناواشکو نے تنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کھلو اسے۔“ عزان نے کہا اور ناواشکو آگے بڑھا۔ وہ درخت کے تنے کی عقبی طرف گیا چونکہ تنابے مد جوڑا تھا اس لئے وہ اس کے پیچھے آکر ان کی نظروں سے چھپ گیا لیکن اسی لمحے ہکی سی کوڑا ہٹ کی آواز ابھری اور چوڑے تنے کے درمیان ایک خلاء سا پیدا ہو گیا۔ ناواشکو بھی تنے کے پیچھے سے نکل کر سامنے آ گیا۔ عزان

کہا، اس کے پہلے میں اعتماد تھا۔
 ” تو پھر جاؤ — پھر کھڑے کیوں ہو؟ — عمران
 نے کہا۔
 ” آپ لوگ بھی جانا چاہتے ہیں یا میں اکیلا چلا جاؤں؟
 ناداشکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ” پہلے تم راستہ تو بتاؤ؟ — عمران نے کہا اور ناداشکو
 نے مسکراتے ہوئے سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں ایک جگہ زور سے
 پیر مارا تو گڑ گڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کی گھٹ درمیان سے
 کھلی گئی اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جسے وہ لوگ عام زنی
 دیوار سمجھ رہے تھے دراصل وہ ایک کافی بڑی چٹان تھی جس
 کے اوپر مٹی کی تہہ اس طرح چڑھی ہوئی تھی کہ عام نظروں سے وہ
 مٹی ہی نظر آتی تھی۔ یہ چٹان گڑ گڑا ہٹ کی آواز سے پیچھے کو ہٹ
 گئی تھی۔ دوسری طرف اب ایک اور سرنگ نظر آرہی تھی۔ لیکن
 یہ سرنگ سیدھی اُسکے کو بڑھ گئی تھی اور یہ پہلے والی سرنگ سے
 چوڑی تھی۔ ناداشکو کے پیچھے وہ سب بھی اُنس سرنگ میں داخل
 ہو گئے۔ سب سے آخر میں جواناندر داخل ہوا تھا اور ابھی وہ
 اندر داخل ہی ہوا تھا کہ یکھنت اس کے عقب میں انتہائی
 خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ سب
 بے اختیار منہ کے بل نیچے گرے۔ اسی لمحے جواناناس کے اُنکے
 جوزف اور اُس سے اُنکے چلنے والے توخیر تینوں کے اوپر
 چھت سے مٹی کے تودے اُگرے اور ایک طرح سے وہ ان

توہوں کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ہر طرف مٹی ہی مٹی پھیل گئی۔
 یوں لگتا تھا جیسے چوری سرنگ بیٹھ گئی ہو لیکن وہ محض جس
 میں عمران ناداشکو صفدر کیپٹن شکیل اور جولیا موجود تھے محفوظ
 تھا۔ لیکن خوفناک دھماکے کی وجہ سے چوری سرنگ اس بڑی
 طرح لرزی تھی کہ وہ بے اختیار نیچے گر گئے تھے۔ جواناناس جوزف
 اور توخیر کے چھینے کی آوازیں اور اوپر سے گرنے والے مٹی کے
 بڑے تودوں کے دھماکوں کی آوازیں سننے ہی وہ سب بھلی کی سی
 تیزی سے اُٹھے اور واپس چلے۔
 ” نکالو انہیں — ورنہ یہ دم گھٹ کر مر جائیں گے۔ —
 عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ اُسکے بڑھ کر پانگوں کے سے
 انداز میں مٹی کو ہٹانے لگے۔ تھوڑی سی محنت کے بعد انہوں نے
 نے ان تینوں کو مٹی سے باہر کھینچ لیا۔ وہ تینوں ہی بہوش
 ہو چکے تھے۔ عمران نے ان کے منہ اور ناک میں گھسی ہوئی مٹی
 انگلیوں سے صاف کی اور پھر باری باری تینوں کے سینوں پر
 مخصوص انداز میں مالش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں
 ہوش میں آگئے اور عمران نے اطمینان بھرا سانس لیا۔
 ” یہ ہوا کیا ہے؟ — صفدر نے ان کے ہوش میں
 اُجھانے کے بعد اس خوفناک دھماکے کی طرف متوجہ ہوتے
 ہوئے کہا۔
 ” میزائل سرنگ میں فائر کیا گیا ہے۔ یہ مخصوص آواز اور
 دھماکہ انتہائی طاقتور میزائل کا ہی لگتا ہے۔ — عمران

سنے کہا اور پھر وہ مٹی کے توہوں کو پھلانگتے ہوئے اُسکے کی طرف جانے لگا لیکن اُسکے زمین برابر تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلے والی مرنگ یا تو مکمل یا اُس کا آخری حصہ بالکل بیٹھ چکا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اب ان کی واپسی کا راستہ مکمل طور پر مسدود ہو چکا تھا۔

”میزائل ناز کرنے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہے۔“ کیپٹن خشکیل نے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

”اب ہمیں ہر صورت میں اُسکے جانا ہو گا ورنہ ہم زمین کے اندر ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جائیں گے۔“ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا بلکہ اندھیرے میں بھی اس کے چہرے پر ابھرنے والے شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

”انہوں نے مقدس راستہ تباہ کر دیا ہے۔ اب ان کی موت یقینی ہے۔“ ناداشکو نے بھرائے ہوئے ہچے میں کہا اور پھر مرد کو اُسکے کی طرف چل پڑا۔ مرنگ اُسکے جاگرواں سولہوی اور پھر موڑ مڑتے ہی ناداشکو بھی چونک کر دک گیا۔ کیونکہ سامنے وہی سرخ رنگ کی دیوار موجود تھی۔

”ارے یہاں کیسے دیوار آگئی؟“ ناداشکو کے منہ سے بے اختیار نکلا اور عمران کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ ایسا سانس جیسے جواری اپنی آخری بازی بھی مار کر سانس لیتا ہے۔

”آتا عمران یہاں بھی دیوار ہے۔ اوہ میں سمجھا تھا یہاں نہ ہوگی۔“ ناداشکو نے مڑ کر یاہوسانہ ہچے میں کہا۔

”ہمیں اس کا مطلب ہے کہ تمہارا یہ مقدس راستہ مکمل طور پر بند ہو چکا ہے اور ہم اب نہ واپس جا سکتے ہیں اور نہ ہی اس دیوار کو توڑ سکتے ہیں۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ ڈبلیو ڈبلیو جی اس دیوار کو نہیں توڑ سکتا۔ تم تو کہتے تھے کہ وہ پہاڑ کو مٹا میں کبھی کر سکتا ہے۔“ جوہیا نے جھلکے ہوئے ہچے میں کہا کیونکہ اُسے بھی اصل پریشانی کا احساس ہو گیا تھا۔

”ہاں بشرطیکہ وہ عام پہاڑ ہو۔ ایئر بلاکس کا بنا ہوا نہ ہو۔“ عمران نے کہا۔

”یہ ایئر بلاکس کیا ہوتا ہے؟“ جوہیا نے پوچھا۔
”مخصوص کیمکلز سے بلاکس بنائے جاتے ہیں اور پھر انہی کیمکلز کی مدد سے ان بلاکس کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر چھت یا دیوار بنائی جاتی ہے۔ یہ دیوار یا چھت اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا۔ یہ بلاکس چونکہ انتہائی گراں قیمت میں پڑتے ہیں اس لئے انہیں صرف اس جگہ استعمال کیا جاتا ہے جہاں انتہائی ضرورت ہو۔ ایسے بلاکس اب تک صرف ایٹمک لیبارٹریوں کی تیاری میں استعمال کئے گئے ہیں لیکن شاید روسیہ اسے پاکیشا کے ایٹمی پلانٹ کی تباہی

”اس سے کیوں نہ مدد لی جائے؟“ — جوزف نے کہا۔

”نہیں — وہ یہاں کام نہیں دے سکتی۔ وہ صرف سیدھی سرنگ کھود سکتی ہے۔ اور پر یا بچے کی طرف نہیں جاسکتی اگر ایسا ہو سکتا تو میں پہلے ہی یہ کام شروع کر دیتا۔“ —

عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”تو اب کچھ سوچو گے بھی یا یو نہیں کھڑے احمقوں کی طرح سر ہلاتے رہو گے؟“ — جو لیا نے بری طرح جھلا تے ہوئے کہا۔

”احمقوں کا سر تو خالی ہوتا ہے اس لئے بے اختیار ہلتا۔ رہتا ہے مگر عقلمندوں کے سر وزن کی وجہ سے نہیں ہل سکتے۔ اب یہ اور بات ہے کہ یہ وزن عقل کی بجائے جوتے کا ہو۔ دیکھو تنویر کس طرح ساکت کھڑا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس احمق نا دانشکو کے پیچھے اس طرح چل پڑے تھے جیسے یہ نا دانشکو نہ ہو کوئی دیوتا ہو۔ اب جھکو۔“ — تنویر نے انہماں حسیلے لیجے میں کہا۔

”عمران صاحب — اگر ہم اسی طرح یہاں کھڑے ایک دوسرے سے لڑتے رہے تو پھر ہماری موت یقینی ہے۔ یہاں موجود اکیس بن جلد ختم ہو جائے گی اور میرا خیال ہے ہم اکیس وقت سطح زمین سے کم از کم سو فٹ نیچے ہوں گے۔ اس قدر گہرائی میں تو اکیس بن ویسے ہی کم ہوتی ہے اس لئے آپ کوئی

کو اس قدر اہمیت دے رکھی ہے کہ اس نے اس جنگل میں ایئر بلاکس کا اڈہ تعمیر کیا ہے۔ بہر حال یہ دیوار ڈبلیو ڈبلیو سے نہیں ٹوٹ سکتی اور ڈبلیو ڈبلیو یہاں استعمال بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دیوار تو نہ ٹوٹے گی البتہ اس پر اسے جسے کی زمین فضا میں اڑ جائے گی اور ان کے ذروں میں ہمارے جسموں کے ذرے بھی شامل ہوں گے۔“ — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے ہم ایک لحاظ سے مکمل طور پر پھنس گئے ہیں۔“ — جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”ہاں اب یہ ہماری اجتماعی قبر کہلائے گی۔ چلو علیحدہ علیحدہ عرسوں کا خرچ تو بچ جائے گا۔ ایک ہی خرچ میں ہم سب کے عرس اطمینان سے پڑھے جائیں گے۔“ — عمران نے بلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات یکلخت غائب ہو گئے تھے۔

”تم مسکرا رہے ہو اور ہماری جان پر بنی ہوئی ہے۔“ — جو لیا نے جھلا تے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ دیوار کس قدر گہری ہوگی؟“ — اچانک جوزف نے پوچھا۔

”یہ تو کھودنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کیوں؟“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں بلیک میں سرنگ کھودنے والی مشین تو موجود ہے

تجویز سوچیں جس سے اس عذاب سے رہائی مل سکے؟ —
صغیر نے انتہائی سنجیدہ ہلچے میں کہا۔

”ماسٹر اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بات کروں۔ اب
مکمل خاموش کھڑے ہوئے جوان نے کہا اور سب چونک کر
اس کی طرف دیکھنے لگے۔
”تم بھی بات کر لو بھائی تاکہ تمہیں بھی یہ حسرت نہ رہے۔“
عمران نے کہا۔

”ماسٹر یہاں کی زمین نرم ہے۔ پتھر ملی نہیں ہے۔ اگر ہم دلوں
کے ساتھ ساتھ اسے ہاتھوں سے ہی کھودنا شروع کر دیں تو لاشیں
اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں اس دلوں کا اختتام ہوگا۔ اس
کے بعد اڑنے کے اندر جانا مشکل نہ ہوگا۔“ — جوان نے
کہا۔

”اتنی گہری قبر کو مزید گہرا کرنا چاہئے ہو بھائی۔ اس طرح
تو رہی سہی آکسیجن کا کوڑ بھی جلد ہی ختم ہو جائے گا۔“ —
عمران نے جواب دیا اور اس بار سب خاموش ہو گئے۔ عمران
کی پیشانی پر بھی مکیر کی انہریں آئیں۔ وہ ان سب سے زیادہ عورتوں
کی نزاکت کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے یہ جکی پھٹکھا باتیں بھی اس
لئے کی تھیں کہ شاید اس طرح اس کا ذہن کوئی کام کی تجویز
سوتج کے لیکن وہ واقعی اس بڑی طرح پہنچے تھے کہ کوئی صورت
پہنچ نہ سکے کی سمجھ ہی نہ رہی تھی۔ پھر جس طرح بجلی کا کونڈا چمکتا
ہے اس طرح اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

”جوزف اپنا بیگ دکھا دیجئے؟ — عمران نے چونک
کر جوزف سے کہا۔

”اوہ کوئی ترکیب سمجھ میں آگئی ہے۔“ — جولیا نے
خوش ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی
مسرت کے آثار ابھر آئے۔

”ایک ہی ترکیب سمجھ میں آئی ہے کہ مولوی کو یہاں بلایا
جائے۔ نگاہ تو دس دس زیادہ ہیں اور تنویر جیسا مشہور بھی موجود
ہے۔“ — عمران نے جوزف سے بیگ پلٹے ہوئے کہا۔
”پھر دی بکواس؟“ — جولیا واقعی بڑی طرح جھٹلا
گئی تھی۔ تنویر کا منہ بھی بگڑ گیا تھا لیکن باقی ساتھی صرف
مسکرا دیئے۔

”من لیا تم نے تنویر — مشہور بالی بکواس ہوتا ہے اور
بات بھی درست ہے۔ اصل چیز تو وہ ہمارا ہے۔ یہ مشہور بالی تو
صرف دم چٹلا ہوتا ہے جو دم کو بکواس سیدھا کئے دکھتا ہے
ٹھٹھا نہیں ہونے دیتا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ میں سے ایک بڑا سا
ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ عمران کو ٹرانسمیٹر نکالتے دیکھ کر وہ سب
چونک پڑے لیکن وہ بولے نہیں۔ البتہ ان کے چہروں پر
حیرت کے آثار تھے کہ عمران یہاں سے کس کو کالی کرنا
چاہتا ہے۔

”ناواشنگٹن اب تم نے بالکل خاموش رہنا ہے؟ —

”جئے ہوں۔ ان کے قدموں کے ٹھٹھے میڑھے نشانات بن گئے تھے لیکن کوئی انداز نہ لگیا تھا اور“۔ — عمران نے کہا۔
 ”اوہ پھر تم لوگ کہاں تھے اور مجھے کیوں کالی کیا ہے تم نے۔ اور“۔ — راسکوف کے بچے میں اس بار شدید ترین الجھن موجود تھی۔

”راسکوف — یہ اڈے کو تباہ کر کے اس کے اندر موجود ساری سفید خام عورتوں کو مارنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں بہت روکا لیکن یہ نہ مانے۔ تم جانتے ہو کہ میں بھلا سفید خام عورتوں کی موت کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسا کر رہے تھے کیونکہ انہوں نے اڈے کے اندر جا کر کوئی مشین چھپا دی ہے۔ وہ اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ وہ اس مشین کو جب پھاڑیں گے تو پورا اڈہ تباہ ہو جائے گا۔ سفید خام عورتیں بھی مر جائیں گی۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اڈے کے اندر مشین — کیا مطلب — میں سمجھا نہیں وہ اڈے کے اندر کیسے جا سکتے ہیں“ اور“۔ — راسکوف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ وہی مشین ہے جو انہوں نے سفید اور چمکدار کاغذ میں پیٹی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ کی چھوٹی مشین ان کے پاس موجود ہے۔ وہ واپس شریا قبائل میں پہنچ کر اس اڈے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

عمران نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہوئے ناواشنگٹن سے مخا طلب ہو کر کہا اور ناواشنگٹن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران کے ذہن میں وہ فریکوئنسی الگ تھی جو نکلےڈ ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ تھی اور جس سے عمران نے کرشن بن کر راسکوف سے بات کی تھی۔ اس نے وہی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے پٹارک کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب یکلفت مسلسل جلنے لگا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”ہیلو ہیلو — ناواشنگٹن بولی رہا ہوں اور“۔ — عمران کے منہ سے ناواشنگٹن کی آواز نکلی اور ناواشنگٹن اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”لیس راسکوف انڈنگ — تم کہاں سے بولی رہے ہو ناواشنگٹن — کیا تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اس درخت والے راستے میں نہ گئے تھے اور“۔ — دوسری طرف سے راسکوف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”میں تو کہا کوئی بھی اس راستے سے اندر نہ گیا تھا۔ اس عمران نے چمچے کہا تھا کہ میں بس راستہ کھول دوں اور پھر اس نے اپنے بگ میں سے ایک عجیب سا ہتھیار نکالا اور اس راستے کے باہر اور اندر اس اڈے کی مدد سے ایسے نشانات لگا دیئے جن سے ایسے گمما تھا جیسے بہت سے لوگ اندر

ہیں۔ وہ مجھے ہر صورت میں ڈھونڈ نکالیں گے اور اگر اس بار انہوں نے مجھے ڈھونڈ نکالا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ اور عمران نے بات کو ضرورت کے مطابق گھماتے ہوئے کہا۔
 "اودہ ویری گڈ ناواشکو۔ ویری گی گڈ۔" میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر ان شیطانوں نے اب تک ڈبلیو ڈبلیو کو ناکر کیوں نہیں کیا۔ وہ یقیناً تمہیں ہانکوں کی طرح تلاش کر رہے ہوں گے لیکن تم ہو کہاں، تفصیل بتاؤ اور۔"
 راسکوف کی صرست بھری آواز سنا دی۔ اور عمران اس کی یہ بات سن کر سمجھ گیا کہ وہ بس سیدھا سادھا آدمی ہے جو اتنی جلدی اس کے چکر میں آ گیا ہے۔

"میں اس درخت والے راستے سے بائیں طرف ایک اور مقدس راستے میں چھپا ہوا ہوں لیکن اُسکے تمہاری وہ صرخہ رنگ کی دیوار ہے اور باہر وہ مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ اگر میں باہر گیا تو وہ یقیناً مجھے مار بھی ڈالیں گے اور مجھ سے مٹیں بھی چھین لیں گے۔ اور۔" عمران نے کہا۔
 "اودہ اچھا۔ میں سمجھ گیا کہ تم کہاں ہو۔ کیا تم اکیلے ہو اور۔" راسکوف نے کہا۔

"نہا ہر ہے میں نے اکیلا ہی ہونا ہے۔ لیکن اب میں باہر کیسے جاؤں گا۔ وہ تو مجھے مار ڈالیں گے اور۔" عمران نے ناواشکو کی آواز میں تقریباً رو دینے والے پہلے میں کہا۔
 "تم فکر نہ کرو ناواشکو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔"

مجھے کہنا میں ان کے لئے گھوڑوں کا بندہ بست کروں کیونکہ ان کے بہت سے ساتھی سخت زخمی ہیں۔ میں ان سے وعدہ کر کے آٹلیا مگر انہیں معلوم نہ ہو سکا۔ میں چپکے سے وہ اڈہ تباہ کرنے والی اور یہ باتیں کرنے والی دو ٹول مشینیں بھی ساتھ اٹھا لیا ہوں تاکہ وہ سفید نام عورتوں کو نہ مار سکیں۔ اگر آپ مجھ سے معاہدہ کریں کہ اڈے میں موجود تمام سفید نام عورتیں جاتے ہوئے میرے حوالے کر دیں تو میں وہ تباہ کرنے والی مشین آپ کے حوالے کر سکتا ہوں۔ اور۔" عمران نے کہا۔

"اودہ۔ اودہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اودہ میں سمجھ گیا۔ جب میں اور پروفیسر اس درخت والے راستے میں میزائل فائر کرنے گئے ہوں گے اس وقت یہ شیطان انڈر فیل ہو گئے ہوں گے۔ تم اڈے کی عورتیں کہہ رہے ہو میں تمہیں روک سیکھا سے عورتوں کا پورا گروہ منگوا کر دوں گا۔ تم وہ مشین مجھے تک پہنچا دو۔ اور۔" راسکوف نے انتہائی ہراساں سے پہنچے میں کہا اور عمران کے لبوں پر لمبی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے تو میزائل فائر ہونے کا آئینہ یا سامنے رکھتے ہوئے گول ہولی سی باتیں کی تھیں لیکن راسکوف خود ہی کھل گیا تھا۔

"میں تیار ہوں۔ وہ لوگ اب مجھے تلاش کر رہے ہوں گے اور ان لوگوں سے بچنے کے لئے میں ایک اور مقدس راستے میں داخل ہو کر چھپ گیا ہوں کیونکہ یہ لوگ انتہائی خطرناک

اسی لمحے صفدر نے مٹی ہٹائی تو صرخ رنگ کی ایک پتلی سی تار باہر نکل آئی۔

”یہ صرخ رنگ کی تار مٹی سے نکلی ہے۔ یہی تالی ہے دیوار میں راستہ بنانے کی۔“ — عمران نے کہا۔

ہاں ہاں بالکل یہی تار ہے۔ اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک دور دار جھٹکا دو یہ ٹوٹ جائے گی اور راستہ بن جائے گا اور؟ — راسکوف نے تیز بولے میں کہا اور عمران نے

صفدر کو ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا اور خود کمر ہاتھ میں پکڑے وہ دیوار کی چڑ میں پہنچ گیا۔ اس نے تار کو غور سے دیکھا اور اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے بڑی احتیاط سے کمر کے منہ کو اس تار میں پھنسا دیا۔

”میں تار توڑ رہا ہوں۔ میں نے اسے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا ہے۔ اور؟ — عمران نے کہا۔

”دور سے جھٹکا دو شاہا کش اور؟ — راسکوف کی حیرانہ آواز ابھری اور عمران نے کمر کو دبایا۔ تار کٹ گئی اور اس کے دونوں سروں سے نیلے رنگ کا تیز شعلہ نکلا اور بجھ گیا۔ عمران نے دیکھتے ناواشکو کے بچے میں ایک دور دار چرخ ماری اور پھر وہ لشت کے بل دھم سے زمین پر گرا۔ اس کے منہ سے دو تین بار کراہیں مئی نکلیں اور پھر وہ کپڑے جھاڑتا اور مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ناواشکو — ناواشکو — کیا ہوا تھیں۔ تم کیوں پچھنے

تم ایسا کرو کہ جہاں تم دیوار کے ساتھ موجود ہو وہاں اس کی چڑ میں ایک فٹ مٹی کھودو تمہیں ایک بار ایک سی تار نظر آئے گی۔ تم اس تار کو جھٹکے سے توڑ دو۔ اس طرح دیوار میں ایک راستہ بن جائے گا اور تم اس راستے پر چلتے ہوئے سیدھے میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔ جلدی کرو کہیں وہ آواز جائیں اور سنو یہ ٹرانسمیٹر کھلا رکھنا تاکہ مجھے تمہاری آواز سنائی دیتی ہے اور؟ — راسکوف نے کہا۔

”اچھا اور؟ — عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ مسکراتے ہوئے سر ہٹائے لگا۔ اس نے جلدی سے بیگ کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک جدید ساخت کا کٹر نکال لیا۔ پھر اس نے صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ مٹی کھودے۔ صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر مٹی کھودنی شروع کر دی۔

”کیا کر رہے ہو ناواشکو — کیا مٹی کھود رہے ہو اور؟ — راسکوف نے بے چینی سے پوچھا۔

”ہاں میں مٹی کھود رہا ہوں۔ اور؟ — عمران نے ٹرانسمیٹر سے ذرا پیچھے ہٹ کر کہا جیسے فاصلے سے بول رہا ہو۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا وہ بٹن پریس کر دیا تھا جس کے بعد بات کرنے کے لئے بار بار بٹن آف آن نہ کرنا پڑتا تھا۔ ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر میں یہ سہولت موجود ہوتی تھی۔ اس نے شاید راسکوف نے اسے ٹرانسمیٹر کھلا رکھنے کے لئے کہا تھا لیکن اس جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر میں بھی یہ سہولت موجود تھی۔

چل رہا ہے بلکہ چھلانگیں مار رہا ہے۔ اب اس دیوار میں سے کوئی راستہ کھلے گا اور راسکوف ناواشنگو کی لاش سے ریوٹ کنٹرولر لینے آئے گا۔ اس لئے سب لوگ ہوشیار رہیں؟۔ عمران نے کہا اور ان سب کے چہروں پر حقیقی مسرت کی جگہ گھٹ اُبھر آئی۔

”آقا عمران۔ آپ واقعی آقا بننے کے لائق ہیں؟۔“

ناواشنگو نے اس بار بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک دیوار کے دہائی حصے میں سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے دیوار کی سائیڈ میں ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد واقعی دیوار میں سے ایک خلا سا پیدا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک رومیائی اچھل کر اندر داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل سامنے زمین پر گرنا۔ عمران نے اس کی گردن کے عقبی حصے پر زور دار ہاتھ مارا تھا۔ نیچے گر کر اس سے پلٹ کر اٹھنے کی ابھی کوشش ہی کی تھی کہ عمران نے اُسے بڑھ کر پوری قوت سے لات اس کی کپٹی پر ماری اور راسکوف چیختا ہوا الٹ کر چپٹ ہوا اور پھر اس کے ہاتھ بیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔

”چلو اٹھاؤ اسے کیپٹن شکیل؟۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر بیہوش پڑے ہوئے راسکوف کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا اور وہ سب عمران کی رہنمائی

ہو اور:۔۔۔ راسکوف کی تیز آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی لیکن عمران نے نہ صرف خود کوئی جواب دیا بلکہ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ناواشنگو اور دوسرے ساتھیوں کو بھی خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

راسکوف کافی دیر تک چیخ چیخ کر ناواشنگو کو پکارتا رہا لیکن جب اس طرف سے اسے کوئی جواب نہ ملا تو اچانک ٹرانسمیٹر آف ہو گیا اور عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

”لو بھی ناواشنگو کی موت نے ہماری زندگی کا راستہ کھول دیا۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ کیا مطلب؟۔۔۔ سب نے بیک آواز ہو کر کہا۔“ راسکوف ناواشنگو کو جمت بنا کر اس سے صرف ریوٹ کنٹرولر حاصل کرنا چاہتا تھا اور ساتھ ہی وہ اسے ختم بھی کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ پلاننگ کی۔ میں اس تار کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ ناٹروناٹم وائر ہے۔ ایسی تاریں حفاظت کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ انہیں اگر ہاتھوں سے توڑا جائے یا عام کٹر سے کاٹا جائے تو اس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں کہ اسے توڑنے یا کاٹنے والے کا خون ایک لمحے میں جل جاتا ہے اور وہ آدمی فوری طور پر مر جاتا ہے۔ لیکن یہ گلا کس کٹ رہے جس میں ایسی خوفناک ریز کے خلاف حفاظتی اشتیاقات موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے میرا خون تار کٹنے کے باوجود نہ صرف

نے دھوکہ کیا ہے؟ — راسکوف نے ذرا سی حالت بہتر ہوتے ہی چرخ کر کہا۔

”دھوکہ اس نے نہیں کیا تم نے کیا ہے راسکوف۔ تم اسے مار کر اس سے ریوٹ کنٹرولر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال اب تم اگر ہیں اڈے سے باہر نکلنے کا ایسا راستہ بتا دو جس سے گزرتے ہوئے ہیں اڈے میں موجود کوئی شخص نہ دیکھ سکے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔“ — عمران نے اسی طرح سرد بیچھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں بتاتا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔“ — راسکوف نے جلدی سے کہا۔

”تم مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔“ — جلدی بتاؤ۔
عمران نے کدخت بیچھے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو ذرا سا گھما دیا۔

”بب۔ بب بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ اوہ اس قدر عذاب۔“ — راسکوف نے چہرہ دیکھتے ہوئے بیچھے میں کہا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر مسخ ہونے لگ گیا تھا۔

”بتاؤ درہ اس بار۔“ — عمران نے کہا اور پیر کو ذرا سا پیچھے کیا تو راسکوف کسی ٹیپ کی طرح بولنے لگا۔ عمران چونکہ مارٹینا سے اڈے کے اندر دنی معمول کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا تھا اس لئے وہ کسی حد تک تو اس کی ساخت سے واقف تھا لیکن مارٹینا اس کے میکینزم کو

میں اس دلیوار میں پیدا ہونے والے غلام سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئے۔ یہ ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے کا دو دروازہ ایک اور راہداری میں کھلتا تھا اور وہ اس کمرے سے ہو کر اس راہداری میں پہنچ گئے لیکن اس راہداری کے اختتام پر مٹوس دلیوار تھی۔ اس طرح راہداری ختم ہو گئی تھی۔ اب وہ کسی اور طرف نہ جاسکتے تھے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ اب یہی سب کچھ بتائے گا۔“ — عمران نے مڑ کر کہا اور کیپٹن شکیل نے راسکوف کو فریش پر لٹا دیا اور پھر جبکہ اس نے اس کا منہ اور ناک باغیوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی راسکوف کے جسم میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی اور کیپٹن شکیل پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے اگلے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا لوٹ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد راسکوف کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے پیر کو ذرا سا گھما دیا اور راسکوف کا نہ صرف جسم ساکت ہو گیا بلکہ اس کے منہ سے خرخابٹ کی آوازیں بھی نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔

”خبردار۔ ایک لمحے میں مارڈالوں گا۔“ — عمران نے انتہائی سرد بیچھے میں کہا اور پھر اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔
”تت۔ تت۔ تم زندہ ہو۔ اوہ دھوکہ کیا اس ناواشنگ

جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ کمرہ نما
لفٹ نے انہیں اوپر ایک راہداری میں پہنچایا جہاں سے وہ
راسکوف کے دفتر تک پہنچ گئے۔ دفتر کے اندر نیشنل وے
کھولنے والی مشین موجود تھی۔ عمران نے جیب سے کاغذ میں
لیٹا ہوا ڈبلیو ڈبلیو ٹکا لیا۔ اس نے اسے ایک بار پھر کاغذ میں
لیٹ کر رکھ لیا تھا تاکہ اسے اندر سے مشین کے ذریعے چیک
نہ کیا جاسکے۔ اس نے کاغذ کھولا اور ڈبلیو ڈبلیو کو ایک الماری
کے پچھلے خانے میں اس طرح چھپا کر رکھ دیا کہ خاص طور پر دیکھنے
پر وہ نظر آ سکتا تھا۔

”اے عمران اڈے میں بہت سی سفید عورتیں بھی ہیں؟“
ناداشنگو نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم ان سفید نام عورتوں کے ساتھ مرنا چاہتے ہو؟“
عمران نے اس طرح عزائم ہوتے جواب دیا کہ ناداشنگو بے اختیار
سہم کر خاموش ہو گیا۔

پیشل وے کھول کر عمران اور اس کے ساتھی بڑے
اطمینان سے اڈے سے باہر نکل آئے میں کامیاب ہو گئے۔
اور وہاں پہنچ کر عمران نے اطمینان کا ایک غویل سانس لیا۔

”جلدی کرو۔ اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے دور ہونا
ہوگا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے
پرائنٹ ٹو کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے چہروں پر اطمینان بھر
تا اثرات موجود تھے۔ ڈبلیو ڈبلیو اس اڈے کے اندر پہنچ

نہ جانتی تھی اور راسکوف انچارج تھا۔ اس لئے عمران کو
تفصیلات اس سے پوچھنا پڑیں۔ اس نے مختلف سوال کئے
اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ اب وہ کسی کے علم میں آئے بغیر یہاں
سے نکل جائیں گے تو عمران نے پیر کو تیزی سے لکھا دیا۔ راسکوف
کے حلقے سے خرخر اہٹ نہکنے کے ساتھ ساتھ اس کے ناک اور
منہ سے خون کسی دھارے کی طرح اُبھلنے لگا۔ اس کا پورا جسم ذرا
ہوئی مرغی کی طرح چند لمحوں کے لئے پھڑکا اور پھر وہ ساکت
ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔
”اؤ میرے ساتھ۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اس
اڈے کے اندر بھی ایسے انتظامات ہیں کہ وہ ہمیں ایک بار پھر کمر
موت کے پنجرے میں بے بس کر سکتے ہیں۔“ عمران نے
کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں
سے گزر کر وہ دوسری راہداری میں پہنچے تھے۔ یہ کمرہ لفٹ کے
طور پر کام کرتا تھا۔

”تم اسے تباہ کرنے کی بجائے یہاں سے نکلنا چاہتے ہو۔
کیا مطلب؟“ جولی نے حیران ہو کر کہا۔

”اس کے اندر ابھی پروفیسر برسکی بھی موجود ہے۔ اور
دوسرے کافی لوگ بھی ہیں اور تم سب زخمی ہو۔ اس لئے
اگر ہم نے لڑنا شروع کیا تو یہ اڈہ ہماری قبر بن سکتا ہے۔
فرق صرف اتنا ہوگا کہ وہ کبھی قبر ہی نہ بنتے قبر بن جائے گی۔
میں اسے ڈبلیو ڈبلیو سے تباہ کروں گا۔“ عمران نے

چکا تھا اور اس بار وہ کرومیں کی ہتھ دالنے کا غزمیں نہ لپٹا ہوا تھا۔

پوائنٹ ٹوٹک پیچنے میں انہیں اُدھا گھنٹہ لگ گیا۔ وہ اب پوائنٹ ٹوٹکے اس دھلنے پر پہنچ گئے جس کے بعد دھولان سے وہ اندر جا سکتے تھے۔

ٹھیک ہے اب اس خوفناک اڈے کو تباہ ہو جانا چاہیے۔ اس پر وفسیر برسکی اور اس کے ساتھیوں سمیت۔ عمران نے جیب سے ریوٹ کنٹرولر نکالا اور اس پر پلٹا ہوا کاغذ علیحدہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ناواشوگ اس کے قریب کھڑا تھا، عمران نے جیسے ہی کاغذ ہٹایا ناواشوگ کسی عقاب کی طرح چپٹا اور عمران کے ہاتھ سے ریوٹ کنٹرولر چھین کر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا پوائنٹ ٹوٹکے دھانے میں غائب ہو گیا۔ ناواشوگ کی یہ حرکت اس قدر اچانک اور غلابا توقع نہ تھی کہ عمران جیسا شخص بھی حیرت سے بہت بنا کھڑا رہ گیا اور پھر ایک لمحے بعد جیسے ہی اس کا ذہن اس جھٹکے سے سنبھلا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ مصفر اور کیپٹن شکیل بھی اس طرف دوڑے لیکن پھر انہیں بے اختیار رُکن پڑا کیونکہ دھانہ بند ہو چکا تھا۔ اب دریاں محسوس زمین بنتی جہاں ایک لمحہ پہلے دھانہ موجود تھا۔

”اس آدمی کی بھی مجھے سمجھ نہیں آسکی۔ سنبانے اچانک اس کے دماغ میں کونسا کیرٹار ٹینگا ہے؟“ — عمران نے

ہوٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھاگ کر جوزف کے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ جھپٹا اور اسے کھول کر اس کے اندر ہاتھ مارنے لگا۔ سب ساتھیوں کے چہرے ناواشوگ کے اس حیرت انگیز اقدام سے حیرت سے بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن وہ خاموش تھے کیونکہ ناواشوگ کی اس حرکت نے واقعی انہیں بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ ناواشوگ تو سرنگ کے راستے موت کے جنگل کو کراس کر کے شریا قابل تک آسانی سے پہنچ سکتا تھا لیکن وہ اب السا نہ کر سکتے تھے۔ انہیں لازماً موت کا جنگل کرنا کرنا پڑتا اور اس جنگل میں نصب آٹو ٹیک مشینری انہیں لازماً جلا کر رکھ دیتی۔ اڈے کو بھی ریوٹ کنٹرولر کے بغیر تباہ نہ کیا جاسکتا تھا۔ وہ واقعی عجیب بے بسی سی محسوس کر رہے تھے۔ عمران نے بیگ کے اندر سے ایک چپٹا سا آلہ نکالا۔ اس کا دیر پھاڑ کر ایک طرف پھینکا اور پھر اس آلے کو لے کر وہ تیزی سے اس جگہ آیا جہاں دھانہ تھا۔ اس جگہ کو کراس کرتا ہوا وہ ذرا اگے کی طرف دوڑا اور پھر شمال کی طرف مڑ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اُگے بڑھنے لگا۔ صفحہ سمجھ گیا کہ عمران اس جگہ پر بھاگ رہا ہے جہاں نیچے سرنگ ہے۔ لیکن عمران کے اس طرح بھاگنے کی وجہ انہیں سمجھ میں نہ آئی تھی البتہ آلے کو دیکھ کر انہوں نے ہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ کسی قسم کا بم ہے اور عمران یہ بم مار کر اس سرنگ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ کافی دور اُگے جا کر عمران لیکھت زمین

ناواشنگو کو فوری طور پر روکنے کا وہ حل ہو گیا ہے۔“
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں
 نے نہ صرف بیگوں میں موجود تمام باہر نکال لئے بلکہ اپنی جیبوں
 میں موجود ہم بھی باہر نکال لئے۔
 ”میرا خیال ہے انہیں ایک جگہ اکٹھا کر ان پر فائرنگ
 کی جائے تو اس طرح زیادہ طاقتور بلاسٹ ہوگا؟“ تنویر
 نے کہا۔

”بالکل درست ہے بلکہ تھوڑی سی مٹی کھود کر ان کا ڈھیر
 قدرے گہرائی میں کر دو تاکہ اند کی طرف بلاسٹ ہو۔“
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر جہاں عمران نے اُل
 لگایا تھا اس سے کافی اُلگے کر کے عمران کے کہنے پر انہوں نے
 ہاتھوں سے ایک گڑھا کھودا اور پھر سارے ہم اس کے اندر ڈھیر
 کر کے وہ سب پیچھے ہٹنے لگے۔ کچھ دور جا کر عمران نے جیب
 سے مشین پشیل نکالا اور پھر اس کا رُخ اس ڈھیر کی طرف
 کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین پشیل کی فائرنگ کے فوراً
 بعد ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس جگہ
 سے جہاں ہمیں کاہر ڈھیر موجود تھا مٹی کا ایک فوارہ سا باہر کو
 اُٹھانکل ایسے جیسے اُتیش فشاں پھٹنے سے لاوا اُسمان کی طرف
 پھٹتا ہے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ کچھ دیر کے لئے تو انہیں
 ٹولی محسوس ہوا جیسے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے
 ہوں۔ زمین بھی بُری طرح نہ صرف لرزی بلکہ دور دور تک اس

پر گرا اور اس نے کان زمین سے لگا دیا۔ دوسرے لمحے وہ
 ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اُل زمین
 پر رکھ کر اس کے اوپر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے بعد
 اس نے دوسرا بٹن دبا دیا اور پھر سیدھا ہر کر کھڑا ہو گیا۔ چند
 لمحوں بعد وہ ایک بار پھر زمین پر لیٹا اور اس نے کان زمین
 پر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ اُست سے اٹھا اور اس نے جھک کر
 اُلے کے دونوں بٹن اُف کئے اور اُلے کو اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔
 ”ادھر اُجاؤ؟“ عمران نے زور سے انہیں پکارا
 اور وہ سب عمران کا اشارہ ملتے ہی کٹھ پتلیوں کی طرح حرکت
 میں آ گئے۔

”میں نے سرننگ کے اندر بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا
 دی ہے۔ ناواشنگو گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ میں نے
 گھوڑے کی ٹاپیں مٹن لی تھیں۔ وہ یہاں سے ذرا سا پیچھے تھا
 اور اب گھوڑے کے ٹاپوں کی اُواز بھی بند ہو گئی ہے۔ اس
 کا مطلب ہے کہ ناواشنگو اور گھوڑا دونوں بیہوش ہو چکے ہیں۔
 عمران نے اپنے ساتھیوں کے پیچھے کے بعد کہا۔
 ”لیکن اب اس سرننگ کے اندر کیسے جائیں گے؟“
 جولیبا نے کہا۔

”ایک ہی صورت ہے کہ جس قدر ہم ہمارے پاس موجود
 ہیں سب اس سرننگ کے اوپر فائر کر دو۔ گو سرننگ کافی گہرائی
 میں ہے لیکن پھر بھی راستہ بن ہی جائے گا۔ مسئلہ تھا اس

کہتا ہوں:۔۔۔۔۔ ناواشکو نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے عمران کے پیر پکڑ لئے۔
 اس کا مطلب ہے کہ میں دنیا میں صرف سفید نام عورتوں سے دلچسپی ہے اور یقیناً تم اس لئے ہمارے ساتھ رہے تھے کہ ہم اڈے سے ساری سفید نام عورتوں کو نکال کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔۔۔۔۔ عمران کے اسے زور سے لات مارتے ہوئے کہا، اور ناواشکو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔

”لولو۔۔۔۔۔ جواب دو۔۔۔۔۔ اور سنو میں صرف دس سنا پسند کر دوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے عزائے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ناواشکو یکھمت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”دس سنا چاہتے ہو تو کسین لو۔۔۔۔۔ میں نے واقعی اس لئے تمہارا ساتھ دیا تھا۔ مجھے نہ تم سے کوئی دلچسپی ہے نہ اڈے سے اور سن لو تم چاہے جس قدر بھی بڑے جاہل و گمراہ ہو لیکن تم کسی طرح بھی میری مدد کے بغیر اس علاقے سے باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے تم ساری سفید نام عورتوں کو اڈے سے نکال کر میرے حوالے کر دو اور اپنی اس ساتھی عورت کو بھی جاتے ہوئے مجھے دے جاؤ ورنہ.....“۔۔۔۔۔ ناواشکو نے چیخنے ہوئے کہا۔

”ورنہ کیا.....“۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
 ”ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہ کر جاسکے گا۔ تم

زیادہ سے زیادہ مجھے مار لو گے لیکن میرے مرتے ہی شریا قبیلے کے مقدس پگھڑا کی گھنٹیاں بج اٹھیں گی اور سارے قبائل کو پتہ چل جائے گا کہ مجھے مار دیا گیا ہے اور پھر مارنا بتا دے گی کہ مجھے کس نے مارا ہے اور پھر شریا قبائل ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس ناواشکو ہوں اور ناواشکو کی موت کا انتقام لئے بغیر وہ مین سے نہ باٹھیں گے۔“۔۔۔۔۔ ناواشکو نے بذاتی انداز میں کہا۔

”کیوں جولیا۔۔۔۔۔ کیا تم اس کے ساتھ رہنے پر تیار ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

”میں اس کے منہ پر تھوکتی بھی نہیں، اوہ رکھاؤ مجھے مشین پشیل میں اسے بتاتی ہوں کہ سفید نام عورتیں اس کا کیا حشر کر سکتی ہیں۔“۔۔۔۔۔ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بالکل اسی انداز میں عمران کے ہاتھ پر چھٹا مارا جس طرح ناواشکو نے عمران کے ہاتھ سے ریوٹ کنڈومر چھینا تھا اور دوسرے لمحے سبز رنگ مشین پشیل کی فائرنگ اور ناواشکو کی چیخوں سے گونجنے لگی۔ جولیا پاگلوں کے سے انداز میں اس پر فائر کرنے جا رہی تھی۔

”ارے ارے بس اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا، وہ تو کب کا مرجکا ہے۔“۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس سے مشین پشیل چھیننے ہوئے کہا اور جولیا اس طرح سانس لینے لگی جیسے ہانپ رہی ہو۔ ناواشکو کے قسم

کو اس نے واقعی چھٹی کر کے رکھ دیا تھا۔

”مس جولیا اس قدر جذباتی ہونے لگی کہ عذرت تھی، عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے۔ ناواشوگو کے بغیر مشرق باقیات کو سنبھال نہ جاسکے گا۔ یہ خود اسے ہسٹل کر لیتے۔“ عصفور نے سخت ہلچے میں کہا۔
”وہ انتہائی کینے دہن کا آدمی تھا۔ میں اسے مزید برداشت نہ کر سکتی تھی؟“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”گھبراہٹ عصفور تنویر کا قد و قامت بالکل اس جیسا ہے۔ میں اسے ناواشوگو بنا دوں گا۔ پھر تو شاید جولیا کو بھی اعتراض نہ ہوگا؟“ عمران نے مصمم سے ہلچے میں کہا اور جولیا بھی بے اختیار مسکرا دی۔
”لیکن مجھے تو ان کی زبان نہیں آتی۔“ تنویر نے جولیا کو مسکراتے دیکھ کر ایسے ہلچے میں کہا جیسے اسے زبان نہ آنے کی وجہ سے سخت مایوسی ہو رہی ہو۔
”تو کیا ہوا۔“ انہو کو لگا ناواشوگو بھی تو ہو سکتا ہے۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”تم کہو اس کرے کی بجائے مشن مکمل کر دو جو ہوگا بعد میں دیکھا جائے گا۔ ارے ہاں تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ دیواریں انیمیم بھی نہیں توڑ سکتا۔ پھر یہ خالی ڈبلیو ڈبلیو کیسے اڑہ تباہ کر دے گا۔“
جولیا نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔
”تم اڑے میں موجود انتہائی خوفناک میزائلوں کو بھول گئی ہو۔ ڈبلیو ڈبلیو اور میزائل جب اکٹھے چھٹیں گے تو ان کی طاقت ہائیڈروجن بم سے بھی بڑھ جائے گی۔“ عمران نے جیب

سے ریویٹ کنٹرولر نکالتے ہوئے جواب دیا۔

”تم فائر کرو۔“ جولیا نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ریویٹ کنٹرولر کا فائر بین پریس کر دیا۔ اس بار جن کے اوپر موجود بلب ایک جھماکے سے جلا اور پھر وہ بھی بجھ گیا اور پہلے والا بلب بھی۔ اس کے ساتھ ہی اس قدر خوفناک اور دلی ہلا دینے والا دھماکہ ہوا کہ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے سروں پر انیمیم پھٹ پڑا ہو۔ زمین اس طرح زوردار جھٹکے لے کر ہلی کہ وہ سب بے اختیار سرنگ کی جھکی دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرے۔ ان کے حواس مبہم سے ہو کر رہ گئے تھے۔ دھماکے مسلسل جو رہے تھے اور زمین ہر دھماکے کے ساتھ بڑی طرح جھٹکے لے رہی تھی۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ساری سرنگ ان جھٹکوں سے تباہ ہو کر بیٹھ جائے گی اور وہ انکس میں دب کر زندہ دفن ہو جائیں گے لیکن پھر ابستہ آہستہ دھماکوں کی شدت میں کمی آنے لگی۔

اور زمین کو گتے والے جھٹکے بھی بند ہو گئے۔ کافی دیر بعد جب شدت ختم ہوئی تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انتہائی مضبوط ہتھیار کا کافی گہرائی میں تھی اور پھر اصل اڑے سے فاصلہ بھی کافی تھا اس لئے سرنگ تباہ ہونے سے بچ گئی تھی۔ ان کے چہروں پر فائز نامہ تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہے تھے جیسے میلوں دوڑ کر آئے ہوں۔ وہ آخر کار دوسرا اور کا فرستان کی پاکیشیا کے خلاف ہولناک سازش کا خاتمہ کرنے میں کامیاب

ہو ہی گئے تھے۔

اب یہاں سے نکلنے کی کر دیکھو نہ کمیز اٹکوں کے پھٹنے سے پیدا ہونے والی آگ بجھانے کہاں کہاں تک پھیل جاسے۔۔۔
 عمران نے کہا اور پھر اس طرف بڑھنے لگا جدھر حوزہ اور جوانا نے مل کر سرنگ کی مٹی صاف کر دی تھی۔
 ”اگر وہ گھوڑے مل جاتے تو؟“ — صدر نے کہا۔
 ”نہیں۔۔۔ وہ گیس کی وجہ سے یہ ہوش پڑے ہوں گے اور مجھے گھوڑوں کو ہوش میں لانے کا ابھی طریقہ نہیں آتا۔
 تزییر جانتا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔“ — عمران نے کہا اور
 سرنگ آہستہ سے گونج اٹھی۔

ختم شد

سید امیر آبی

یونکانو
 زاراک